سیرت والدین مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قرآن، حدیث، اقوال محدثین، تاریخ وسیر کی روشنی میں

تالیف

مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری سرگیوی

کامل الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد، ایم۔اے۔اردو۔میسور یونیورسٹی

مدرس نورالنبی عربک اسکول بیجاپور کرناٹک

ناشر: **فیضان انوار واشرف اکیڈیمی** بیجاپور، کرناٹک

سیرت والدین مصطفی

تالیف مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری سرگیوی

قرآن، حدیث، اقوال محدثین، تاریخ وسیر کی روشنی میں

جس کے ہو فرزند وہ اُس کو شرف کیوں کر نہ ہو
گوہر نایاب سے فخر صدف کیوں کر نہ ہو

حضرت بانیِ جامعہ نظامیہ حیدرآباد

تالیف

مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری سرگپوی

کامل الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد، ایم۔اے۔اردو۔ میسور یونیورسٹی

مدرس نورالنبی عربک اسکول بیجاپور

ناشر: فیضان انوارواشرف اکیڈمی بیجاپور کرناٹک

QASID KITAB GHAR

Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

بمسرت صد سالہ عرس تقاریب شیخ الاسلام عارف باللہ حضرت علامہ حافظ امام محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن

نام کتاب : سیرت والدین رضی اللہ عنہم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف : مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری سرگیوی
فاضل وکامل الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد، ایم اے اردو میسور یونیورسٹی، مدرس نورانی عربک اسکول بیجاپور کرناٹک

نظر ثانی : حضرت مولانا سید صغیر احمد نقشبندی صاحب نائب شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد

طبع اول : جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ م مارچ ۲۰۱۵ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار (1000)

قیمت : 100/-

ناشر : فیضان انوار واشرف اکیڈمی بیجاپور کرناٹک۔09036543026

طباعت : انوار پرنٹرس حیدرآباد

کمپوزنگ : محمد عبدالقدیر قادری مددگار منتظم شعبہ تدریس جامعہ نظامیہ حیدرآباد
سیل نمبر: 9032827846

☆......ملنے کے پتے آخری صفحہ پر درج ہیں......☆

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے اس پتے پر رابطہ کریں
Faizan-e-Anwar wa Ashraf Academy
Near Yaseen Masjid Srishti Colony Plot No 179
Opp New Court BIJAPUR Pin No 586109 K.S.INDIA

☆☆☆☆☆

.....تقریظ.....

فقیہ الاسلام مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا محمد عظیم الدین دامت برکاتہم العالیہ
صدر مفتی جامعہ نظامیہ حیدرآباد

مبسملا محمدلاً مصلیاً مسلماً

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین کریمین رضی اللہ عنہما امت مسلمہ کے لئے قابل صد تعظیم وتکریم اور نعمت ہیں، جس شرف عظیم سے وہ مشرف کیے گئے ایسا شرف کائنات میں کسی کو حاصل نہیں، ابوین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق کتب تواریخ وسیرت میں چیدہ چیدہ واقعات ملتے ہیں "سیرت والدین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان سے قرآن مجید، احادیث نبوی اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تاریخ اسلامی کے حوالہ سے مولوی سید صادق انواری اشرفی قادری، مولوی کامل الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے تقریبا مواد یکجا کردیا ہے، کتاب لائق مطالعہ اور قابل تحسین ہے، شیخ الاسلام حضرت شاہ محمد انوار اللہ الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ نظامیہ کے صد سالہ عرس کے موقع پر اس کو شائع کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر اور قاری کا شرح صدر فرمائے۔ آمین۔ والحمد للہ رب العلمین۔ فقط

مخلص

محمد عظیم الدین غفرلہ
مفتی جامعہ نظامیہ حیدرآباد
المرقوم ۲۵ رفبروری ۲۰۱۵ء

......تقریظ......

مفکر الاسلام زین الفقہاء حضرت علامہ مولانا مفتی خلیل احمد دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الجامعہ، جامعہ نظامیہ، رکن معزز آل انڈیا حج ورکن مسلم پرسنل لا بورڈ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الأكرمين الافضلين ومن أحبهم وتبعهم باحسان أجمعين الى يوم الدين. اما بعد!

حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے ابوین کریمین کے حالات اور سیرت پر مختلف کتابوں میں تذکرہ ملتے ہیں، اس مضمون کو ایک مستقل عنوان کے طور پر علحدہ تصنیف کی شکل میں پیش نہیں کیا گیا۔

سابق میں حضرات ابوین کریمین کے ایمان کے بارے میں بحثیں کی گئیں، علمائے اہل سنت و جماعت کی اکثریت ان حضرات کے ایمان کی قائل رہی ہے۔

عزیزم مولوی سید صادق انواری اشرفی قادری کامل جامعہ نظامیہ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور تمام منتشر مضامین کو یکجا جمع کیا اور تمام مباحث کو ایک دوسرے سے مربوط کیا جس سے پڑھنے والے کو اس ایک کتاب میں تفصیلی مواد مل جاتا ہے اور علمائے اہل سنت نے جن دلائل سے اس اہم مسئلہ کو واضح کیا تھا وہ تمام دلائل یکجا مل جاتے ہیں۔

عزیزم مولوی سید صادق انواری کی یہ کوشش قابل تحسین ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے ذوق علم میں اضافہ فرمائے یہ کتاب تاریخ وسیرت کا مرقع اور عقیدہ اہل سنت کا اظہار ہے، دعاء ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی خدمت قبول فرمائے اور یہ کتاب مقبول خاص دعام ہو۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقط

مفتی خلیل احمد
شیخ الجامعہ، جامعہ نظامیہ حیدرآباد

المرقوم ۲؍مارچ ۲۰۱۵ء

......تقریظ......

حضرت علامہ مولانا پروفیسر ڈاکٹر سید عطاء اللہ الحسینی قادری الملتانی حفظہ اللہ

مولوی فاضل جامعہ نظامیہ حیدرآباد، سابق صدر شعبہ معارف اسلامیہ گورنمنٹ جامعہ ملیہ ڈگری کالج۔ ملیر کراچی (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری مدظلہ کامل جامعہ نظامیہ کی مرتبہ کتاب ''سیرت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کو وقت کی تنگی کے باعث بالاستیعاب تو نہ پڑھ سکا لیکن چیدہ چیدہ مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ یہ مولانا کی ایک عمدہ کاوش ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت شاقہ کو قبول فرمائے، اک طویل عرصے سے اس موضوع پر خلا محسوس ہو رہا تھا جس کو اب مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری نے پُر کرنے کی کوشش کی ہے، قرآن وحدیث کے حوالے کتاب کو مستند بنا رہے ہیں۔

اس موضوع پر مواد متفرق کتابوں میں اگر چہ موجود ہے لیکن مجتمع حالت میں شاید پہلی دفعہ سامنے آیا ہے کتاب میں سلف صالحین اور بالخصوص بانی جامعہ نظامیہ شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمہ کی تحریروں کے حوالے موجود ہیں جو زیر نظر کتاب سیرت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو از حد وقیع بنا رہے ہیں۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ کتاب کو مقبول خاص وعام بنائے اور اس کے مؤلف کو مزید موضوعات پر اپنے رشحات قلم پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

احقر العباد

سید عطاء اللہ الحسینی

الرقوم: ۲۸ رفبروری ۲۰۱۵ء

○......شرف انتساب......○

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور حضرت حوا علیہا السلام سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک تمام مقدس ہستیوں اور پاکیزہ اصلاب و ارحام سے فخر انسانیت مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ اس دنیا میں رحمت للعالمین بن کر تشریف لائے۔

اور ان تمام مقدس ذاتوں کی طرف انتساب کرتا ہوں اور ان پاک بازانِ صدق وصفا کے طفیل اس کتاب سے استفادہ کا اجر وثواب میرے والد محترم مرحوم سید میراں بن سید تاج الدین متوفی ۳ر شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ مطابق 27رمئی 1982 مدفن سنی قبرستان بلہاری کرناٹک اور میری والدہ محترمہ مرحومہ سیدہ شہزادی بیگم بنت سید مظفر الدین علوی کپل متوفی ۵ر شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ رمطابق 6ر ڈسمبر 1997ء مدفن سنی قبرستان سرگپہ ضلع بلہاری۔ دونوں کے لئے ہو اور یہ کوشش اُنکے لئے زاد راہ بنے اور بخشش کا پروانہ ملے آمین بجاہِ طٰہٰ ویسین صلی اللہ علیہ وسلم

ابرِ رحمت اُن کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

احقر العباد سید صادق انواری اشرفی قادری عفی عنہٗ

……ھدیۂ عقیدت……

میں ناچیز اپنی اس پہلی کاوش کو علم و حکمت اور تعلیم و تربیت کی قابل افتخار ۱۴۲ سالہ قدیم و عظیم دینی و روحانی درسگاہ مادر علمی، مرکز اہل سنت و جماعت، مسلک حنفیہ کا نقیب، از ہر ہند جامعہ نظامیہ حیدرآباد جو کہ عالمی سطح پر اہل سنت و جماعت کا باوقار دینی علمی، فکری، سنی، حنفی نظریات اور تعلیماتِ حضور شیخ الاسلام مصنف انوار احمدی عارف باللہ حضرت علامہ حافظ محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ والرضوان (المتوفی ۲۹ رجمادی الاول ۱۳۳۶ھ) کا ترجمان ہے۔ جس کے بانی کا صد سالہ عرس مقدس مارچ 2015ء میں بڑے ہی تزک و احتشام کے ساتھ منایا جارہا ہے۔

دکن کی اُس عظیم شخصیت کی خدمت عالیہ میں ھدیۂ عقیدت پیش کرتا ہوں جن کے علمی و روحانی فیض سے فقیر نے اس کتاب کو تالیف کیا۔ مزید دعاگو ہوں کہ فیضان انوار اللہی کی رحمتیں و برکتیں زندگی کے ہر موڑ پر نچھاور ہوتی رہیں۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وسلم

گر قبول افتد زہے عز و شرف

احقر العباد سید صادق انواری اشرفی قادری عفی عنہٗ

حمد
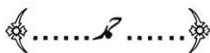
ذرہ ذرہ سے نمایاں ہے مگر پنہاں ہے
میرے معبود ! تری پردہ نشینی ہے عجیب
دور اتنا کہ تخیّل کی رسائی ہے محال
اور قربت کا یہ عالم کہ رگ جاں سے قریب

مرشدی ومولائی حضور شیخ الاسلام
علامہ مفتی سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی ادام اللہ فیوضھم العالیہ

......نعت شریف......

ہے وہ خوش بخت جو دربار مدینہ دیکھا
ہر گلی کوچۂ جنّت کانمونہ دیکھا

یہ فضائیں ہیں، گھٹائیں ہیں کہ زُلفِ احمد
سورہ وّلّیل کی آیت کا سنورنا دیکھا

قد وقامت پہ ہے شرمندہ وہ شجر طوبیٰ
سینۂ پاک کو اقراء کادفینہ دیکھا

کتنی خوش بخت ہیں آنکھیں تری اے بینا
جس نے سرکار کا کوچے میں چلنا دیکھا

جالیاں تھام کے کہنے لگے سارے زائر
سنگ در دیکھا یا فردوس کا زینہ دیکھا

زندگی اُس کی بن جائے گی مثل جنّت
جس نے سرکار کی سیرت کا قرینہ دیکھا

زندگی ہوگی اُسی وقت مری شاد انجم
آکے سرکار دمِ نزع میں مرنا دیکھا

حوالہ: ارمغان عرش۔ صفحہ (۱۱) از عالی جناب مرحوم سید معین الدین انجم علویؒ (مؤلف کے ماموں)۔ مقام اشاعت بزم فردوس ادب یوسفیہ بازار کپل کرناٹک

منقبت

درشانِ والدِ مصطفیٰ ﷺ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

خدائے پاک کے حامد ہیں پیارے عبداللہ	بڑے ہی عابد وزاہد ہیں پیارے عبداللہ
شک ان کے ایماں پہ کرنے سے پہلے یاد رکھو	مرے رسول کے والد ہیں پیارے عبداللہ
خدا نے بھیج کے نورِ نبی کو آپ کے گھر	بتا دیا ہمیں راشد ہیں پیارے عبداللہ
عیاں ہے نام سے اے صاحب خرد پڑھ لے	خدا کے عبد ہیں عابد ہیں پیارے عبداللہ
ہوئی ہے آپ سے ظاہر دعائے ابراہیم	زبانِ حال سے شاہد ہیں پیارے عبداللہ
کیا ہے حق نے انہیں ساجدوں میں جب داخل	پتہ چلا ہمیں ساجد ہیں پیارے عبداللہ
رہے زمانۂ فترت میں شرک سے محفوظ	ہے حق، کہوں جو مجاہد ہیں پیارے عبداللہ
نبی کو پا کے بھی ، تھا تو ابولہب کافر	قسم خدا کی، تری ضد ہیں پیارے عبداللہ
نبی کے صدقے میں کیا کیا عنایتیں نہ ہوئیں	ہو چشمِ عدل تو شاہد ہیں پیارے عبداللہ

کرے گا کیوں نہ بھلا قیسؔ آپ کی تعریف
تمام وصف محامد ہیں پیارے عبداللہ

خلیفہ حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی،
مولانا سید محمد محی الدین شاہ قیسؔ اشرفی عالم جامعہ نظامیہ۔ بمن ہلی ضلع ہادیری کرناٹک

منقبت درشانِ والدۂ مصطفیٰ ﷺ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا

مطلعِ خورشیدِ ایماں آمنہ
منبعِ انوارِ عرفاں آمنہ

خلق میں شمعِ فروزاں آمنہ
رونقِ دل راحتِ جاں آمنہ

تیرگی اب مٹ گئی تیرے طفیل
ہوگئی صبحِ درخشاں آمنہ

گود تیری خلد سے ہے محترم
مصطفیٰ کی جو بنیں ماں آمنہ

تیرے ہی لختِ جگر کا ہے طفیل
ہوگئے ہم جو مسلماں آمنہ

مرتبہ تیرا کوئی سمجھے گا کیا
نورِ حق تھا تجھ میں پنہاں آمنہ

تم جو آئیں مصطفیٰ بھی آگئے
ہوگیا عالم درخشاں آمنہ

دیکھ کر شمس الضحیٰ کو تیرے گھر
ہے نگاہِ کفر حیراں آمنہ

سر پہ تیرے نام کی چادر رہے
قیس کے دل کا ہے ارماں آمنہ

خلیفہ حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
مولانا سید محمد محی الدین شاہ قیس اشرفی عالم جامعہ نظامیہ۔ ہمن ہلی ضلع ہادیری کرناٹک

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿......اظہار خیال......﴾

استاذی ومرشدی حضرت مولانا مفتی سید عبدالرشید شاہ چشتی

القادری کامل الفقہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد صدر مدرس دارالعلوم دینیہ بارگاہ بندہ نوازؒ

وخطیب مسجد عالمگیر بارگاہ حضرت بندہ نوازؒ گلبرگہ شریف

نحمدهٗ ونصلی علی رسوله الكريم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان سے متعلق عزیز القدر مولانا سید صادق انواری چشتی و قادری کامل جامعہ نظامیہ نے ایک کتاب ترتیب دی ہے جس میں حضور اکرم ﷺ کے نسب اور والدین کریمین کے ایمان سے متعلق اقوال مفسرین، محدثین اور اقوال سلف کو بطور حوالہ وسند پیش کیا ہے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ والدین کریمین اور حضور اکرم ﷺ کے نسب سے متعلق اس آیت کریمہ کو بطور حوالہ پیش کیا جائے تو بیجا نہیں ہوگا بلکہ والدین کریمین کے ایمان پر ایک واضح دلیل ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے”**ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امة مسلمة لك**۔ترجمہ:اے پروردگار ہمیں اپنا فرمانبردار بنائے رکھ اور ہماری نسل پاک میں ہمیشہ ایسے نسب کو جاری رکھ جس میں کا ایک طبقہ اسلام پر قائم رہے۔

اگر ہم قرآن حکیم کی آیات پر غور کریں تو ایسی کتنی ہی آیات ہیں جو حضور

ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کو ثابت کرتی ہیں۔ مثال طور پر یہاں صرف ایک آیت کو پیش کیا گیا ہے۔

جناب مولانا سید صادق صاحب قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے سیرت والدین کریمین پر ایک مبسوط اور مدلل کتاب تالیف کی ہے نیز والدین کریمین کے ایمان پر اعتراض کرنے والوں کے جواب میں علماء اور فقہاء کے اقوال کو مدلل پیش کیا ہے۔ میرا یہ اعتقاد ہے کہ آنحضرت ﷺ سے نسبت رکھنے والے عنوانات پر تحریر کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ کسی کے علمی اور روحانی فیضان کے ذریعہ تائید غیبی حاصل نہ ہو۔ بہر حال موصوف قابل ستائش ہیں اور بڑی مسرت کی بات ہے کہ اس اہم موضوع پر مدلل کتاب تحریر کی ہے۔

تالیف یعنی ''سیرت والدین مصطفیٰ ﷺ'' بلالحاظ خاص وعام سب کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ میں آنحضرت ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس تصنیف کو قبول عام وخاص فرمائے۔ اور بارگاہ رسالت ﷺ میں موصوف کی ان علمی کاوشوں کو شرف قبولیت عطا کرے اور ذخیرۂ آخرت بنائے آمین ثم آمین۔

بجاه طه ويسين صلى الله عليه وعلى آله وازواجه واصحابه وبارك وسلم والحمدلله رب العالمين۔

از: سید عبدالرشید کامل الفقہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد

صدر مدرس دارالعلوم دینیہ بارگاہ بندہ نواز گلبرگہ شریف

......ایک نظر صاحب کتاب پر......

یوں تو اس کائنات ارض وسماء میں کئی انسان پیدا ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرنا چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ (علم دین) عطا فرماتا ہے۔ **من یرد الله به خیرا یفقه فی الدین** (بخاری شریف۔ کتاب العلم)۔ انہیں صاحبان علوم میں مصنف کتاب ہذا ''سیرت والدین مصطفیٰ ﷺ'' مولانا سید صادق انواری اشرفی صاحب کامل الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا شمار بھی ہوتا ہے۔ موصوف سے بارہا اصرار پر احقر کو کچھ احوال زندگی کے معلومات سے آگاہی فرمائی جس کو نوک قلم لایا گیا ہے۔

موصوف کی پیدائش یکم رجون ۱۹۷۴ء نانا الحاج سید مظفر الدین علویؒ کے مکان کپّل (کرناٹک) میں ہوئی۔ وطن مالوف سرگپہ ضلع بلہاری کرناٹک اردو پرائمری اسکول میں چوتھی جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد غالباً 1980ء کے آس پاس مصنف خطباتِ حسنہ وانوار میلاد النبی ﷺ حضرت مولانا حافظ محمد رفیق انواری امام و خطیب جامع مسجد اندرون قلعہ رائچور نے جو کہ شہر سرگپہ ہی کے رہنے والے ہیں، جب انہوں نے حفظ قرآن مجید کی تکمیل فرمائی۔ تو موصوف کے والد (جناب سید میراں صاحب مرحوم) کو بھی خواہش ہوئی کہ اپنی اولاد میں سے کسی ایک کو دینی تعلیم سے آراستہ کرائیں۔ پھر قدرت کی کرنی ایسی ہوئی کہ موصوف کے والد محترم کا بہت جلد انتقال ہو گیا۔ موصوف کی والدہ (سیدہ شہزادی بیگم صاحبہ مرحومہ) کی بہتر نگہداشت اور بڑے بھائی الحاج سید عالم باشاہ اشرفی صاحب اور دیگر بھائیوں کا قدم قدم پر ساتھ نے والد

مرحوم کی خواہش میں کوئی رُکاوٹ آنے نہیں دی۔

موصوف کواُن کے پھوپا حضرت سید شاہ قادر باشاہ قادریؒ مقیم تنگھبد را (منترالیام روڈ) جو کہ شہزادۂ غوث اعظم حضرت سید شاہ عبدالقادر قادری بغدادی علیہ الرحمہ (مکندہ گدہ تعلقہ سندھنور) کے خاندان سے ہیں۔ اُن کے حوالے کیا گیا آپ نے اپنے تین صاحبزادوں اور دیگر مہمانانِ رسول ﷺ (طالب علموں) کے ساتھ موصوف کو بھی ابتدائی دینی تعلیم کے لئے 1983ء میں جامعہ الٰھیات نوریہ بنڈلہ گوڑہ حیدرآباد میں داخل فرمایا۔ شعبۂ ناظرہ میں داخلہ لیکر ثانیہ تک کی تعلیم مکمل کی رابعہ تک میں ترقی دی گئی۔

بعدازاں نہ صرف ریاست کرناٹک بلکہ ہندوستان کی مشہور ہستی جن کا بانیان اردو میں شمار ہوتا ہے، سلسلہ چشتیہ کے عظیم بزرگ صوفیٔ زمانہ شہباز دکن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز علیہ الرحمہ کی بارگاہ کا مشہور ومعروف دینی ادارہ دارالعلوم دینیہ بارگاہ بندہ نوازگلبرگہ شریف ملحقہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد میں داخلہ لے کر پانچ سال تک حضرت مولانا مفتی سید عبدالرشید صاحب قادری چشتی قبلہ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن الدین قادری صاحب مفتی جامعۃ المؤمنات حیدرآباد، حضرت مولانا حافظ وقاری محمد حفیظ اللہ خاں صاحب قبلہ شیموگہ، اور حضرت مولانا محمد سراج احمد صاحب قبلہ جیسے قابل اساتذہ کی نگرانی میں جماعت مولوی تک کی تعلیم حاصل کی۔

اس کے بعد موصوف نے اعلیٰ تعلیم کے لئے ہندوستان کے علم وادب کا مرکز اور اشارۂ رسول اللہ ﷺ سے قائم ہونے والی وہ دینی درسگاہ جس سے ہزاروں تشنگانِ علوم نے اپنی پیاس بجھائی اور انشاءاللہ تا قیام قیامت اس علمی سمندر سے سیراب ہوتے رہیں گے'' جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا رُخ کیا۔

اور وہاں اپنے وقت کے عظیم المرتبت وفقید المثال علمائے دین و ماہرین درس نظامی، سابقہ صدر الشیوخ جامعہ نظامیہ حیدرآباد حضرت علامہ مولانا سید شاہ طاہر رضوی القادریؒ، ماہر منطق وفلسفہ حضرت العلامہ مفتی حافظ محمد ولی اللہؒ، فقیہ العصر حضرت العلامہ مفتی حافظ ابراھیم خلیل الہاشمیؒ، زین الفقہاء حضرت العلامہ مفتی خلیل احمد صاحب ادام اللہ فیوضہم شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ، مصباح القراء خطیب مکہ مسجد حضرت العلامہ حافظ وقاری محمد عبداللہ قریشی الازہری صاحب دام فضلکم العالی نائب شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ اور عمدۃ المحدثین حضرت العلامہ محمد خواجہ شریف صاحب قبلہ مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد ان عظیم ہستیوں سے استفادہ کرنے اور زانوئے ادب طئے کرنے کا موقع ملا۔

اور آپ کے ہم درس ساتھیوں میں خاص طور پر مولانا مفتی حافظ سید صغیر احمد نقشبندی نائب شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ، مولانا حافظ سید رئیس الدین قادری ملتانی دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد، مولانا شیخ نصرت حسین زبیر بانی انوار الحسنات اسکول، مولانا حافظ محمد مستان علی قادری ناظم جامعۃ المؤمنات حیدرآباد، مولانا پیرزادہ سید سراج الدین معینی دارالعلوم معینیہ اجمیر شریف وغیرہ شامل ہیں۔

عالم فاضل کے بعد 1997ء تخصص فی الحدیث (کامل الحدیث) میں بدرجہ اول کامیابی پاکر فراغت حاصل کی۔ دینی علوم کے ساتھ ساتھ موصوف نے عصری (دنیاوی) علوم میں بھی جیسے اردو فاضل (ادارہ ادبیات اردو پنجہ گٹہ حیدرآباد) ادیب کامل (جامعہ اردو علیگڈھ) اور ایم اے M.A اردو میسور اوپن یونیورسٹی سے بھی اسناد کو حاصل کیا۔

اور تعلیم سے فراغت کے فوری بعد بیجاپور ڈسٹرکٹ مائناریٹی نیشنل ایجوکیشن سوسائٹی کے تحت چلنے والے ادارے نورالنبی عربک اسکول بیجاپور (منظور شدہ حکومت کرناٹک) میں جون ر 1997 عیسوی سے تا حال فوقانیہ کے عربی ٹیچر ہیں۔

اس کے علاوہ گرمائی تعطیلات میں حضرت میر عالم نواز درگاہ ہاسپیٹ وسرگپہ ضلع بلہاری کرناٹک میں عصری تعلیم کے نوجوانوں کے لئے دینی سمرکیمپ کے خدمات، اور خصوصیت کے ساتھ کے ضلعی سطح پر سرکاری وغیر سرکاری طور پر منعقدہ نعتیہ مقابلہ جات میں منصفانہ خدمات انجام دیتے ہیں۔اور موصوف اس وقت شہر بیجاپور کی علمی شخصیتوں میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں اور تنظیم اہل سنت وجماعت بیجاپور کے نائب صدر بھی ہیں۔شہر بیجاپور کی قدیم وعظیم پرانی جامع مسجد لنگر بازار میں تقریباً 15 سال سے فی سبیل اللہ فریضۂ خطابت انجام دے رہے ہیں۔

آپ کے قلمی خدمات کا زمانہ طالب علمی سے جاری ہیں سب سے پہلا مضمون 1994ء میں مجلّہ انوار نظامیہ میں ''امام ابو یوسفؒ کی علمی شخصیت'' زیور طبع سے آراستہ ہوا۔اس کے علاوہ روزنامہ سیاست، منصف، اعتماد، راہنمائے دکن (حیدرآباد)، روزنامہ سالار، سیاست، راشٹریہ سہارا(بنگلور) روزنامہ کے۔بی۔ین ٹائمس، انقلاب دکن (گلبرگہ) مسلم ٹائمز بمبئی۔ کے علاوہ انوار نظامیہ حیدرآباد، دو ماہی مسلک بمبئی، ماہنامہ کنزالایمان دہلی، کئی مضامین طبع ہوکر اہل علم کی نگاہوں سے گذرے۔اور موصوف نے تصوف وشخصیات پر سیمنار، ورک شاپ میں مقالات بھی پیش کئے۔

عنقریب مصنف کتاب ہذا کی ایک اور تصنیف بنام'' گلستان انوار'' شیخ الاسلام فرزند عاشق رسول اللہ خلیفۂ دوم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہٗ عارف باللہ حضرت علامہ حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ والرضوان (بانی

جامعہ نظامیہ حیدرآباد) کے صد(100) سالہ عرس شریف منعقدہ مارچ 2015ء میں شائع ہونے والی ہے۔جس میں موجودہ فارغین جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے مختصر احوال ہوں گے جوتقریباً پانچ سو(500) صفحات پر مشتمل ہوگی۔

موصوف نے مفسر قرآں حضور شیخ الاسلام والمسلمین رئیس المحققین علامہ مفتی سید شاہ محمد مدنی اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی جانشین حضور محدث اعظم ہند کچھوچھہ شریف کے دست حق پرست پر 2006ء میں بیعت کی۔اور حضرت مولانا مفتی سید عبدالرشید چشتی القادری مدظلہ صدر مدرس دارالعلوم دینیہ بارگاہ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ گلبرگہ شریف نے 2011ء کو سلسلۂ قادریہ چشتیہ میں خلافت عطا فرمائی۔اور پھر حضور شیخ الاسلام والمسلمین نے اپریل 2014 عیسوی کو سلسلہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ کی خلافت سے سرفراز فرمایا۔

کتابوں سے خاصی دلچسپی ،سادہ اور خوش مزاج طبیعت ،تنقید برائے تنقید کے بجائے تنقید برائے اصلاح کا پہلو اپنانا،اور ملن سار طبیعت کی وجہ سے حلقۂ علماء و مشائخین میں موصوف کوعزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کتاب ''سیرت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ملت اسلامیہ کے ذہنوں میں موجود شکوک وشبہات کو دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وسلم

احقر حافظ جی محمد رکن الدین (لقمان)
کامل جامعہ نظامیہ حیدرآباد
امام وخطیب جامع مسجد سرگپہ ضلع بلہاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴾......پیش لفظ......﴿

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس جہان فانی میں اپنے بندوں کو پیدا فرمایا تا کہ
خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم ایّکم احسن عملاً یعنی اللہ تعالیٰ نے موت
وحیات کو پیدا فرمایا تا کہ آزمائیں کہ تم میں بہترین عمل والا کون ہے۔ ایمان، حسن
عمل اور فضل خداوندی پر ہی جنت کی عطا موقوف ہے۔ سوءِ عمل کی بناء پر جہنم تو ہے
لیکن رائی کے دانے کے برابر بھی کسی کے پاس ایمان ہوتو جہنم میں جانے کے باوجود
شفاعت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت جنتی ہے۔ لیکن کسی بندے کو یہ حق نہیں
ہے کہ کسی کو جہنمی کہے بلکہ خیر کی تمنا رکھتے ہوئے مومن ومسلمان کے حق میں جنت کی
امید رکھ سکتا ہے اور ان کے لئے دعا بھی کرسکتا ہے لیکن کسی بھی کافر کے حق میں
مغفرت وحصول جنت کی دعا نہیں کی جاسکتی۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم ہی
کی وہ شان ہے کسی کو بھی اس کی زندگی ہی میں جنت کی خوشخبری وبشارت دیں اور
انھوں نے بشارت بھی عطا فرمائی ہے۔ آج زمانے میں لوگ اپنے ایمان وعمل کی فکر
کئے بغیر اسلاف کی خامیوں کی تلاش میں اپنے ذہنی رجحان کو خرچ کررہے ہیں۔ حتی
کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی شان اقدس میں کم علمی اور بلا تحقیق کے
گستاخی کرتے ہوئے ان کو جہنمی تصور کررہے ہیں نعوذ باللہ من ذالک۔

اگر فرعون کے ایمان وکفر کی بات ہوتی تو ہم یہ کہہ کر گذر جاتے کہ اللہ تعالیٰ یا اس
کے فرشتے تم سے اس بارے میں سوال نہیں کریں گے جاؤ مومن تو ہو اچھے عمل میں مصروف
رہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان کا تعلق عمل سے نہیں عقیدہ سے ہے عمل میں کمی
بیشی ہر ایک سے ممکن ہے لیکن عقیدہ کی حفاظت اور درستگی ضروری ہے۔

اگر کسی کم علم سے ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سوال کیا جائے تو فوراً
جواب نہ دے بلکہ کچھ وقت لیکر پوری طرح تحقیق کر کے جواب دے یا سائل سے

معذرت کر لے کہ اس معاملہ میں میری علمی تحقیق کم ہے۔ اور اس مسئلہ سے متعلق کافی وشافی علم رکھنے والوں کے پاس اُس سائل کی رہبری کر دے۔ تو اس میں اپنی اور تمام کے ایمان کی حفاظت بھی باقی رہتی ہے مرتبہ میں بھی بلندی رہتی ہے۔ ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ کا مسئلہ بالکل اہم ہونے کی وجہ سے میں نے مناسب سمجھا کہ ایک رسالہ بعنوان ''والدین مصطفیٰ ﷺ ''مرتب کروں جس میں والدین مصطفیٰ ﷺ کے حالات زندگی اور ان کے ایمان اور جنتی ہونے پر آیات قرآنی، احادیث نبوی، تصانیف علماء وصالحین سے دلائل و براہین اخذ کر کے ترتیب دیا ہوں حقیر فقیر سراپا پُر تقصیر میں اتنی طاقت کہاں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

والدین مصطفیٰ ﷺ پر مستقل کتابیں راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔

۱۔ امهات النبی ﷺ مصنف: امام ابو جعفر محمد بن حبیب البغدادی علیہ الرحمہ
۲۔ مسالك الحنفاء فی والدی المصطفیٰ۔ مصنف: امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
۳۔ الدرج المنيفة فی الآباء الشريفة ۔ مصنف: امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
۴۔ المقامة السندسية فی النسبة المصطفوية۔ مصنف: امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
۵۔ التعظيم والمنة فی ان ابوی رسول الله فی الجنة ۔ مصنف: امام جلال الدین سیوطیؒ
۶۔ نشر العلمين المنفين فی احياء الابوين الشريفين۔ مصنف: امام جلال الدین سیوطیؒ
۷۔ السبل الجلية فی الاباء العلية ۔ مصنف: امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
۸۔ هدية الغبی الی اسلام آباء النبی۔ مصنف: مولانا سید محمد عبد الغفار قادری علیہ الرحمہ
۹۔ نور الهدیٰ فی آباء المصطفی۔ مصنف: حضرت مولانا علی احمد چشتی سیالوی علیہ الرحمہ
۱۰۔ شمول الاسلام لاصول الرسول الكرام۔ مصنف: حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ

۱۱۔نور العینین فی آباء سید الکونین۔مصنف: مولانا حافظ محمد علی لاہور علیہ الرحمہ

۱۲۔ تنویر الکلام باثبات اسلام آبائه الکرام ۔مصنف :مولانا محمد عنایت اللہ سانگلا ہل علیہ الرحمہ

۱۳۔ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مقالات شیخ محمد علوی مالکی مصنف :مفتی محمد خان قادری لاہور

۱۴۔ایمانِ سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ مصنف : ڈاکٹر ظہور احمد اظہر ضیاء پبلی کیشنز

۱۵۔والدین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مصنف :علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی لاہور پاکستان

۱۶۔سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے والدینِ مُکرّم۔مصنف: علی اصغر چودھری مکتبہ الحسنات دہلی

۱۷۔قبر آمنه (رضی الله تعالیٰ عنها)مصنف علامہ فیض احمد اویسی صاحب قبلہ

۱۸۔ایمان والدین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مصنف علامہ مفتی محمد خان قادری صاحب قبلہ

۱۹۔کنز الایمان لاہور ۔ حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا نمبر مئی ۱۹۹۹ء والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مستقل کتب جن کے اسماء مع مصنفین درج ہیں۔

۲۰۔حدیقة الصفاء فی والدی المصطفی امام سید زبیدی صاحب القاموس

۲۱۔الانتصار لوالدی النبی المختار امام سید مرتضیٰ زبیدی صاحب القاموس

۲۲۔سداد الدین فی اثبات النجاۃ والدرجات للوالدین امام سید محمد رسول برزنجی المتوفی ۱۱۰۳ھ

۲۳۔اثبات النجاۃ والایمان لوالدی سید الاکوان۔ علامہ آفندی داغستانیؒ

۲۴۔تقدیس آباء النبی قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر مظہری

۲۵۔مولانا حضور کے آباء واجداد کا مذہب مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

۲۶۔والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اظہار حقیقت شیخ محمد علوی مالکی مکی

۲۷۔تنبیه العقول فی اسلام آباء الرسول علامہ قاضی ارتضا علی خانؒ

۲۸۔رسالة فی ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔علامہ محمد شاہ چلپی قاضی حلب (المتوفی:۹۲۶ھ)

۲۹۔ انباء المصطفیٰ فی حق آباء المصطفیٰ امام ابن الخطب (المتوفی:۹۴۰ھ)

۳۰۔فی اسلام والدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیخ ابن الملا حلبی (المتوفی:۱۰۱۰ھ)

۳۱۔ھدیة الکرام فی حق آباء المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شیخ یوسف بن عبداللہ قاضی موصل (المتوفی ۱۰۷۳ھ)

۳۲۔انباء المصطفیٰ فی حق آباء المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۔شیخ محمد بن قاسم رومی (المتوفی ۹۴۰ھ)

۳۳۔تحقیق آمال الراجین فی ان والدی المصطفے فی الدارین الناجین مصنف : شیخ نورالدین علی ابن الجزار مصری

۳۴۔تحفة الصفا فی ما یتعلق بابوی المصطفی شیخ احمد اسماعیل الجزائری (المتوفی ۱۱۵۰ھ)

۳۵۔الرد علی من افتحم القدح فی الابوین المکرمین امام حسن بن عبداللہ حلبی (المتوفی ۱۱۹۰ھ)

۳۶۔قرة العینین فی ایمان الوالدین۔امام حسین بن احمد دوانجی (المتوفی ۱۱۷۵ھ)

۳۷۔رساله فی ابوی المصطفے ۔ علامہ داؤد بن سلیمان بغدادیؒ (المتوفی ۱۲۹۹ھ)

۳۸۔رساله فی ابوی النبی شیخ علی بن حاج شاضیؒ

۳۹۔مطالع النوری المنبئی عن طھارة النسب العربی امام عبداللہ بسنوی رومی (المتوفی ۱۰۴۵ھ)

۴۰۔القول الجلی بنجاة ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم المعروف المطالع النور السنی شیخ عبداللہ بسنوی (المتوفی:۱۰۵۴ھ)

۴۱۔سبل السلام فی حکم آباء سید الانام شیخ محمد امین حنفی مدنی

۴۲۔ارشاد البغی الی اسلام آباء النبی مولانا برخوردار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

۴۳۔الدر الیتیم فی ایمان آباء النبی الکریم علامہ حافظ شاہ علی انور قلندرؒ

۴۴۔غایة الوصول فی نجاة ابوی الرسول شیخ عمران احمد مصری

۴۵۔رساله علی ابوی النبی شیخ ابن کمال پاشا

۴۶۔درج البهية فی ايمان الآباء والامهات المصطفوية۔ مولانا خیرالدین بلوی (والدابوالکلام آزاد)

۴۷۔والدین مصطفیٰ حالات وایمان مولانا محمد یسین قصوری

۴۸۔رسالة فی أبوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم محمد شاہ بن محمد الغفاری زین الدین الحنفی المعروف چلپی قاضی حلب المتوفی ۹۲۶ھ

۴۹۔ ابوین مصطفیٰ علامہ فیض احمد اویسی

۵۰۔ فضائل سیدہ آمنہ علامہ فیض احمد اویسی

۵۱۔البدرین فی آباء سید الکونین مولانا حبیب الرحیم فاروقی

۵۲۔القول المنقول فی نجاۃ ابوی الرسول مولانا جان محمد محمود پوری

۵۳۔سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا مولانا ڈاکٹر محمد اشرف جلالی

۵۴۔تاکید الادلة علی نجاة والدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من النار شیخ محمد نور سوید

۵۵۔ذخیرة العابدین وارغام المعاندین فی نجاة الوالدین المکرمین لسید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن یوسف بن یعقوب

۵۶۔نجات والدین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم دلائل کی روشنی میں مولانا قمر عالم اشرفی جامعی جمعیۃ الاشرف اسٹوڈینٹس مومنٹ جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ مقدسہ

۵۷۔سیرت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری سرگیوی کامل الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد، ایم ۔اے۔اردو ۔میسور یونیورسٹی مدرس نور النبی عربک اسکول بیجاپور کی کتاب کا اس موضوع میں مزید اضافہ ہے جو عام فہم انداز میں پیش ہے امید کہ اہل علم اس کتاب کی خامیوں اور غلطیوں کو درگذر فرما کر مطلع فرمائیں گے تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے۔

﴿......سیرت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت وافادیت:.....﴾

☆اس عنوان کے تحت علمائے کرام کے لئے قرآن، حدیث، اقوال مفسرین ومحدثین وفقہاء کے علاوہ مذکورہ کتب کے اسماء پیش کئے گئے ہیں۔لیکن مذکورہ کتابوں تک عوام الناس میں رسائی نہیں ہے اس لئے یہ کتاب عوام الناس کے استفادہ کے لئے تالیف کی گئی ہے۔اس لئے یہ کتاب سہل انداز اور آسان زبان میں ہے۔

☆ اس دور میں مذکورہ عنوان پر پاکستان کے علماء نے کافی کام کیا لیکن ہندوستان میں صرف حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے رسائل کے تراجم دستیاب تھے۔فی الحال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے رسالہ **شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام** اورعلامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی کی قبر آمنہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پرکوئی مستقل کتاب دستیاب نہیں تھی اس کتاب کی تالیف کے دوران مولانا قمر عالم اشرفی جامعی کی کتاب ''نجات والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دلائل کی روشنی میں'' آئی جس کا سرورق نظرنواز ہوا۔

﴿......سیرت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت:......﴾

☆والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنی کتابیں لکھی گئیں ہیں ان میں والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نجات، ایمان، اور جنتی ہونے پر بحث کی گئی ہے لیکن سیرت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان مباحث کے علاوہ ان دونوں کی سیرت کے پہلو پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

☆ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنی کتابیں لکھی جا چکی ہیں تمام کے نام مع اسم مصنف درج کئے گئے ہیں۔

☆ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ اکبر کے عنوان سے بحث کو شامل کیا گیا ہے۔

☆ حضرت شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمہ کی پاکستان میں مطبوعہ انوار احمدی سے متن انوار احمدی کے اشعار کو مناسب جگہ درج کیا گیا ہے۔

☆ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ۔ مولانا حافظ محمد علی لاہور علیہ الرحمہ علامہ مفتی محمد خان قادری صاحب قبلہ، علامہ فیض احمد اویسی صاحب قبلہ، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر ضیاء کی کتب وتراجم سے کافی استفادہ کیا گیا ہے۔

نوٹ :علامہ محمد خان قادری صاحب قبلہ لاہور کی اطلاع کے بموجب حضرت ملا علی قاری علیہ االرحمہ کا رسالہ بنام ''**ادلة معتقد ابی حنیفة الاعظم فی ابوی الرسول**'' والدین مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں امام اعظم علیہ الرحمہ کے موقف پر دلائل کے تفصیلی رد کے لئے امام سید محمد رسول مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''**سداد الدین**'' کا مطالعہ نہایت مفید ہے جو مدینہ سے شائع ہو چکی ہے۔

﴿.....کلمات تشکر:.....﴾

''سیرت والدین مصطفیٰ ﷺ کے مشمولات کو مفید سے مفید تر بنانے میں جن ائمہ ومحدثین کرام وعلمائے دین کے تصانیف سے استفادہ کیا گیا ہے، جن اساتذۂ ذی الاحترام نے اپنے مصروف ترین زندگی میں اپنے قیمتی وقت کو صرف کر کے اپنے گرانقدر تقریضات واظہار خیال عطا فرمائیں ہیں، اور جن علمائے کرام و محبان نے نمایاں مشوروں سے نوازا ہے، اور جن حضرات نے کمپیوٹر کتابت، پروف ریڈینگ، کمپوزینگ، اور طباعت میں اپنی محنتیں صرف کی ہیں، تمام مخلص حضرات کا اور خاص طور پر فقیہ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد عظیم الدین صاحب قبلہ نقشبندی صدر مفتی دارالافتاء جامعہ نظامیہ، استاذ محترم زین الفقہاء حضرت علامہ مفتی خلیل احمد قبلہ شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ، ممتاز عالم دین حضرت پروفیسر ڈاکٹر سید شاہ عطاء اللہ حسینی قدسی قبلہ کراچی پاکستان، استاذی ومرشدی حضرت مولانا مفتی سید عبدالرشید شاہ

چشتی القادری کامل الفقہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد صدر مدرس دارالعلوم دینیہ بارگاہ بندہ نوازؒ وخطیب مسجد عالمگیر بارگاہ حضرت بندہ نوازؒ گلبرگہ شریف کا شکر گذار ہوں جنہوں نے اپنے قیمتی تقاریز و اظہار خیال عطافرما کر میری ہمت افزائی فرمائی ہے، عمدۃ المحد ثین حضرت علامہ محمد خواجہ شریف صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ ،حضرت مولانا سید شاہ عزیز اللہ قادری صاحب قبلہ شیخ المعقولات جامعہ نظامیہ، حضرت مولانا شاہ محمد فصیح الدین نظامی صاحب قبلہ مہتمم کتب خانہ جامعہ نظامیہ نے چند مضامین پر اصلاح فرمائی، اور مولانا مفتی حافظ سید صغیر احمد نقشبندی صاحب نائب شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ نے کتاب کے تقریبا حصہ پر نظر ثانی فرمائی، مولانا حافظ سید شاہ ضیاء الدین نقشبندی صاحب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ، مولانا حافظ محمد حنیف قادری صاحب نے اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ مولانا حافظ جی محمد رکن الدین (لقمان) کامل جامعہ نظامیہ حیدرآباد امام وخطیب جامع مسجد سرگپہ ضلع بلہاری نے اپنے خواہش کے مطابق ایک نظر صاحب کتاب پر شامل کرنے کی گذارش کی اور روانہ فرمایا۔ طباعت کے مراحل میں مولانا محمد عبدالقدیر صاحب مدد گار منتظم شعبۂ تدریس جامعہ نظامیہ اور مولانا محمد انوار اللہ نقشبندی صاحب مدد فرمائی، احقر نور النبی عربک اسکول بیجاپور میں فوقانیہ کا عربی مدرس ہے اور یہ اسکول بی۔ڈی۔ ایم۔ این ۔ ایجوکیشن سوسائٹی بیجاپور کے تحت چلتا ہے اس کے چیرمن جناب الحاج عبدالوہاب سوداگر صاحب، اورسکریٹری جناب الحاج محمد عرفان سوداگر صاحب، مذکورہ تمام حضرات کا بیحد شکر گذار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ بزرگوں کا سایہ ہم پر تادیر قائم رہے اوران کو دنیا میں شادوآباد اور آخرت میں کامیاب فرما کر اپنے خاص وپسندیدہ بندوں میں شامل رکھے، آمین۔

احقر العباد سید صادق انواری اشرفی قادری عفی عنہٗ

﴿......نسب کی تعریف:......﴾

نسب کے معنی اصل، نسل، سلسلۂ خاندان کو کہتے ہیں اس کی جمع انساب ہے۔خاندان کے شجرہ کونسب نامہ یا کرسی نامہ کہتے ہیں۔(فیروز اللغات اردو۔ص: ۱۳۵۸۔ازمولوی فیروزالدین صاحب)

قرابت داریوں کے روشن سلسلے کونسبی سلسلہ کہا جاتا ہے نسل ونسب کا یہ تسلسل ہر جاندار میں قدرت کی جانب سے ودیعت ہے اس میں انسان کی کوئی تخصیص نہیں۔لیکن لفظ نسب صرف انسانوں کے نسلی سلسلے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ہم سب کے جداعلیٰ حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام ہیں حدیث پاک میں تواضع کی تلقین کرتے ہوئے مصطفیٰ جان رحمت ﷺ ارشادفرماتے ہیں: **الناس بنو آدم وآدم من تراب** (ترجمہ) تم سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولادہو اور حضرت آدم خاک کی پیداوار ہے۔(جامع ترمذی۔ابواب تفسیر القرآن باب من سورۃ الحجرات)

یَـاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔(سورۃ الحجرات آیت ۱۳)

(ترجمہ) اے لوگو! بلا شبہ ہم نے پیدا فرمایا تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے، اور بنا دیا تمہیں کئی شاخیں اور کئی قبیلے، تاکہ باہم پہچان رکھو۔بے شک تمہارا زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہے، بے شک اللہ علم والا خبر دار ہے۔ (سیدالتفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی جلد ششم۔ص:۹۱۔)

دوسری جگہ ارشاد باریٔ تعالیٰ ہے۔

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ط وَكَا
نَ رَ بُّكَ قَدِ يْرًا ہ (سورة الفرقان ۔ آيت : ٥٤)

(ترجمہ) اور وہی ہے جس نے پیدا فرمایا پانی سے بشر کو، پھر کر دیا اُسے نسل والا اور سسرال والا۔ اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔

(تفسیر) (اور) واضح کیا جارہا ہے کہ (وہی ہے جس نے پیدا فرمایا پانی سے بشر کو) یعنی آدم علیہ السلام کو۔ پانی سے اُن کی مٹی کا خمیر کیا۔۔ چنانچہ۔۔ وہ پانی اُن کے مادہ کا ایک جزء ہے۔۔ یا یہ کہ۔۔ پیدا کیا آدمی کو آبِ منی سے (پھر کر دیا اُسے نسل والا اور سسرال والا)

صهر اور نسب میں فرق یہ ہے کہ نسب کا رجوع آباء کی جہت سے ولادتِ قریبہ کی طرف یعنی باپ کی طرف ہوتا ہے۔ اور صهر ؑ وہ رشتہ ہے جو تزویج اور نکاح کی وجہ سے وجود میں آتا ہے، یعنی سسرالی رشتے۔ (اور تمہارا رب قدرت والا ہے) یعنی لڑکے اور لڑکیاں پیدا کرنے پر قادر ہے۔ (سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی جلد چہارم۔ ص: ۳۸۰۔ از شیخ الاسلام حضرت سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی)

......نسب کی حقیقت واہمیت:.......

علم الانساب ایک فضیلت والا علم ہے اس کی حقیقت کا انکار کوئی جاہل ہی کرسکتا ہے اور ویسے بھی عرب کی قوم ایسی قوم تھی جو اپنے آباءواجداد پر فخر کرتی تھی اوران کی شرافت و بزرگی کے تذکرے کرتی اور حسب ونسب پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہو جاتی تھی۔ ایسے میں ضروری تھا کہ اللہ رب العزت اپنے پیارے نبی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے خاندان میں بھیجتا جس کے حسب ونسب پر کوئی طعن نہ ہو

سکے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے ددھیال اور ننھیال عرب کے بہترین قبیلہ، بہترین قوم اور بہترین شاخ میں سے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سارا شجرہ نسب محترم اور نامور شخصیات پر مشتمل ہے۔ وہ سب کے سب اپنے دور میں اپنی قوم کے سردار اور راہنما تھے اور معاشرے میں کلیدی حیثیت رکھتے تھے۔ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے شجرۂ مبارکہ کی ہر کڑی شرافت وعظمت کی پیکر تھی۔ دنیا میں کسی بھی بڑے سے بڑے روحانی وجسمانی پیشوا کا خاندانی سلسلہ اور نسب نامہ اس وضاحت وتحقیق کے ساتھ محفوظ نہیں۔ یہ فضیلت ومرتبہ صرف اسی ذات اقدس ﷺ کو حاصل ہے جسے اللہ رب العزت نے انتخاب در انتخاب کے ذریعے چنا ہے۔

......شرف نسب کے ضمن میں دو روایات......

شرف نسب کے ضمن میں صرف دو روایات پیش کی جاتی ہیں

۱) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نکاح کے ساتھ متولد ہوا نہ کہ غیر شرعی طریقہ پر اور میرا (یہ نسبتی تقدس) حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت عبداللہ اور آمنہ رضی اللہ عنہما تک برقرار رہا اور زمانۂ جاہلیت کی بدکرداریوں اور آوارگیوں کی ذرا بھر ملاوٹ میرے نسب میں نہیں پائی گئی۔

۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسالت پناہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے والدین کبھی غیر شرعی طور پر مجتمع نہیں ہوئے اور رب العزت مجھے ہمیشہ ہمیشہ پاک اصلاب (پشتوں) سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل فرماتا رہا جبکہ اس نے مجھے ہر قسم کی نجاست وغلاظتِ جاہلیت سے مصفیٰ ومہذب رکھا

اور جب بھی نسل انسانی دو شعبوں میں منقسم ہوئی یا قبائل وشعوب کی طرف منقلب ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سب سے بہتر فرقہ وقبیلہ اور شعبہ وخانوادہ میں ظاہر فرمایا۔ (سیرت الانبیاء ﷺ ترجمہ الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ۔ ص:۱۰۱ مصنف حضرت امام عبدالرحمٰن ابن جوزیؒ ترجمہ مولانا محمد اشرف سیالوی۔ ناشر اعتقاد پبلشنگ ھاؤس دہلی اشاعت باراول فروری ۱۹۸۳ء)

تصوف کی مشہور تصنیف لطائف اشرفی کا باونواں لطیفہ جس کا عنوان نسب نبوی ہے جس میں سولہ شرف ہیں پہلا شرف نسب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس میں حضرت غوث العالم قدوۃ الکبرا سید شاہ اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ حضور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریفہ سے واقفیت رکھنا بہت افضل ترین کام ہے، کتنے افسوس کی بات ہے کہ لوگ لایعنی اور فضول قصے کہانیاں تو یاد رکھتے ہیں اور ان کے ذکر کو فخر ومباہات کا سبب سمجھتے ہیں لیکن حضرات انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے واقفیت کو ضروری نہیں خیال کرتے۔ قطعے

اگر مذکور گردد از خرافات	اگر بیہودہ گفتگو ہورہی ہو
ہزاراں باہمہ امثال گویند	تو ہزاروں باتیں مثالوں کے ساتھ کہیں گے
اگر ذکرے رود از دین وآثار	اگر دین اوراس سے متعلق باتیں ہورہی ہوں
بہم آیند قیل وقال گویند	تو اُن میں لایعنی باتیں شروع کردیں گے۔

(لطائف اشرفی ترجمہ جلد ہفتم صفحہ نمبر ۱۸ باونواں لطیفہ حضرت غوث العالم سید شاہ اشرف جہانگیر سمنانیؒ شائع کردہ دانش بکڈپو۔ ٹانڈہ ضلع امبیڈکر نگر یوپی)

﴿......نسب مصطفیٰ ﷺ:......﴾

پیارے آقا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا نسب مبارک والد ماجد کی جانب سے درج ہے۔ محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب (شیبہ) بن ہاشم (عمرو) بن عبدمناف بن قُصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر (قریش) بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خُزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہیں۔ (شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ الروض الانف جلد اول صفحہ نمبر ۳۳ تا ۴۱ از حضرت امام ابو القاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلیؒ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی پاکستان تاریخ اشاعت اگست 2005ء)

یہاں تک تمام ماہرین انساب اور تاریخ نگار متفق ہیں اس کے بعد اختلاف ہے تفصیل کے لئے کتب احادیث، سیر وانساب کا مطالعہ کریں۔ پھر بھی آسانی کے ساتھ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری کی کتاب رحمت للعالمین جلد دوم بھی دیکھ سکتے ہیں۔

پیارے آقا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا نسب مبارک والدہ ماجدہ کی جانب سے درج ہے۔ محمد ﷺ بن آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مُرّہ۔ اس سلسلہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی والدہ کے شجرہ میں زہرہ بن کلاب اور والد ماجد کے شجرہ میں قصی بن کلاب دونوں برادر شفیق ہیں۔ (رحمت للعالمین جلد دوم صفحہ نمبر ۱۰۔ تالیف سلیمان سلمان منصور پوری۔ اشاعت جنوری 2006ء مکتب محمودیہ محلہ مبارک شاہ سہارنپور یوپی)

حضرت آمنہ، کلاب بن مُرّہ سے نسب نبوی میں شامل ہوگئے اور والدہ کا

نام برّہ بنت عبدالعزّیٰ بن عثمان بن عبدالدّار بن قصّی بن کلاب بن مرہ (یہاں یہ بھی نسب نبوی میں شامل ہوگئیں)

اور حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نانی محترمہ کا نام تھا: اُمِ حبیب بنت اسد بن عبدالعزّیٰ بن قصّی بن کلاب بن مُرّہ (اس جگہ یہ بھی نسبِ نبوی میں شامل ہوگئیں)

حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام تھا: برّہ بنت عوف بن عبدعویج بن کعب بن لوی۔ ان کا نسب بھی کعب پر جاکر نسبِ نبوی میں شامل ہوجاتا ہے، کیونکہ یہ کعب بن لوی جناب کلاب بن مُرّہ کے دادا کا نام ہے۔ (شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف جلد اول۔ص: ۳۴۶۔ مؤلف امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

﴾.....نسب مصطفیٰ ﷺ پر اعتراض وجواب:.....﴿

مستشرق کی تعریف: ایک تعریف یہ کہ مستشرق وہ شخص ہے جو شرقی زبان، مشرقی علوم اور مشرقی تہذیب کی تعلیم حاصل کیا ہو، دوسری تعریف کے مطابق مستشرق سے مراد وہ مغربی شخص ہے جو اسلامی مشرقی تہذیب وتمدن، مذہب وعقیدہ اور اصول وقوانین میں مہارت حاصل کرلیتا ہے (سیرت النبی ﷺ۔ص: ۲۷۴۔ تالیف۔ مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد)

مستشرقین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہونے کا انکار کرنے کی کوشش کی ہے اس کے لئے وہ اس آیت سے استدلال

کرتے ہیں لِتُنْذِرَ قَوْماً مَآ أُنْذِرَ آبَا ئهُمْ فَهُمْ غَافِلُوْنَ ۔ (ترجمہ) تا کہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے باپ دادا کو (بڑے عرصے سے) نہیں ڈرایا گیا تو وہ غافل ہیں۔ (سورہ یٰس:۶)

مستشرقین کا کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عربوں میں بھیجے گئے ہیں، اگر عرب قوم اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسماعیل سے ہیں تو یہ آیت غلط ثابت ہوگی جس میں کہا گیا کہ اس قوم کے باپ دادا کو ڈرایا نہیں گیا اور اس قوم میں کوئی نبی نہیں آئے ،اس کے علاوہ اُن کا یہ کہنا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام حجاز میں نہیں رہا کرتے تھے،تو پھر اُن کے صاحبزادے کی اولاد حجاز میں کیسے ہو سکتی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مقام بابل میں مبعوث ہوئے وہاں آپ نے نبوت کے فرائض انجام دئے جب اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا تو آپ نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ دیا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد جو وہاں آباد ہوئی اُسے "عرب مستعربہ کہتے ہیں ،یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام عربوں کی جانب مبعوث ہوئے ،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب قوم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی انبیاء کرام مبعوث ہوئے اوپر ذکر کی گئی آیت کریمہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی نبی اس قوم کو ڈرانے کے لئے آئے ہی نہیں جیسا کہ اعتراض میں ذکر کیا گیا ،صحیح مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے طویل مدت قبل کوئی نبی نہیں بھیجے

گئے، عرصہ دراز سے اس قوم کی ہدایت کے لئے کوئی ڈرانے والانہیں آیا۔

علاوہ ازیں ایک سے زائد مستشرقین اور معتبر مغربی مؤرخین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی اسماعیل سے ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ سب سے بڑی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: ان اللہ اصطفی کنانة من ولداسماعیل واصطفی قریشا من کنانة واصطفی من قریش بنی هاشم واصطفا نی من بنی هاشم ۔ ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو منتخب فرمایا، کنانہ سے قریش کو چنا، قریش سے بنی ہاشم کو نوازا اور بنی ہاشم سے میرا انتخاب فرمایا۔ (سیرت النبی ﷺ ۔ ص: ۔۲۷۷۔۲۷۶۔ تالیف ۔ مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد)

......نقشہ اولاد عبدالمطلب بن ہاشم ......

حضرت عبدالمطلب نے مختلف اوقات میں چھ عورتوں سے شادیاں کیں اوران سے پندرہ بیٹے اور چھ بیٹیاں پیدا ہوئیں، یہ ساری تفصیل درج نقشہ میں پیش ہے۔

نمبر	نام اھلیہ	پسران	دختران
۱	صفیۃ بن جنیدب بن جحیر بن زباب بن سواۃ بن عامر بن صعصعہ از نسل نضر	حارث	
۲	فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن محزوم بن یقظہ بن مرہ	زبیر، ابو طالب، عبد الکعبہ ، عبداللہ۔	ام حکیم، بیضاء، امیمہ، أروی، برہ، عاتکہ

۳	لبنیٰ بنت ہاجرہ (از بطن خزاعہ)	ابولہب (عبدالعزیٰ)	
۴	ہالۃ بنت وھیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب	مقوم، حجل، مغیرہ، حمزہ	صفیۃ
۵	نتیلۃ بنت خباب بن کلیب (از بطن ربیعہ بن نزار)	ضرار، قثم، عباس	
۶	ممنعۃ بنت عمرو بن مالک (از بطن خزاعہ)	غیداق ، مصعب	
	زوجات : ۶	پسران : ۱۵	دختران : ۶

(رحمت للعالمین جلد دوم صفحہ نمبر ۸۲ ۔۸۳ تالیف سلیمان سلمان منصور پوری۔ اشاعت جنوری 2006ء مکتب محمودیہ محلہ مبارک شاہ سہارنپور یوپی)

......والد مصطفیٰ علیہ وسلم حضرت عبداللہ کے حالات زندگی......

○ ولادت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہرت ○

ملک شام میں یہودیوں کے پاس سفید صُوف (اُون) سے بُنا ایک جُبّہ تھا جو حضرت یحییٰ ابن حضرت زکریا علیہما السلام کا خُون آلود تھا (کیوں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا تھا) جس جُبّہ کے متعلق یہودیوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ اس سے قطرہ قطرہ خون گرتا رہے گا اور جب یہ سفید ہو جائے گا تو اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی ولادت ہو گی۔

جب وہ علامت ظاہر ہوئی تو ان کو اپنی تحقیق کی رُو سے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی ولادت کا علم ہو گیا۔ ابھی یہ چند علامات ہی ظاہر ہوئی تھیں کہ قریش

کی ایک جماعت تجارت کی غرض سے ملک شام گئی احبار یہود اُن سے حضرت عبداللہ کے حسن و جمال کی تعریف کرتے تھے اور اس نور کا ذکر کرتے جو اُن کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ احبار یہود کہتے وہ نور عبداللہ کا نہیں ہے بلکہ وہ تو محمد بن عبداللہ کا نور ہے جو ان کے صلب سے پیدا ہوں گے اور بتوں کو توڑیں گے۔ جب قریش مکہ اُن کی زبان سے ایسی باتیں سُنتے تو علامات وامارات جن کا وہ مشاہدہ کر چکے تھے اس کے سبب کہتے ربّ کعبہ کی قسم ہے احبارِ یہود سچ کہتے ہیں۔ (**شواهد النبوة لتقوية يقين اهل الفتوة** ۔ص:۴۸۔۴۹ مصنف: حضرت علامہ نور الدین عبدالرحمٰن جامیؒ المتوفی ۸۹۸ھ ترجمہ بشیر حسین ناظم۔ایم۔اے مطبع محل پبلیکیشنز دہلی سن ۱۹۸۹ء)

○ اسم گرامی: ○

عبداللہ اور کنیت ابوقُثَم، ابومحمد، ابواحمد ہے (قثم خیر و برکت کے سمیٹنے والے کو کہا جاتا ہے) آپ کے والد گرامی کا نام عبدالمطلب ہے اور آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہے۔ آپ قریش مکہ کے سرکردہ رہنما اور بنو ہاشم کے سردار عبدالمطلب کے فرزند ارجمند اور حضور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے والد گرامی ہیں آپ بلاشبہ طیب وطاہر اور بنو ہاشم کے پاک طینت، معصوم مگر خوبصورت ترین نوجوان تھے، ظاہری حسن و جمال اور باطنی محاسن واخلاق میں خاندان قریش کیا؟ بلکہ پوری وادیٔ بطحا میں کوئی بھی ان کا ثانی نہ تھا۔ مکارم اخلاق کی مجسم تصویر تھے۔ یہ جوان معصوم ایک ایسی ہستی کے والد گرامی بننے والے تھے جس ہستی کے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی رونق سے رخ آدمیت کو سجانا تھا جن کے

ذریعہ دنیا کو علم ودانش سے روشن کرنا تھا، وہ جو انسانیت کی عزت ووقار، احترام و آزادی اور دونوں جہانوں کی خوشی وکامیابی کا پیغام اولین وآخرین لے کر مبعوث ہونے والے تھے وہی جو تخلیق کے لحاظ سے سب سے پہلے نبی ﷺ اور بعثت کے لحاظ سے آخری نبی ﷺ تھے۔ چنانچہ یہی عبداللہ بن عبدالمطلب سیدہ آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کے سرتاج اور شوہر بنے۔

○ چاہِ زمزم کی دوبارہ کھدائی:○

شہباز دکن حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسودراز علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت عبدالمطلب خواب وبیداری کے درمیانی حالت میں تھے کہ ان سے کسی نے کہا چاہ زمزم کھودو۔ وہ حیران ہوئے کہ یہ چاہ زمزم کیا چیز ہے اور کہاں پر ہے۔ ایک مرتبہ وہ بت اسکاف اور نائلہ کے درمیان اپنے بیٹے حارث کے ساتھ کھڑے تھے کہ انہوں نے ایک کوّے کو اپنی چونچ سے ایک جگہ زمین کھودتے دیکھا۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا شاید یہ کوّا چاہِ زمزم کی جگہ دکھلا رہا ہے۔ اور اسی جگہ کھودنا شروع کیا۔ ایک بہت پُرانا کنواں نکلا۔ اس کے اندر سے کئی ذرہ، تلواریں، خود اور کچھ سونا اور بھی کچھ مال واسباب نکلا۔ عرب سب عبدالمطلب کی جان کو لپیٹ گئے کہ یہ مال جو کنویں سے نکلا۔ اس میں ہم لوگوں کا بھی حصہ ہے۔ ہم لوگوں کو بھی بانٹ کردیں۔ حضرت عبدالمطلب کہہ رہے تھے کہ کنواں میں نے کھودا، سامان اس میں سے میں نے نکالا۔ اس لئے مال میرا ہوا تم لوگوں کو کس بات پر دوں۔ ان لوگوں کا دعویٰ تھا کہ شہر، زمین ہم لوگوں کی مشترکہ ہے اس لئے اس میں سے جو نکلے گا وہ

سب لوگوں کا ہے۔ اختلاف جب زیادہ بڑھا تو لوگوں نے طے کیا کہ ہم سب لوگ فلاں کاہن کے پاس چلیں۔ اور وہ جو کہے اسی پر عمل کریں۔ وہ کاہن بہت دور رہتا تھا اور راستہ بہت دشوار بے آب وگیاہ تھا وہ لوگ چلے تو راستہ میں پیاس نے غلبہ کیا۔ حضرت عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کو ذبح کر کے ان کے پیٹ سے پانی نکال کر اپنے مخالفین کو پلایا جس سے ان لوگوں کی جان بچی۔ آگے چل کر پھر بہت زیادہ پیاس معلوم ہوئی اور قریب تھا کہ سب لوگوں کی جان چلی جائے۔ عبدالمطلب نے پہاڑ پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی اور اس پہاڑ پر پانی نکل آیا۔ سب لوگوں نے آسودہ ہو کر پانی پیا۔ اس کے بعد وہ سب مخالفین حضرت عبدالمطلب کی شرافت اور بزرگی سے بہت متاثر ہوئے اور کہا کہ آپ نے ہم لوگوں کے لئے مکہ میں چاہ زمزم کھود کر پانی پیدا کیا۔ اس وقت بھی اپنا اونٹ ذبح کر کے اور پہاڑ پر پانی پیدا کر کے ہم لوگوں کی جان بچائی ورنہ ہم سب لوگ مر جاتے۔ اس لئے چاہ زمزم سے جو کچھ مال واسباب نکلا ہے وہ سب آپ کا ہے۔ اور اب ہم لوگوں کا اس پر کوئی دعویٰ نہیں رہا۔ ہم لوگ واپس چلیں۔

خاکسار (حضرت سید محمد اکبر حسینی علیہ الرحمہ مرتب جوامع الکلم) نے دبی زبان سے عرض کیا کہ کافر اور قبولیت دعا؟ حضرت مخدوم (حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسودراز علیہ الرحمہ) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا نور ان کے صلب میں تھا اس لئے فیض پہنچنا ضروری تھا۔ علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ کے آباواجداد اپنے فضائل اور اخلاق کی وجہ سے ہمیشہ ممتاز رہے اور اس بارے میں کوئی ان کا

ہمسر نہ تھا۔ حضرت قصی کو قصی اس لئے کہتے تھے کہ ان کے مکارم و اخلاق کے قصے زبان زد عوام تھے۔ حضرت ہاشم کا نام ہاشم اس لئے پڑ گیا کہ وہ روٹی شوربا میں توڑ کر ثرید پکا کر ہر سال حاجیوں کی مہمان نوازی کرتے تھے حضرت عبدالمطلب خوب رُو جواں تھے جو بھی ان کو دیکھتا ان کا عاشق اور گرویدہ ہو جاتا۔ اور دیگر فضائل بھی ذکر فرمائے ہیں۔ (جوامع الکلم ۔ ملفوظات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمہ: ص: ۳۰۱ تا ۳۰۳ ۔ ادبی دنیا مٹیا محل دہلی)

○ حضرت عبدالمطلب کا خواب اور بئر زمزم کی کھدائی:۔ ○

جب حضرت عبدالمطلب کو خواب میں بئر زمزم کی کھدائی کا حکم ملا تو اس وقت ان کے صرف ایک بیٹے حارث تھے جن کے ساتھ وہ ابوالحارث کی کنیت لگایا کرتے تھے عدی بن نوفل بن عبدمناف نے حضرت عبدالمطلب کو بڑے غرور سے طعنہ دیا۔ **یا عبدالمطلب اتستطیل علینا وانت فذ لاولدلك فقال ابا القلة تعیرنی! فوالله لئن اتانی الله عشرة من الولد ذکوراً نحرت احدهم عند الکعبة** یعنی اے عبدالمطلب! ہمیں اکڑ کر دکھاتے ہو حالانکہ تم اکیلے ہو تمہاری اولاد نہیں ۔ آپ کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا حسرت اور عاجزی سے بارگاہ رب العزت میں دعا کی ! اے اللہ ! دس جوان بیٹے عطا فرما۔ (دشمنوں کی اکڑ توڑ دے۔) ان میں سے ایک تیری راہ میں قربان کروں گا۔

چاہ زمزم کی کھودائی کے وقت انہوں نے جو دعا کی تھی چند سال بعد اس دعا کی قبولیت کی عملی تصویر ان کے سامنے جلوہ گر تھی دس حسین وجمیل بیٹے عطا فرمائے

تھے جو صحت مند، توانا، بارعب تھے ایک روز حضرت عبدالمطلب نے سب کو پاس بلایا اور پچھلے حالات سنا کر اپنی نذر کا ذکر کیا۔ سب اطاعت وخلوص کی تصویر بن گئے گردنیں جھکا دیں اور نیاز مندی سے بولے ! ہم حاضر ہیں جسے چاہیں قربان کردیں۔ حضرت عبدالمطلب نے حکم دیا قرعہ ڈالو جس کے نام قرعہ نکلا اسے قربان کردونگا۔ عباس، حمزہ، ابوطالب، ابولہب، حارث، ضرار، مقوم، زبیر، غیداق، اور عبداللہ سب بھائی ایک قطار میں کھڑے ہوگئے۔ بعض نے قثم اور مغیرہ دو ناموں کا اضافہ کیا ہے۔ ان کی بہنیں صفیہ، ام حکیم، عاتکہ، امیمہ، اروی اور برہ بھی دھڑکتے دلوں کے ساتھ دوسری قطار میں کھڑی ہوگئیں۔ سب کی نظریں ایک ہی نقطے پر مرکوز تھیں دیکھیں کس بھائی کے نام قرعہ نکلتا ہے سب عزیز اور پیارے تھے مگر جو سب سے پیارا تھا اس کے نام قرعہ نکل آیا۔ یہ حضرت عبداللہ تھے۔ حضرت عبدالمطلب کی زبان سے اف تک نہ نکلا یہ وعدہ خلافی اور شان تسلیم ورضا کے منافی بات تھی۔ اس لئے چپکے سے حضرت عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور مذبح کی طرف چل پڑے۔

قریش اور ان کے بیٹے چیخ پڑے۔ سردار اگر آپ نے اولاد کو ذبح کرنے کی ریت ڈال دی تو یہ ایک رسم پڑ جائے گی۔ ہر کوئی اظہار بندگی کے لئے جواں اولاد کو ذبح کرنا اور اس کی قربانی دینا ضروری خیال کرنے لگ جائے گا اس لئے آپ مہربانی کریں اور ایسا طریقہ نہ ڈالیں جس کا ایفاء بعد میں مشکل ہو جائے۔ کوئی ایسا حل تلاش کریں جس سے آپ کی نذر بھی پوری ہو جائے اور عبداللہ کی جان بھی بچ جائے۔ (حضرت حمزہ حضرت عبداللہ سے چھوٹے اور حضرت عباس حضرت حمزہ سے

چھوٹے تھے) عبداللہ اپنے والدہ کی طرف سے بھائیوں میں چھوٹے اور بہنوں کے لاڈلے اور ان کی آنکھوں کے تارے تھے۔ انہوں نے مسئلہ کے حل پر بہت زیادہ زور دیا اور والد گرامی کو مجبور کیا کہ وہ کوئی اور قابلِ عمل صورت نکالیں قربانی کی رسم ڈالنا موزوں نہیں۔ آخر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی متبادل صورت بھی تو نکل آئی تھی۔ حضرت عبدالمطلب بہت ہی دانا و مدبر اور نکتہ رس انسان تھے۔ دماغ پر زور دیا، ممکنہ صورتوں کا جائزہ لیا، لیکن انصاف پسند دماغ نے کسی صورت کو بھی قبول نہ کیا۔ جس سے بے وفائی کی بو آتی ہو۔ (شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف جلد اول ص:۳۴۳۔ مؤلف امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

○عرّافہ سے سوال○

پھر سب متفقہ طور پر اس قضیہ کا یہ حل تلاش کیا کہ حجاز (مدینہ منورہ) میں ایک عرّافہ (یعنی غیب کی باتیں بتانے والی) ہے جس کے کوئی (شیطان، مؤکل یا کوئی روح) تابع ہے، وہ حالات صحیح صحیح بتادیتی ہے، اگر اس نے بھی ان کو ذبح کرنے کو کہہ دیا تو آپ کو اختیار ہے ورنہ وہ جو کہے، اس کو قبول کریں۔ چنانچہ یہ سب وہاں چلے اور یثرب (مدینہ منورہ) پہنچے تو معلوم ہوا کہ عرّافہ (کاہنہ) خیبر میں ہے، تو سب سوار ہوکر خیبر پہنچے اور حضرت عبدالمطلب نے اپنے اور اپنے بیٹے کے تمام حالات پوری تفصیل سے اُسے سُنائے۔ اس عورت نے کہا: آج تو میں کچھ نہیں بتا سکتی، کیونکہ میرا تابع میرے پاس نہیں ہے، میرا تابع میرے پاس آئے گا تم پھر کسی دن آنا۔ یہ سن کر سب کے سب واپس اپنے پڑاؤ پر آ گئے۔ حضرت عبدالمطلب رات

بھر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے رہے، صبح ہوئی سب کے سب اسی عورت کے پاس گئے تو اُس نے کہا'' مجھے تمہارے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوئی ہیں، تم بتاؤ کہ تمہارے پاس دیت یعنی خون بہا کتنا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ دس اونٹ'' وہ عورت بولی'' تم لوگ اپنی بستی (مکّہ مکرّمہ) کی طرف لوٹ جاؤ، اپنے بیٹے اور دس اونٹوں کو پاس رکھو۔ دس اونٹوں کے ساتھ عبداللہ کا قرعہ ڈال کر دیکھو اگر اونٹوں کا نام نکل آئے تو بہت بہتر وگرنہ دس اونٹوں کا اضافہ کرتے رہو۔ جب قرعہ اونٹوں پر نکل آئے تو پھر اونٹوں کو ذبح کردو۔ اس طرح تمہارا رب راضی ہو جائے گا اور تمہارا بیٹا بھی بچ جائے گا۔'' یہ سُن کر سب نہایت خوشی کے ساتھ واپس مکہ مکرّمہ لوٹ آئے۔ (شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف جلد اول۔ص: ۳۴۴۔ مؤلف امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

○ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا فدیہ ○

مکّہ مکرّمہ پہنچ کر خانۂ کعبہ کے قریب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ اور دس اونٹ قرعہ اندازی کے لئے لائے گئے۔ دیگر سردارن قریش تو قرعہ اندازی میں مشغول ہو گئے جب کہ حضرت عبدالمطلب بارگاہِ ربّ ذوالجلال میں دست بدعا ہو کر کھڑے ہو گئے قرعہ ڈالا گیا تو عبداللہ کا نام نکلا، انہوں نے دس اونٹوں کا اضافہ کردیا۔ پھر قرعہ ڈالا، اس دفعہ بھی عبداللہ کا نام نکلا۔ پھر دس اونٹوں کا اضافہ کردیا گیا اسی طرح نو دفعہ ہوا ہر بار عبداللہ کا نام نکلا مگر جب اونٹوں کی تعداد سو ہوئی تو اونٹوں کا قرعہ نکل آیا۔ بھائی بہنوں اور وہاں موجود حضرات نے چین کی سانس لی۔ مگر حضرت

عبدالمطلب کی شعار اور انصاف پسند طبیعت نے اسے قبول نہ کیا۔ تین دفعہ اور قرعہ ڈالا گیا۔ ہر بار اونٹوں کا قرعہ نکلا تو یقین کیا کہ میرا رب راضی ہو گیا ہے اور اس نے سو اونٹوں کے بدلے میرے عبداللہ کی قربانی منظور فرمالی ہے۔ حضرت عبدالمطلب کو اطمینان ہو گیا۔ انہوں نے یہ اونٹ واقعہ فیل سے پانچ سال قبل ذبح کئے تھے۔ (شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف جلد اول۔ ص: ۳۴۵۔ مؤلف امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

○ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا لقب ذبیح :○

مذکورہ نجات بخشنے والے اس مسرت افروز واقعہ کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں ذبیح کے لقب سے مشہور ہوئے۔ یہ لقب ان کے لئے نشان امتیاز اور خاندان بھر کے لئے وجہ افتخار بن گیا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تمام قبیلے میں پہلے سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ اس لقب کی شان انفرادیت یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے شرف قبولیت سے نوازا اور اس پر اظہار خوشنودی فرمایا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں ہم نیاز مندانِ بارگاہِ نبوی، ادب و نیاز کے ساتھ اپنے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی آیا، قحط کی حالت بیان کرتے ہوئے کہا۔ آقا! آبادیاں قحط کی لپیٹ میں آ گئی ہیں، پانی نایاب ہو گیا، جانور، مویشی کمزور ہو گئے ہیں، بچے بھوک سے نڈھال ہیں اور چارہ اناج نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے ہیں

ان اعرابیا قال للنبی ﷺ یا بن الذبیحین فتبسم رسول الله ﷺ ولم ینکر علیه فقیل لمعاویة : من الذبیحان ؟ اسماعیل وعبدالله (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، ۱ باب عام الفیل وقصة أبرهة)

ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ کو یوں مخاطب کیا اے دوقربان ہونے والوں کے فرزند۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اوراسے ناپسند نہ کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: دوذبیح کون ہیں؟ کہا حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اور حضرت سیدنا عبداللہ ذبیح رضی اللہ عنہ۔

اس نورتبسم کا مطلب یہ تھا کہ آپ کو اس لقب پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

آقائے دوجہاں ﷺ کے اس فرمان کو انواراحمدی کے متن میں حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانیٔ جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن نے اس طرح ارشاد فرمایا۔

میں ہوں ابن دو ذبیح ارشاد حضرت نے کیا
یعنی اسماعیل جو جدِّ عرب ہیں بر ملا
اور عبداللہ جو ہیں والد ِ خیر الوریٰ
ذبح کرنے کے لئے تھا باعث الھام کیا
اس میں یک نکتہ ہے یعنی جس کے ہوایسا پسر
باپ دادا چاہئے قرباں ہوں اس پر سر بسر

○ انسانیت کا عظیم فائدہ: ○

جب کوئی شخص کسی شخص کو قتل کرتا اور مقتول کے رشتہ دار اس کے بدلے میں قاتل کو قتل کی سزا کے بجائے جو مال لے کر معاف کر دیں اس کو دیت (خون بہا) کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قربانی کے واقعہ سے پہلے عرب میں انسان کی دیت کے لئے دس اونٹ مقرر تھے۔ دوسرے لفظوں میں انسانی خون کی قیمت دس اونٹ کے برابر تھی، لیکن اس واقعۂ عظیمہ کے بعد دیت (خون بہا) سو اونٹ مقرر ہو گئے۔

علامہ اصبہانی نے ابوالیقظان سے روایت کیا ہے کہ ابوسیارہ وہ پہلا شخص ہے جس کی دیت ایک سو اونٹ مقرر کی گئی۔ نزید بن بکر بن ہوازن نے سب سے پہلے اونٹوں سے دیت ادا کی۔ اس کے بھائی معاویہ نے بنو عار بن صعصعہ کے دادا کو قتل کر دیا جس کے بدلے فرید بن بکر کو دیت ادا کرنی پڑی۔ (شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف جلد اول۔ ص: ۳۲۲ کا حاشیہ۔ مؤلف امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

گویا حضرت عبدالمطلب کے خلوص اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کے صدقہ سے انسانی خون کی قدر و قیمت بڑھ گئی اور یہ بات نا قابل تردید حقیقت ہے کہ سزاؤں کے بڑھ جانے سے جرائم میں کمی ہو جاتی ہے سخت سزا کا خوف جرم سے باز رکھتا ہے۔ پہلے تو یہ تھا کہ اگر مقتول کے ورثاء راضی ہوں، تو قاتل دس اونٹ دے کر اپنی جان بچا لیتا تھا، لیکن اب اونٹوں کی تعداد سو ہو گئی جو ہر کسی کے بس کی بات نہیں تھی، اس طرح قتل و غارت گری میں نمایاں کمی کا ہو جانا یقینی

تھا۔ پھر یوں کہیے کہ یہ واقعہ پوری نوع انسانیت کے لئے باعثِ خیر و برکت ہو گیا اور ایسا ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ انہی عبداللہ رضی اللہ عنہٗ کے فرزند ارجمند پوری کائنات کے لئے سراپا رحمت بن کر تشریف لانے والے تھے۔

○ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پاک بازی اور اخلاق: ○

ذبح کے واقعہ کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شہرت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ مکّہ مکرّمہ کی بہت سی نوجوان خوبصورت لڑکیوں اور عورتوں نے آپ کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر آپ کو ورغلانے کی بھرپور کوشش کی، حتیٰ کہ بعض نے بڑی دولت کی پیش کش بھی کی۔ جیسا کہ علامہ ابن ہشام اور ابن اسحاق علیہ الرحمہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ کی ایک عورت (مدارج النبوۃ میں ہے کہ اُس کا نام رقصیہ یا قتیلہ بنت نوفل تھا جو ورقہ بن نوفل کی بہن تھی) خانہ کعبہ کے پاس کھڑی تھی، جب اُس کی نظر حضرت عبداللہؓ پر پڑی، تو حسن و جمال پر فریفتہ ہو گئی اور بولی ''اے عبداللہ! وہ سو اونٹ جو تم پر فدا کئے گئے، وہ میں تم کو دے دیتی ہوں، بشرطیکہ تم میرے ساتھ مباشرت کے لئے راضی ہو جاؤ۔'' عفت مآب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ نے اِس کی اس پیشکش کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا اور دامن عصمت کو بچا کر آگے بڑھ گئے۔ (شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف جلد اول۔ ص ۳۴۷۔ مؤلف امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

○ فاطمہ بنت مرالخثعمیہ کا عشق ○

اسی طرح حافظ ابن نعیم و خرابطی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مکّہ مکرّمہ کی ایک نہایت حسین وجمیل عورت فاطمہ بنت مر الخثعمیہ نے بڑے بھرپور انداز میں حضرت عبداللہ سے اظہار محبت کیا اور ایک سو اونٹ بطورِ تحفہ پیش کرنا چاہا تا کہ آپ اُس کی ناجائز خواہش پوری کردیں، تو اس عورت کی اس درخواست کے جواب میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا۔

امّا الحرام فالممات دُونهٗ　　والحِلّ لا حل فاستبينهٗ

فكيف الىٰ الاالدى تبغينهٗ　　يحمى الكريم عرضهٗ و دينهٗ

اس حرام فعل کے کرنے سے تو مرجانا ہی بہتر ہے۔ اگر اس کے سوا کوئی طریقہ ہو تو میں اس کو پسند کرتا ہوں، مگر اس کے لئے شرط ہے کہ اعلانیہ (نکاح) ہو تم مجھے بہکاتی اور پھسلاتی ہو، مگر شریف انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنی عزّت وعصمت اور اپنے دین کی حفاظت کرے۔ (شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف جلد اول۔ ص ۳۴۸۔ مؤلف امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

سبحان اللہ تعالیٰ! یہ بات اُس زمانے کی ہے کہ جب بدکاری کرنا عیب کے بجائے فخر سمجھا جاتا تھا۔ جب مرد وعورت ننگے ہو کر کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے، اس پُر آشوب دورِ جاہلیت میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا اپنے دامن عصمت کو داغدار ہونے سے بچالینا یقیناً اس نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ تھا جو کہ اُن کے پاس امانت تھا۔ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذی شان کا مفہوم ہے کہ میرے پورے نسب میں کہیں بھی (حضرت آدم علیہ السلام تک سفاح جاہلیت، (بدکاری) کا نام ونشان تک نہیں۔

(خاندان مصطفےٰ ﷺ صفحہ نمبر ۱۸۶۔۱۸۷ حضرت علامہ محمد سعید الحسن قادری۔ اسلامک پبلشر دہلی)

اس مضمون کا خاکہ انوار احمدی کے متن میں حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانیٔ جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن نے اس طرح ارشاد فرمایا۔

گرچہ رسمِ جاہلیت ان دنوں تھا پیشتر
ایک تھا حافظ خدا اُس خاندان کا سر بسر
اس لئے سب تھے بری اس رسم سے تا بوالبشر
پس نکاح اُن کا ہوا دینِ خلیل اللہ پر
تھی یہ وہ شادی کہ جس کی آسماں پر دھوم تھی
تہنیت کی ہر طرف کون ومکاں میں دھوم تھی

○ فاطمہ بنت مرا خثعمیہ کے عربی اشعار ○

فاطمہ بنت مرا کے مذکورہ واقعہ کے چند دن بعد آپ کا نکاح حضرت آمنہ بنت وہب سے ہوگیا۔ جب نور نبوت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم مبارک میں منتقل ہوگیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہا کی فاطمہ بنت مرا سے دوسری ملاقات ہوئی تو اُس نے کہا میں کوئی بدکار عورت نہیں تھی کہ بُرائی کی دعوت دیتی۔ "**انی رایت فی وجهك نوراً ساطعاً، وقد ذهب الآن**" میں نے تمہارے چہرہ پر نور نبوت دیکھا چاہا کہ وہ نور میرے مقدر ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ کو جہاں منظور تھا وہیں وہ

نور پہنچ گیا۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا تذکرہ فرمایا تو وہ کہنے لگی "انی لأ حسبك أبا النبي قد أظل وقت مولده" میرا خیال ہے کہ تم اس نبی کے باپ ہو جس کی ولادت کا وقت آ چکا ہے۔ جب قریش کے جوانوں کو فاطمہ خثعمیہ کی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو پیش کش کا اور اُن کا انکار واعراض کا علم ہوا تو انہوں نے اس معاملہ میں اس کے ساتھ گفتگو کی تو اس نے جواب میں یہ اشعار پڑھ کر خاموش کر دیا۔

انی رأیت مخیلة بلغت فتلألأت بحناتم القطر

میں نے برسنے والی بدلی کو دیکھا جو برسنے کی حد کو پہنچی ہوئی تھی۔ پس وہ چمکی مگر مصائب وآفات کے سُرخ خونیں منکوں کے ساتھ۔ یعنی مجھے خون کے آنسو رُلا گئی بلکہ خون کا سیلاب آنکھوں سے بہا گئی۔

فلما تُها نورا یضیئ له ماحوله کاضاءة الفجر

میں نے اس برسنے والی کو نورانی حالت میں دیکھا جو اُن کے لئے اردگرد کو یوں روشن کیئے ہوئے تھی جیسا سپیدۂ سحر ظلمت شب کو نور سے بدلتا ہے۔

و رائیتۂ سقیاها حیا بلدٍ وقعت به وعمارة القفر

میں نے اس کی سیرابی کو دیکھا امت کے سردار ﷺ قرار پذیر ہیں جب یہ جہانِ رنگ و بو میں تشریف لائیں۔ (یہ ایک شعر۔ شرح سیرت ابن ہشام جلد اول)

ورأیتهٔ شرفاً ابوءِ به ماکلُّ قادح زنده یوری

میں نے عظمت و برتری کا بلند پہاڑ دیکھا تو اس کی پناہ لینے کی خواہش کی

لیکن ہر وہ شخص جو چقماق پتھروں کو باہم رگڑ کر آگ حاصل کرنا چاہے ضروری نہیں
کہ اپنے مدعا کو پا سکے اور آگ جلا سکے۔
اور اس نے یہ اشعار بھی کہے۔

بنی هاشم قد غادرت من اخیکم امینةُ اذللبلة یعتلجان

اے بنی ھاشم آمنہ نے تمہارے بھائی کو جبکہ وہ وقاع اور مجامعت کے لئے چارہ
سازی کر رہے تھے اس طرح کر دیا ہے اور اس حال میں چھوڑا ہے۔

کما غادر المصباح بعد خبوه فتائل قد میثت له بدهان

جیسا کہ بتی بجھ جانے کے بعد اس فتیلہ کے ساتھ کرتی ہے جو تیل سے تر کر
کے بتی روشن کرتے وقت رکھی جاتی ہے یعنی وہ اس کی تری کو کلیۃً جذب کر لیتی ہے
اور بجھنے پر اس کی سرخی کو سیاہی سے بدل دیتی ہے۔

وما کلُّ مایحوی الفتیٰ من تلاده بحزم ولا مافاته لتواتٍ

حقیقت یہ نہیں ہے کہ ہر وہ مال اور نعمت جو عرصہ دراز تک کسی کے پاس
رہنے والی ہوا سے جواں ہمت لوگ اپنی ہوشیاری سے جمع کرتے ہیں اور نہ وہ جو
میسّر نہ آسکے وہ ان کی سستی و کاہلی کا نتیجہ ہے (بلکہ ہر ایک محض اپنا مقدر ہی حاصل
کر سکتا ہے)

فاجمل اذا طالبت امر فانه سیکفیکه جدان یصطر عان

جب تو کسی امر کا طلبگار بنے تو پھر حسن طلب سے کام لے کیونکہ اس کے
حصول میں تجھے دو حصّے اور نصیبے کفایت کریں گے جو باہم متحارب ہیں اور ایک

دوسرے کو ہلاک کرنے کے درپے۔

ستکفیکہ اما یدٌ مقفعلة　　　　و اِمّا یدٌ مبسوطة ببنان

یا تجھے کفایت کرے گا اس مقصد ومطلب میں وہ ہاتھ جو منقبض ہے اور ضعیف وناتواں ہے (کیونکہ تجھ سے تیرا مطلوب چھین نہیں سکے گا) اور یا وہ ہاتھ جو لمبی انگلیوں اور دراز پوروں والا ہے (اگر تیرے لیے دراز بن جائے تو)

ولما قضت منه امینة ماقضت　　　　نبا بصری عنه وکل لسّانی

اور جب حضرت آمنہ نے ان سے (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے) اپنی حاجت کو پورا کرلیا تو میری آنکھ ان سے دور ہوگئی۔ (کیونکہ سابقہ کشش باقی نہیں رہی تھی اور وہ رونق وبہارِ جبینِ اقدس آگے منتقل ہوچکی تھی) اور (بوقت دعوت) میری زبان گنگ ہوگئی (اور اجابت سے قاصر رہی) (سیرت سید الانبیاء ترجمہ الوفا باحوال المصطفیٰ علیہ السلام علامہ امام عبدالرحمٰن ابن الجوزی علیہ الرحمہ ترجمہ از علامہ محمد اشرف سیالوی۔ص:۱۱۴۔۱۱۵ ناشر اعتقاد پبلیشنگ ہاوس نئی دہلی بار اول فروری ۱۹۸۳ء)

○ فاطمہ شامیہ کا عشق ○

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حسن وجمال اور اُن کی پیشانی میں درخشاں نور کے چرچے عرب دنیا کے کئی مقامات پر پھیلے۔ جب اس کے اوصاف ملک شام میں کے اطراف واکناف بھی شہرت تامہ پاگئے تو شاہِ شام کی لڑکی مسماۃ فاطمہ جو اپنے حسن وجمال اور حشمت وجلال میں یکتا تھی اس نُور سے اقتباس کرنے کے لئے مکّہ آئی اور اپنے ساتھ حشم وخدم اور لونڈیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ بیت اللہ کے

قرب وجوار میں ٹھہر گئی اور چند روز کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اس وقت تک آپ کی حضرت آمنہ سے شادی ہو چکی تھی لیکن وہ نور نبوت ابھی رحم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا میں منتقل نہیں ہوا تھا اس عورت نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں نور مصطفیٰ کا مشاہدہ کیا تو اس کے عشق سے مجبور ہو کر اپنے چہرہ سے پردہ اُٹھا کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کے لئے استدعا کی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب اس کا حُسن و جمال دیکھا تو اس کی گذارش کو قبول کر لیا لیکن ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ یہ کام میرے والد حضرت عبدالمطلب کے مشورہ کے بغیر نہیں ہوسکتا فاطمہ نے بھی اس بات کو پسند کیا۔

جب حضرت عبداللہؓ رات کو گھر واپس آئے اُسی رات وہ نور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم مبارک میں منتقل ہوا اور وہ نور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی سے غائب ہو گیا۔ صبح ہوئی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فاطمہ شامیہ کا قصہ حضرت عبدالمطلب سے بیان کیا آپ نے رضا مندی ظاہر کر دی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فاطمہ کے پاس آئے اپنے والد کی رضا مندی کی اطلاع دی۔ فاطمہ کو وہ نور ان کی پیشانی میں نظر نہ آیا تو دل سے درد بھری آہ نکلی پھر کہا اے عبداللہ! وہ نور جو تمہاری پیشانی میں مجھے محسوس ہوتا تھا اس کا اقتباس کسی اور نے کر لیا ہے وہ گوہر جو تیرے وجود کے صدف میں مَیں نے دیکھا تھا کوئی اور اڑا لے گیا ہے۔ چلئے اب آپ سے مجھے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا میری خواہش کا ستارہ ڈوب گیا ہے اور میری آرزو کی چنگاری بجھ گئی ہے۔ یہ کہہ کر وہ بے

نیل مرادو مرام اپنے وطن مالوف کو واپس چلی گئی۔ (**شواهد النبوة لتقوية يقين اهل الفتوة** ۔ص: ۵۰ مصنف: حضرت علامہ نور الدین عبد الرحمٰن جامیؒ المتوفی ۸۹۸ھ ترجمہ بشیر حسین ناظم۔ ایم۔ اے مطبع محل پبلیکیشنز دہلی سن ۱۹۸۹ء)

○ نبی آخر الزماں ﷺ کے آمد کی خبر:۔ ○

قریش کے تجارتی قافلے یمن جایا کرتے تھے، حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد محترم حضرت عبدالمطلب اپنے وقت کے عظیم اور کامیاب تاجر تھے، اور لین دین میں امانت و دیانت اور قابل اعتماد اصول تجارت کے باعث شام وفلسطین کے علاوہ یمن میں بھی بڑی عزت ووقار کے مالک قریشی تاجر سمجھے جاتے تھے، ہر جگہ ان کے واقف حال اور بااعتماد دوست تھے، ایک دفعہ یمن میں ایک دوست کے ہاں مقیم تھے کہ اتفاق سے ایک قیافہ شناس اور ماہر تورات یہودی عالم سے ملاقات ہوگئی، اس نے یہ بتایا کہ ہمارے ہاں یہ راز اب عام ہوگیا ہے کہ آنے والا نبی بنو ہاشم اور بنو زہرہ کے ہاں جنم لینے والے ہیں۔ اس لئے اگر آپ بنو زہرہ میں شادی کرلیں تو ہوسکتا ہے آپ ان کے والدین میں سے ہوں جن کے حصے میں یہ سعادت آنے والی ہے، حضرت عبدالمطلب کو واپس آنے کے بعد یہ خیال نہ رہا اور یومیہ مشاغل میں لگے رہے، تاہم وہ ایک طرف تو اہل کتاب کے احبار ور ہبان کی باتیں بکثرت سنتے رہے اور دوسرے کاہنوں اور قیافہ شناسوں کے اندازے بھی ان کے علم میں آتے رہے مگر چاہ زمزم کی کھدائی کا کھٹن مرحلہ رکاوٹ بنا رہا اور دوسری جانب وہ اپنی نذر پوری کرنے اور مستقبل کے متعلق خوابوں کی تعبیر ڈھونڈتے رہے (

سیرت سید الانبیاء ترجمہ الوفا باحوال المصطفےٰ ﷺ علامہ امام عبدالرحمٰن ابن الجوزی علیہ الرحمہ ترجمہ از علامہ محمد اشرف سیالوی۔ص: 110 ناشر اعتقاد پبلیشنگ ہاوس نئی دہلی بار اول فروری ۱۹۸۳ء)

○ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ کی حفاظت و مدد: ○

اہلِ کتاب بعض علامتوں اور نشانیوں سے پہچان گئے تھے کہ نبی آخر الزّماں سرورِ کون ومکاں ﷺ کا وجودِ گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے صلب میں ودیعت ہے، اس لئے اطراف واکناف سے وہ اِن کو ہلاک کرنے کی نیّت سے مکّہ مکرمہ میں آنے لگے۔

ایک دن حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جنگل میں کسی کام کے غرض سے تشریف لے گئے وہاں ملکِ شام کے کچھ اہلِ کتاب تلواروں سے آپ پر حملہ آور ہوگئے۔ اتفاقاً حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد حضرت وہب بن مناف بھی جنگل میں موجود تھے (وہ حملہ آوروں کو دیکھ کر فکرمند ہوگئے) پھر انہوں نے دیکھا کہ یکا یک چند سوار غیب سے نمودار ہوئے اور اُن کی شکل وصورت عام انسانوں جیسی نہیں تھی، انہوں نے اس حملہ آور جماعت کو مار بھگایا۔ وہب بن مناف اس واقعہ سے بڑے متاثر ہوئے اور گھر آکر اپنے اہل خانہ سے فرمایا کہ میں اپنی لختِ جگر آمنہ خاتون (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی شادی (حضرت) عبداللہ بن عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے کرنا چاہتا ہوں۔ پھر انہوں نے اپنے دوستوں کے ذریعے حضرت عبدالمطلب کو اِس بات سے مطلع کیا، وہ خود کسی ایسی عورت کی

جستجو میں تھے جو کہ شرفِ حسب ونسب اور عزّت وعفّت میں ممتاز ہو۔ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں یہ سب صفات بدرجہ اتم موجود تھے، اس لئے حضرت عبدالمطلب نے اس رشتہ کو پسند فرمایا اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کردیا۔ (مدارج النبوۃ جلددوم ص: ۱۹۔۲۰ تصنیف حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ترجمہ مفتی غلام معین الدین نعیمی مطبع نرمان پریس دہلی۔۶ باردوم ۲۰۰۱ء)

انواراحمدی کے متن میں حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ محمد انواراللہ فاروقی فضیلت جنگ بانیٔ جامعہ نظامیہ حیدرآباددکن نے اس طرح ارشادفرمایا۔

رفتہ رفتہ صلب عبداللہ میں آیا وہ نور
جلوہ گر اُن میں ہوا جس وقت مثلِ شمعِ طور
عشق سے ہونے لگے دل قابلوں کے چورچور
یعنی شیدا ہوتی تھیں اُن پر زنانِ رشکِ حور
پر ہراک عورت قرین ہرشرف ہوتی نہیں
قابل یک دانہ گوہر ہرصدف ہوتی نہیں

○ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ○

حضرت عبدالمطلب تجارت سے واپسی پر یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس واقعہ کو بھول بھی گئے ہوں، مگران کے مبارک ہاتھوں سے چاہ زمزم کا ازسرنو دریافت ہونا اور پھر دس بیٹوں کی تعداد مکمل ہونے پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قربانی کے

بدلے سو اونٹوں کا فدیہ قبول ہونا ایسے واقعات تھے جن سے حضرت عبدالمطلب کے فرزند حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام سے گہری مماثلت رکھنا بھی عیاں ہو چکا تھا، ہوسکتا ہے کہ انہیں جناب عبداللہ کے ذبیح بن جانے کے بعد یمنی یہودی اور اس کی باتیں یاد آئی ہوں اور اندازہ ہوا ہو کہ شاید تاریخ اپنے آپ کو ایک بار پھر دہرا رہی ہے، اس لئے وہ نذر پوری کرنے اور اپنے فرزند کے ذبیح لقب پانے کے بعد بنو زہرہ کی نیک پاک دوشیزہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرانے لے گئے تاکہ اس رشتہ ازدواج سے ایک خواب حقیقت میں بدل جائے۔

ہوا یوں کہ بنو زہرہ کے دو سرکردہ رہنما آپس میں سگے بھائی تھے، ان میں بڑے کا نام وہب اور چھوٹے کا نام وہیب تھا وہب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے دوست، ساتھی اور شریک سفر بھی تھے۔ وہب فوت ہو چکے تھے مگر وہیب زندہ تھے وہیب کی بیٹی ہالہ اور وہب کی بیٹی سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ساتھ وہیب کے گھر پرورش پا رہی تھیں۔ یوں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے دوست اور ساتھی وہب بن عبد مناف کی دختر نیک اختر آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بخوبی واقف تھے اور جانتے تھے کہ وہ کتنی نیک، سعادت مند اور پاک دامن دوشیزہ ہیں۔ اپنے فرزند سے آمنہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کر دی۔

یہ شادی کوئی سطحی فیصلہ یا وقتی حوادث کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ یہ رشتہ ازدواج ازل سے ہی طے تھا، قدرت ربانی کا طے شدہ نظام تھا اور اللہ تعالیٰ کے علم وتدبیر اور

تحفظ ونگرانی کے مطابق نور مصطفیٰ ﷺ کو اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ میں تحویل کے مراحل طے کرنا تھے، اس لئے ایفائے نذر اور مراحل قربانی کے بعد اپنے محبوب ترین اور اس وقت کے سب سے چھوٹے بیٹے عبداللہ کو لے کر بنو زہرہ کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت آمنہ سے نکاح پڑھایا۔ جس وقت نکاح ہوا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ (سیرت سید الانبیاء ترجمہ الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ علامہ امام عبدالرحمٰن ابن الجوزی علیہ الرحمہ ترجمہ از علامہ محمد اشرف سیالوی۔ ص:۱۱۴۔ ناشر اعتقاد پبلیشنگ ہاوس نئی دہلی بار اول فروری ۱۹۸۴ء)

○ نکتہ عجیبہ ○

حضور نبی اکرم ﷺ کے والد بزرگوار کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا، جس کے معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کا بندہ، اللہ تعالیٰ کا عبد، یعنی عبادت اور بندگی کی طرف معنیٰ جاتا ہے، جبکہ والدہ محترمہ کا اسمِ ذی شان آمنہ، جس معنیٰ سے امن وسکون اور پیار ومحبت کی طرف اشارہ ملتا ہے، گویا اِن دونوں ناموں کے معانی کو جمع کرو، تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور امن وسکون نتیجہ نکلتا ہے۔ پھر ان کے وجودِ گرامی قدر سے جس مولودِ مسعود محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی، وہ پوری کائنات کے لئے خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت اور امن وسکون کا پیغام لے کر آئے۔ **سبحان اللہ وبحمدہ** یعنی سراپا رحمۃ للعالمین بن کر جلوہ گر ہوئے۔ (خاندان مصطفیٰ ﷺ صفحہ نمبر ۱۸۹ حضرت علامہ محمد سعید الحسن قادری۔ اسلامک پبلشر دہلی)

انوار احمدی کے متن میں حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ

فاروقی فضیلت جنگ بانئ جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن نے اس طرح ارشاد فرمایا۔

اس امانت کیلئے تھیں آمنہ خاتوں بنی
آمنہ تھیں ہر طرح سے جو کہ وہ امِ نبی
رکھا ایمان کا ماڈہ اُن میں تھا پہلے سے ہی
پھر تو پھیلی امن و ایمان کی انہیں سے روشنی
جس کے ہو فرزند وہ اُس کو شرف کیوں کر نہ ہو
گوہر نایاب سے فخرِ صدف کیوں کر نہ ہو

○ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شاعری ○

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ شعر گوئی کا ذوق بھی رکھتے تھے، بعض کتب سیرت وتراجم میں ان کے یہ دوشعر بھی نقل کئے گئے ہیں جو ادبی چاشنی اور فصاحت کی رونق سے مزین ہیں۔ حضرت جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب **مسالك الحنفاء فی والدی المصطفی** میں آپ کے مندرجہ ذیل اشعار نقل کئے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لقد حكم السارون فی كل بلدة   بان لنا فضلًا علی سادة الارض
وأن أبی ذوالمجد والسودو الذی   يشار به مابين بسر الی حفض
وجدی وآباء له ابلوا الغُلی   قديماً لطلب العرف والحسب المحض

یعنی ہر شہر میں یہ اطلاع ہے کہ ہمیں تمام زمین کے سرداروں پر فضیلت ہے۔ میرے والد (عبدالملطلب) صاحب بزرگی اور ایسے سردار تھے کہ بسر سے لے

کر حفص تک انہی کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا۔ اور میرے دادا اور ان کے آباء کے لئے بلندیاں پرانی ہوگئیں سب لوگوں نے ایسا تعارف اور حسب ونسب کی بہت کوشش بھی کیں۔ (ایمان والدین مصطفیٰ علیہ السلام 9 رسائل کا مجموعہ۔ ص: ۱۷۷۔ مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی)

○ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ کی وفات ○

شادی کے چند ماہ بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ تجارت کی غرض سے مُلکِ شام کی طرف روانہ ہوگئے، واپسی پر بیمار ہونے کی وجہ سے مدینہ طیّبہ میں اپنے عزیزوں بنونجار کے پاس ٹھہر گئے۔ جب اس تجارتی قافلہ کے باقی لوگ مکّہ مکرمہ پہنچے، تو حضرت عبدالمطلب نے اِن سے اپنے لاڈلے بیٹے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے بارے میں دریافت کیا۔ اہل قافلہ نے بتایا کہ بیماری کی وجہ سے وہ مدینہ منوّرہ میں ٹھہر گئے تھے، اِس پر حضرت عبدالمطلب نے اپنے بڑے بیٹے حارث کو بھیجا تاکہ وہ اُن کو گھر لے آئیں۔ جب حارث مدینہ منوّرہ پہنچے، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ کا انتقال ہو چکا تھا، اُن کو دارِ نابغہ میں دفن کیا جاچکا تھا، جبکہ بعض کے نزدیک حضرت کا مدفن مقام ابواء ہے (مدارج النبوۃ جلد دوم ص: ۲۲۔ تصنیف حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مطبع نرمان پریس دہلی۔ ٦ باردوم ۲۰۰۱ء)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ کی عمر مبارکہ بوقت رحلت صرف پچیس (۲۵) برس کی تھی۔ اور حضور نبی کریم علیہ السلام ابھی شکم مادر میں ہی تھے گویا ولادت باسعادت سے قبل ہی والد ذی وقار کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔

○ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر ○

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مدینہ طیبہ میں وصال کے بارے میں بلاذری نے دوقول نقل کئے ہیں (۱) حضرت عبدالمطلب نے انہیں کھجوریں حاصل کرنے کے لئے مدینہ منورہ بھیجا تھا۔ وہ اپنے ننھیال بنونجار کے پاس ٹھہرے اور انکا وہیں انتقال ہوگیا۔ (۲) غزہ سے تجارت کا مال لے کر واپس آرہے تھے۔ مدینہ طیبہ میں بیماری کی حالت میں داخل ہوئے۔ ننھیال کے پاس ٹھہرے اور وہیں وفات ہوگئی۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر پچیس یا اٹھائیس سال تھی۔ حضرت عبدالمطلب نے ان کے بھائی زبیر کو مدینہ بھیجا۔ اور وہ ان کے جنازے میں شامل ہوئے اور انہیں دارالنابغہ میں دفن کیا گیا۔ (انساب الاشراف البلاذری۔ ج:۱ص:۹۲)

○ جسد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی تدفینِ ثانی ○

مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۷۸عیسوی کو پاکستان کے معروف قومی اخبار روز نامہ ''نوائے وقت'' میں ایک خبر شائع ہوئی جس کا متن درج ذیل ہے ''کراچی ۲۰؍جنوری (ج،ک) یہاں پہنچنے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی توسیع کے سلسلہ میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آنحضرت ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسد مبارک جس کو دفن ہوئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، بالکل صحیح وسالم حالت میں برآمد ہوا۔ علاوہ ازیں صحابیٔ رسول حضرت مالک بن سونائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور دیگر صحابۂ کرام کے جسدہائے مبارک بھی اصلی حالت میں پائے گئے، جنہیں جنت البقیع میں نہایت

عزّت واحترام کے ساتھ دفنا دیا گیا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا، اُن کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحابۂ کرام کے جسم نہایت تروتازہ اور اصلی حالت میں تھے۔

اس خبر کی اشاعت کے بعد اس کی تردید میں کوئی خبر تا حال اس بندۂ ناچیز (مولف کتاب خاندان مصطفےٰ ﷺ) کی نظر سے نہیں گزری، بلکہ اس کی تائید میں کچھ مضامین شائع ہوئے۔ مذکورہ بالا خبر سے ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مدفن مقام ابواء نہیں بلکہ ''دارِ نابغہ'' ہے، جب کہ مقام ابواء پر حضرت سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار مقدس معروف ہے (واللہ تعالیٰ اعلم)

یہ بھی ثابت ہوا کہ صالحین عظام وصحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی قبور میں اپنے اجسام کے ساتھ موجود و محفوظ ہیں۔ زمانے کے نشیب و فراز اور صدیوں پر محیط ماہ وسال اُن کی حیات پر اثر انداز نہیں ہوتے۔

○ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی رحلت پر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے اشعار ○

حضرت سیّدہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے شوہر نامدار کا سانحہ ارتحال ناقابلِ برداشت تھا کہ ابھی شادی خانہ آبادی کو آخر عرصہ ہی کتنا گزرا تھا۔ آپ کے قلبِ انور پر اس صدمہ کا کس قدر اثر ہوا، اس کا اندازہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ان اشعار سے ہوتا ہے۔

۱۔ عفا جانب البطحاء من ابنِ هاشم　　وجاور لحدًا خارجا فی الغمام

۲۔ دعته المنایا دعوة فاجابها　　وماترکت فی النّاس مثل ابنِ هاشم

۳۔ عشیّه راحوا یحملون سریرهٗ　　تعایرهٗ اصحابه فی استراحم

٤۔ فَإِن يك غالية المسايا ورَيبُها　　فقد كان معطاءً كثيراً التراحم

۱) ہاشم کا ایک فرزند بطحا (مدینہ منورہ) کی جانب جا کر چاند کی طرح چھپ گیا۔ وہ لحد میں بہادر جوانوں کے شور وغل (یعنی آہ وبکا) کے ساتھ جا کر سو گیا۔ (مراد یہ کہ لوگوں کو روتا چھوڑ کر)

۲) موت نے جوں ہی اس کو پکارا اس نے فوراً لبیک کہہ دیا۔ افسوس کہ ہاشم کے اِس فرزند کی نظیر، موت نے اب دنیا میں کوئی باقی نہیں چھوڑی۔

۳) اُس کے دوست شام کے وقت اُس کی لاش کو اُٹھائے چلے جا رہے تھے۔ اور وہ از راہِ محبت وعقیدت کاندھا بدلتے اور اُس کے اوصاف بیان کرتے چلے جا رہے تھے۔

۴) اگر چہ موت نے اُن کو ہم سے دور کر دیا ہے، مگر اس میں تو شک نہیں کہ وہ بہت زیادہ سخی اور غریبوں کے از حد ہمدرد تھے۔ (یعنی اِن کے دلوں سے اُن کی یاد تو نہیں نکل سکتی) (طبقات الکبریٰ ذکر وفاۃ عبداللہ بن عبدالمطلب)

○ حضرت عبداللہ کا ترکہ ○

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کل ترکہ یہ تھا: پانچ اونٹ، بکریوں کا ایک ریوڑ، ایک حبشی لونڈی جن کا نام برکت اور کنیت اُم ایمن رضی اللہ عنہا، یہی اُم ایمن رضی اللہ عنہا ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو گود کھلایا تھا (الرحیق المختوم بحوالہ مسلم شریف جلد دوم)

○ حضرت عبداللہ کی وفات کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی زندگی ○

حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے شوہر کی وفات کے بعد تنگدستی کی زندگی

گزاری لیکن کسی بھی قسم کا شکوہ نہ کیا اور نہ ہی اس تنگدستی کا کسی سے ذکر کیا۔ آپ بہت صابرہ اور شاکرہ تھیں اور یہ دونوں خوبیاں اخلاقِ فاضلہ کا جوہر ہیں اللہ پاک نے صابرین وشاکرین کے لئے جنت کی بشارت دی ہے۔

بیوگی کی زندگی کو نہایت صبر وسکون سے گزارا، کسی سے کوئی لڑائی جھگڑا یا گلہ شکوہ نہ کیا، بلکہ خاندان والے آپ کے حُسنِ سلوک، شرافت اور سنجیدگی کی وجہ سے آپ سے بہت محبت کرتے تھے اور آپ کا احترام کرتے تھے۔ آپ کے خسر حضرت عبدالمطلب نے ہمیشہ آپ کی قدر کی۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ اپنی کتاب ''رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی'' کے صفحہ ۳۹ پر لکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کا بیان ہے کہ آپ کی والدہ سوکھا گوشت کھایا کرتی تھیں۔ اس سے آپ کی کفایت شعاری اور سلیقہ مندی کا پتہ چلتا ہے اور یہ خُوبی بڑی سمجھ دار خواتین میں ہی پائی جاتی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عقبہ بن عمرو آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے تو خوف سے کانپنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا طبیعت میں آسانی پیدا کرمیں کوئی جابر بادشاہ نہیں ہوں مَیں تو قریش خاندان کی ایک خاتون کا لڑکا ہوں جو سوکھا گوشت کھاتی تھیں۔ (سید الانبیاء ﷺ کے والدین مکرم۔ص:۱۳۹۔۱۴۰ مصنف علی اصغر چودھری مطبع مکتبہ الحسنات دہلی سن اشاعت ۱۹۹۴ء)

○ شوہر نامدار کی وفات کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی امید ○

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیّدہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی امیدوں اور تمناؤں کا محور ومرکز وہ وجود مسعود تھا جو کہ شکمِ مادر میں

جلوہ گر تھا۔ جب حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کہیں تشریف لے جارہی ہوتیں، تو شجر و حجر اپنی زبانِ حال سے ان کی خدمتِ اقدس میں ہدیہ سلام پیش کرتے۔ پھر وہ وقت آ گیا کہ زمانہ بھر کی خوشیاں سمٹ کر آغوش آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں سما گئیں۔ شوہر کی جدائی میں مُرجھایا ہوا قلبِ حزیں گُلِ نوبہار کی طرح کھل اُٹھا، یعنی وہ محبوبِ خالقِ دو جہاں ﷺ جن کی خاطر رب العالمین نے اِس کائنات ہستی کو شرفِ وجود بخشا تھا۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں جلوہ گر ہو گئے۔

○ آقا ﷺ کی ولادت سے پہلے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ○

جب نورِ محمدی ﷺ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے صدفِ شکم میں قرار پذیر ہوا تو ان سے کہا گیا'' آپ کے شکم مقدس میں اِس امت کے سردار ﷺ قرار پذیر ہیں ابن اسحاق علیہ الرحمہ کی روایت ہے کہ والدۂ مصطفیٰ ﷺ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ''میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے مجھ سے کہا کہ آپ اس امت کے سید (سردار) کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں'' آپ فرماتی ہیں کہ مجھے اس بات کا علم نہیں ہوا کہ میں آپ کے ساتھ حاملہ ہوئی ہوں۔ اور نہ میں نے اس حمل سے کچھ بوجھ محسوس کیا۔ اور نہ میں نے کسی ایسی چیز کی خواہش پائی جیسا کہ عام طور پر حاملہ عورتوں کا ہر ایک چیز کھانے کو دل کرتا ہے۔ مگر میں نے اتنی بات دیکھی کہ میرا حیض موقوف ہو گیا۔ اور کوئی آنے والا میرے پاس ایسے حال میں آیا کہ میں کچھ سو رہی تھی اور کچھ بیدار تھی، اس نے مجھ سے پوچھا، کیا آپ کو اس امر کا علم ہو گیا ہے کہ آپ سید الانام کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں۔ پھر اس آنے والے نے مجھے یہاں

تک مہلت دی کہ جس وقت میرے جنم دینے کا وقت قریب آ گیا تو وہ آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ یہ کہو:

اعیذہ بالواحد　　من شرّ کلّ حاسد

ابن اسحاق کے علاوہ روایت میں ہے کہ اس کہنے والے نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ یہ تعویذ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بازو پر باندھ دو ۔حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''میں ایسے حال میں بیدار ہوئی کہ میرے سر کے پاس سونے کا ایک قطعہ (ٹکڑا) تھا جس میں اشعار لکھے ہوئے تھے۔

اعیذہ بالواحد　　من شرّ کلّ حاسد

اللہ تعالیٰ جو ذات وصفات اور اسماء میں ایک ہے، سے ہر ایک حاسد کے شر سے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نگہبانی اور حفاظت چاہتی ہے۔

وکل خلق رائد　　من قائم وقاعد

ہر اس مخلوق سے جو بڑائی کی آرزو رکھتی ہے کھڑی ہے یا بیٹھی ہے تمام کے شر سے پناہ چاہتی ہے۔

من السبیل حاید　　علی الفساد جاھد

مخلوق میں سے جو بھی سیدھی راہ سے ہٹا ہوا ہے اور فساد وخرابی کے لئے کوشش کرتا ہے، اس سے پناہ چاہتی ہوں۔

من نافث او عاقد　　وکل خلق مادر

ایسا فساد پر کوشش کرنے والا کہ وہ جادوگر ہے اور گرہوں میں سحر پھونکتا ہے

اور ہر اس شخص سے پناہ چاہتی ہوں جو سرکش ہے اور سینہ زوری کرنے والا ہے۔

یاخذ بالمراصط　　　　فی طراق العوارد

''ماردیا'' مخلوق سے ہر وہ شخص کہ گھات کی جگہوں کو آدمیوں کے جمع ہونے کے راستہ میں پکڑتا ہے، اس سے پناہ چاہتی ہوں۔ (سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ جلد اول۔ص:۸۱۔۸۰۔از امام احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ مطبع اشتیاق اے مشتاق پرنٹر لاہور)

جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ ان سے ایک نور ظاہر ہوا جس میں انہیں کسریٰ کے محلات نظر آئے۔ (شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف جلد اول۔ص:۳۵۰۔مؤلف امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

انواراحمدی کے متن میں حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن نے اس طرح ارشاد فرمایا۔

الغرض وہ نورِ پاک حضرت خیر الوریٰ
شمس کے مانند جب برج حمل میں آگیا
شام مثل صبح گھر سے آپ کے روشن ہوا
بلکہ تھی ساری زمیں اس وقت واں چہرہ نما
ہو نہ کیوں کر روشنی تھی آمد عالی جناب
صبح صادق چاہئے قبلِ طلوع آفتاب

○ سرورِ دو عالم ﷺ سے ایک سوال ○

ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ ثور بن یزید نے بعض اہل علم سے مجھے بیان کیا ہے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ روایت خالد بن معدان الکلاعی سے منقول ہے کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمیں اپنے متعلق آگاہ فرمائیں''۔ ہاں''۔ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ میں اپنے محترم بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ میں وہ خواب ہوں جو میری والدہ محترمہ نے اس وقت دیکھا تھا جب میں ان کے صدفِ بطن میں قرار پذیر ہوا تھا۔ انہوں نے ملاحظہ کیا کہ ان سے ایک نور کا ظہور ہوا جس سے شام کے محلات جگمگا اٹھے۔ (مزید طویل عبارت ہے مختصر کیا گیا) (شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ روض انف جلد اول۔ ص: ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ مؤلف امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ)

انوارِ احمدی کے متن میں حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانیٔ جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن نے اس طرح ارشاد فرمایا۔

جب ولادت کا زمانِ باسعادت آگیا
پہنچیں خدمت کیلئے جلدی سے مریم آسیا
باندھیں حوروں نے پرے جس سے تھا سارا گھر بھرا
اور ملائک آفتابے لے کھڑے تھے جابجا
شب برات وقدر ہو جس پر فدا کیا رات تھی
تھا نمایاں جلوۂ شانِ خدا کیا رات تھی

○ رحمت عالم ﷺ کی والدہ کا خواب ○

وَرُؤْيَا اُمِّيْ رَأَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِيْ ۔ اور بدستور اول امر میرا، خواب دیکھنا ہے میری والدہ کا۔ دیکھا انہوں نے جب تولد کیا مجھ کو" حضور ﷺ کی والدہ آمنہ کا جب وضع حمل کا وقت قریب آیا۔ تو انہوں نے خواب میں دیکھا" **وقد خرج لها نورا**"۔ اور تحقیق ظاہر ہوا ان کے لئے نور۔ **اضاء لها منه قصور الشام** ۔ جس سے روشن ہوئے ان کے لئے شام کے محل۔ یعنی حضور ﷺ کی پیدائش کے وقت آمنہ محترمہ سے ایک نور ظاہر ہوا۔ کہ ملک شام کے دیار و امصار روشن ہو گئے۔

دراصل حضور ﷺ کی والدہ کو دو دفعہ نور نظر آیا۔ ایک بار خواب میں جب آپ حاملہ ہوئیں۔ اور دوسری بار وضع حمل کے وقت، چنانچہ تاریخ البدایہ ابن کثیر باب صفت مولودہ میں ہے۔ کہ حضور ﷺ کی والدہ آمنہ نے فرمایا۔ کہ جب رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کا وقت قریب آیا۔ اور حضور ﷺ میرے بدن سے جدا ہوئے، تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا۔ جس کے باعث مشرق سے مغرب تک روشنی پھیل گئی۔ اور بصریٰ شہر جو ملک شام میں ہے۔ اس کے محل نظر آنے لگے۔ اور اس شہر کے اونٹوں کی گردنیں بھی دکھائی دینے لگیں۔" (جمال مصطفےٰ ﷺ ص:۱۲۶ مصنف حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی۔ مطبع اعتقاد پبلشنگ ھاؤس دہلی طبع اول مارچ ۱۹۹۷ء)

انوار احمدی کے متن میں حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن نے اس طرح ارشاد فرمایا۔

تھا فقط منظور کہلانا بشر ورنہ وہ نور

جس کی دولت آدم وجملہ جہاں کا ہو ظہور
اُس کو رحمِ مادر و صلب پدر تھے کیا ضرور
عقل عاجز ہے یہاں اور فہم ہے جفتِ قصور
جب خدا قدرت نمائی کا کوئی ساماں کرے
کیا ہے جز تسلیم مقدور اور جو انساں کرے

○ایک جدید تحقیق○

دراصل یثرب تو حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (شعیبۃ الحمد) کے ننھیال تھے ان کے والد گرامی ہشام (عمروالعلا) بن عبد مناف نے یثرب میں عدی بن نجار کی ایک معزز اور پروقار بیوہ خاتون سلمٰی بنت عمرو سے نکاح کیا تھا اور چندروز اپنے سسرال میں رہ کر شام چلے گئے تھے اور فلسطین کے شہر غزہ میں جا کر بیمار پڑ گئے اور فوت ہو گئے، حضرت شیبۃ الحمد (بعد میں حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ) اپنے جلیل القدر پوتے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح اپنے والد کی وفات کے بعد پیدا ہوئے تھے، بے چاری سلمٰی بنت عمرو پہلے احیحہ بن جلاح کی بیوہ کے طور پر دو یتیم بچوں کی پرورش کر رہی تھیں، اب ہاشم کی بیوہ بننے کے بعد تیسرے یتیم بچے (شیبۃ الحمد) کی پرورش کی ذمہ داری بھی آن پڑی۔ مگر سلمٰی بڑی بہادر اور حوصلہ مند خاتون تھیں، انہوں نے احیحہ کے دونوں بیٹوں اور ہاشم کے ایک بیٹے کی پرورش اور تربیت ایک عظیم عرب ماں کے انداز میں کی تھی۔ (ایمانِ سیدنا عبداللہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ایک تحقیقی مطالعہ ص:۱۶۵، تحقیق کار۔ضیاء المصطفیٰ محسن۔ایم فل اسلامیات۔مذکورہ کتاب۔نفس اسلامی ڈاٹ کام)

بہر حال سیرت نگاروں اور تذکرہ نویسوں کی اس غلطی کا سبب اور اصل ماخذ معلوم کرنا ضروری ہے، دراصل یہ غلطی یا تو ابن اسحاق اور ابن ہشام کے کسی نسخہ نویس کی ہے جس نے **فی اخوال ابیہ** (اس کے والد کے ننھیال) اور **فی اخوال جدہ** (انکے دادا کے ننھیال) میں لکھ دیا اور بعد میں آنے والے تمام حضرات اسی طرح نقل کرتے چلے آرہے ہیں۔ شاید یہ اس لئے ہوا کہ باپ اور دادا کے ننھیال بیٹے اور پوتے کے ننھیال بھی مراد لیے جاسکتے ہیں؟ مگر عربی زبان اور عرب معاشرہ میں اس کا کوئی ثبوت یا جواز نہیں مل سکتا۔ یہ تو درست ہے کہ یثرب کے بنو عدی بن نجار اوس وخزرج کے ان قبائل میں سے تھے جو بڑے سخی، فراغ دل اور مہمان نواز تھے اس لئے وہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ یا شیبۃ الحمد کی طرح ان کے بیٹے اور پوتے کا استقبال بھی اسی طرح کرتے ہوں گے جس طرح وہ اپنے نواسے کا کرتے تھے تاہم اس صورت میں بھی ہمارے سیرت نگار اور تذکرہ نویس اپنی غلطی سے بری الذمہ کسی طرح بھی قرار نہیں دیئے جاسکتے۔ (ایمان سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ایک تحقیقی مطالعہ ص:165، تحقیق کار۔ضیاء المصطفیٰ محسن۔ایم فل اسلامیات۔ مذکورہ کتاب۔ نفس اسلامی ڈاٹ کام)

○ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رحلت مبارکہ ○

محبوبِ کون ومکاں سرورِ دوجہاں شفیع عاصیاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس جہانِ فانی کی زندگی کے چھٹے برس میں قدم رکھا ہی تھا کہ مادرِ مہربان سیّدہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا ننھیال سے ملنے کے بہانے اپنے محبوب ومکرم مرحوم شوہر

کی قبرِ اقدس کی زیارت کا شوق دل میں رچا ئے، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کنیز حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اپنے نورِ نظر محبوب مکرّم رسول معظم ﷺ کو ساتھ لئے حضرت عبدالمطلب (حاشیہ۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عبدالمطلب اس سفر میں ان کے ہمراہ روانہ ہوئے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم) سے اجازت لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئیں۔ وہاں ایک ماہ تک ''دارِ نابغہ'' میں قیام کیا۔ پھر رختِ سفر باندھا اور واپس مکّہ مکرّمہ کی طرف روانہ ہوگئیں، یہاں تک کہ مدینہ طیّبہ سے کچھ فاصلہ پر مقامِ ''ابوء'' پر پہنچیں، تو انتقال فرما گئیں۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ غالباً پیارے شوہر کی جدائی کا وہ غم جس سے ابھی تک سینہ سُلگ رہا تھا، قبر کی زیارت نے اس کو مزید ہوا دے دی اور جب قبر سے بھی جدائی اختیار کرنی پڑی، تو غم کی وہ آتشِ سوزاں بھڑک اٹھی، اور ابواء تک پہنچتے پہنچتے اپنا کام دِکھا گئی اور یوں وہ پیکرِ مہر و وفا شوہر نامدار کی محبت میں حیات مستعار کی بازی ہار گئی۔

○ مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ کی مادرِ محترم سے وابستہ یادیں ○

حضرت سیّدہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رحلتِ مبارکہ کے وقت حضور نبی کریم ﷺ چھٹے برس میں تھے۔ والدِ ذی وقار کا سایہ پہلے ہی سر سے اُٹھ چکا تھا۔ اب والدہ محترمہ بھی داغِ مفارقت دے گئیں اور خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔ حضور سرورِ عالم ﷺ اس صدمہ سے نڈھال زار و قطار رو رہے تھے۔ حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حالت بھی قابلِ دید نہ تھی، وہ خود بھی رو رہی تھیں اور حضور

نبی کریم ﷺ کو بھی دلاسہ دے رہی تھیں۔

حافظ ابی نعیم بسند زہری، اسماء بنت جرہم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) روایت کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے وقت میں بھی حاضر تھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ پانچ سال کے بچے تھے اور والدہ ماجدہ کے سرہانے غمزدہ بیٹھے (رورہے) تھے (مدارج النبوۃ جلد دوم ص: ۳۸۔ تصنیف حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ترجمہ مفتی غلام معین الدین نعیمی مطبع زمان پریس دہلی۔ ۶ بار دوم ۲۰۰۱ء)

رحلت مبارکہ کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے دیگر احباب کے ساتھ اپنے ننھے ننھے مبارک ہاتھوں سے قبر انور کی مٹی برابر کی اور حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوگئیں اور مکہ پہنچ کر آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے حوالہ کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم رحمتِ عالم ﷺ عموماً ان باتوں کو یاد فرمایا کرتے تھے جو والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قیامِ مدینہ منورہ کے دوران دیکھی تھیں اور جب اس مکان کو ملاحظہ فرماتے کہ جس میں سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قیام فرمایا تھا تو فرماتے: ''یہ وہ مکان ہے جس میں میری والدہ محترمہ نے رہائش رکھی تھی اور مجھے دیکھ کر یہودی کہا کرتے تھے کہ یہ اس امت کا نبی ہے، اور یہ شہر آپ کی جائے ہجرت ہے مجھے یہ سب باتیں یاد ہیں (مدارج النبوۃ جلد دوم ص: ۳۸۔ تصنیف حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ترجمہ مفتی غلام معین الدین نعیمی مطبع زمان پریس دہلی۔ ۶ بار دوم ۲۰۰۱ء)

شواہد النبوۃ میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دن ایک یہودی مجھے ملا، اور بڑے غور کے ساتھ میری طرف دیکھنے لگا۔ پھر اُس نے میری پشت کی طرف دیکھا۔ پھر حضور ﷺ سے اُس نے پوچھا: اے لڑکے: تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا: ''احمد'' ﷺ پھر اُس نے میری پُشت کی طرف دیکھ کر (جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں کندھوں کے درمیان مُہر نبوت تھی) کہا: آپ اس امت کے پیغمبر ہیں پھر مجھ سے مختلف قسم کے سوالات کرنے لگا، اور لوگوں کو بھی بتانے لگا: میری والدہ محترمہ اِس واقعہ سے ڈر گئیں اور ہم مدینہ منورہ سے مکّہ مکرّمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ (شواہد النبوۃ لتقویۃ یقین اھل الفتوۃ صفحہ نمبر ۶۰۔ از حضرت علامہ نور الدین عبدالرحمٰن جامیؒ متوفی ۸۹۸ھ ترجمہ بشیر حسین ناظم ایم۔اے۔ ناشر محل پبلیکیشنز دہلی سن ۱۹۸۹ء)

○ حضرت آمنہ کے وقت وصال اشعار ○

حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کے متعلق ایک خاص واقعہ منقول ہے جسے ابو نعیمؒ نے دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے۔ حضرت ام سماعہ بنت ابورہم رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کرتی ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے وقت میں ان کی خدمت میں حاضر تھی اور رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک اس وقت پانچ سال تھی اور آپ ﷺ ان کے سر کے قریب تھے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا آپ کے رخ انور کو دیکھے جا رہی تھیں۔

اور اسی عالم میں حسرت و یاس میں دیکھتے ہوئے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اپنے ابن کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کی، اور مخاطب کرتے ہوئے ان اشعار کو کہا:

بـــارك فيك اللّٰــه مـن غـلام　　يا ابن الذى من حومة الحمام

نـجـابـعـون الـمـلك المتعـام　　فَـودى غـداة الضرب بالسهام

بـمـــــائة مــن ابـل سـوام　　ان صحّ ما ابصرت فى المنام

فـانــت مبعـوث الـى الانـام　　مـن عند ذى الجلال والاكرام

تبعـث فى الحل وفى الحرام　　تبـعـث فى التحقيق والاسلام

ديــن ابيك البــرّ ابــراهــام　　فــاللّٰــه انهاك عن الاصنـام

ان لاتواليها مع الاقوام ۔ (المواهب اللدنيه بحواله دلائل النبوة)

اشعار کا ترجمہ: اے ستھرے لڑکے! اللہ تجھ میں برکت رکھے۔ اے بیٹے ان کے جنہوں نے مرگ کے گھیرے سے نجات پائی بڑے انعام والے بادشاہ اللہ عزوجل کی مدد سے، جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا سو بلند اونٹ ان کے فدیہ میں قربان کئے گئے، اگر وہ ٹھیک اترا جو میں نے خواب دیکھا ہے تو تُو سارے جہاں کی طرف پیغمبر بنایا جائے گا جو تیرے باپ ابراہیم کا دین ہے، میں اللہ کی قسم دے کر تجھے بتوں سے منع کرتی ہوں کہ قوموں کے ساتھ ان کی دوستی نہ کرنا''۔

حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس پاک وصیّت میں جو فراقِ دنیا کے وقت اپنے ابن کریم ﷺ کو کی بحمدللہ توحید ورد شرک تو آفتاب کی طرح روشن ہے اور اِس کے ساتھ دینِ اسلام ملّت پاک ابراہیم علیہ السلام کا بھی پورا اقرار، اور ایمان کامل کسے کہتے ہیں پھر اس سے بالا تر حضور پُر نور سید المرسلین ﷺ کی رسالت کا بھی اعتراف موجود اور وہ بھی بیانِ بعثتِ عامہ کے ساتھ، وللہ

الحمد۔ (رسالہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ۔العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویۃ جلد ۳۰۔ص: ۳۰۱۔۳۰۲ اشاعت مرکز اہل سنت برکات رضا پوربندر گجرات ایڈیشن باردوم مارچ ۲۰۰۶)

○ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال پر جنّات کا نوحہ ○

حضرت ام سماعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر ہم نے جنات کو روتے اور نوحہ خوانی کرتے سنا۔ جو اشعار جنات نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر کہے ان میں چند درج ذیل ہیں۔

نبکی الفتاۃ البرۃ الامینۃ
ذات الجمال والعفت الرزینۃ
زوجہ عبداللہ والقرینۃ
ام نبی اللہ ذی السکینۃ
وصاحب المنبر بالمدینۃ
صارت لدی حفرتھا رھینۃ

(ترجمہ) ہم روتے ہیں اس پاک باز، امینہ اور نوجوان بی بی کی موت پر جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صاحب قرینہ زوجۂ مکرمہ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی ﷺ کو سکون و راحت دینے والی والدۂ معظمہ ہیں آپ ان کی امی جان ہیں جو مدینہ منورہ میں صاحب منبر ہوں گے اور وہ اپنی قبر میں ہمیشہ کے لئے چلی گئیں۔

○ والدین مصطفیٰ ﷺ کا عقیدۂ ایمان ○

ان متذکرہ بالا استدلال قائم کرنے کے بعد امام جلال الدین سیوطیؒ ارشاد

فرماتے ہیں کہ تم سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے منقولہ بالا کلام کو دیکھ ہی رہے ہو کہ اس میں کس قدر صراحت کے ساتھ اقوام عرب کے اصنام پرستوں کے ساتھ دوستی اور موالات کا انکار موجود ہے اور کتنی وضاحت کے ساتھ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دین کی حقانیت کا اعتراف کیا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ پیشن گوئی بھی فرمائی گئی ہے کہ ان کے لخت جگر ﷺ اہل عالم کی طرف خدائے ذوالجلال والاکرام کا دین اسلام لے کر مبعوث ہونے والے ہیں۔ اور یہ ایسے کلمات طیبات ہیں جو حضرت آمنہ رضی اللہ عنھا کی ذات اقدس کے معاذ اللہ مشرکہ ہونے کے قطعی طور پر نفی کرر ہے ہیں۔ آپ ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بھی یہی شان ہے دونوں کا مقدس ہستیاں ساری زندگی بتوں سے مجتنب رہے، جاہلی حرکات سے پرہیز کیا باوقار ستھری اور پاکیزہ زندگی گزاری جس میں شرک کا کوئی دخل نہیں تھا اور اس دور کے حوالے سے یہی سامان نجات تھا۔

بات صرف والدین کریمین ہی کی نہیں ہمارا عقیدہ تو صحابۂ کرام کا عقیدہ ہے وہ تو فرماتے ہیں کہ مردوں میں حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک اور عورتوں میں حضرت حوا علیہا السلام سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک پاک صلبوں اور رحموں میں نور مصطفےٰ ﷺ منتقل ہوتا گیا یہ تمام شرک تو کیا بلکہ زنا سے بھی پاک وصاف رہے جب کہ جس مرد کی بھی پیشانی میں نور مصطفےٰ ﷺ چمکتا انکا حسن دوبالا ہوتا تھا عورتیں ان پر عاشق ہوتی تھیں مگر خدا تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ حبیب پاک ﷺ کے دامن کو کسی قسم کے عیب کا دھبہ نہ لگے۔

حضرت شیخ الاسلام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن اپنی کتاب مقاصد الاسلام حصہ یازدہم میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت جس کا نام قتیلہ تھا حضور ﷺ کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پر عاشق ہوئی۔ بہت کچھ چاپلوسی کی یہاں تک کہ سو اونٹ دینا قبول کیا مگر آپ نے اُس کی طرف کچھ توجہ نہ کی اور صاف جواب دیدیا کہ اس کام کو میں اپنی عزت ریزی سمجھتا ہوں۔ مواہب لدنیہ میں متعدد روایتیں نقل ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک کوئی اہل جاہلیت کے نکاح سے پیدا نہیں ہوا۔

غرض کہ کل خاندان نبوی اس قسم کے نکاح سے پاک تھا اُس نور مبارک سے جیسے آدم علیہ السلام کو فضیلت حاصل ہوئی جہاں جہاں وہ نور منتقل ہوتا گیا اُن کو فضیلت حاصل ہوتی گئی جس سے ثابت ہوا کہ آقائے دوجہاں ﷺ کے کل سلسلۂ نسب میں موحد ہی نہیں بلکہ اتقیا تھے۔

○ افسوس صد افسوس ○

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حیاتِ مقدسہ پر ایک نظر ڈالی جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ بھی اس گروہ کی ایک فرد تھیں۔ جن کی زندگی میں شرک، بت پرستی کا کوئی شائبہ نظر نہیں آتا، دوسرے لوگ تو صرف نبی اکرم ﷺ کی آمد و بعثت کے بارے میں سن کر راہ حق کے مسافر بنے تھے مگر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے بچشم خود اس آمد کا مشاہدہ کیا تھا، انوار کی بارش دیکھی، خواب میں اور پھر بیداری میں شام کے

محلات کا نظارہ کیا، غیبی ہدایات پائیں، اور آسمانی مبارک بادیاں وصول کیں ۔
حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا جب حضورﷺ کو لے کر آئیں تو شق صدر کے واقعہ کے باعث تشویش کا شکار تھیں ۔ آپ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اور انکے شوہر سے فرمایا۔ کیا تمہیں اس پر شیطانی اثرات کا اندیشہ ہے؟ ہرگز نہیں، بخدا شیطان کو اس پر کوئی قدرت نہیں ہو سکتی، میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے۔

اس طرح مضبوط وراسخ عقیدہ رکھنے والی ذات کی مزار اقدس پر جو مکہ و مدینہ کے درمیان مقام بدر کے راستہ پر ابوا شریف میں ہے اس پر بلڈوزر چلائی گئی اور کھدائی کی مشین استعمال کر کے اس جگہ کو کئی فٹ گہرا کھودا گیا اور اس راستہ کو اتنا مشکل کیا گیا کہ شیشے توڑ کر اور غلاظت کے ڈھیر کوڑا لاگیا کہ وہاں کوئی نہ جا سکے۔ ان نجدیوں کا یہ عمل عداوت کفار مکہ سے بڑھ کر دیکھائی دے رہا ہے۔

○ نجدی حکومت کفار مکہ سے بھی آگے ○

معارج النبوۃ کے حوالہ سے واقدی سے منقول ہے کہ جب مشرکین مکہ جنگ احد کے لئے مدینہ کی طرف رواں تھے تو مقام "ابوا" جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی قبر اطہر ہے تو انہوں نے چاہا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر کو کھود کر ہڈیاں نکال لیں تا کہ اگر بالفرض ہماری عورتیں ان کی قید میں چلی جائیں تو ہم کہیں کہ تمہاری والدہ کی عظام رمیم یعنی قبر کی ہڈیاں ہمارے قبضہ میں ہیں تو لامحالہ اس کے بدلہ میں ہماری عورتوں کو واپس کر دیں گے اور اگر ہماری عورتیں ان کی قید میں نہ آئیں تو ہم مال کثیر کے بدلہ میں یہ ہڈیاں ان کے حوالہ کر دیں گے۔ جب

انہوں نے اپنے سردار ابوسفیان سے اس بارے میں مشورہ کیا تو اس نے ان کی رائے کو بودہ (اوچھی اور ہلکی بات) اور کم عقل قرار دیا۔ اور کہا کہ بنو بکر اور بنو خزاعہ جو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حلیف ہیں اگر وہ اس بات پر مطلع ہو جائیں گے تو وہ ہمارے مُردوں کی تمام قبروں سے ان کی ہڈیاں نکال لیں گے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم ص: ۱۹۵۔ تصنیف حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مطبع نرمان پریس دہلی ۔ ۲ بار دوم ۲۰۰۱ء)

غور فرمایئے کہ دشمن اسلام حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر اطہر کو مٹانے سے اس لئے ڈر گئے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دو حلیف آڑے آئیں گے افسوس صد افسوس کہ اسلام کے ابتدائی دور میں قبر آمنہ رضی اللہ عنہا کو گرانے اور شہید کرنے والوں کو صرف دو حلیف کا خطرہ تھا لیکن آج اسلام کی دعویدار بیشمار سلطنتیں موجود ہونے کے باوجود کسی نے بھی ظالم نجدی کو اس مضموم حرکت سے روکنے کی ہمت نہ کی۔

○ والدین مصطفیٰ علیہ السلام کی شان پر اعتراضات کے جوابات ○

اعتراض نمبر ا: مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا، میرا اور تمہارا باپ دونوں جہنم میں ہیں۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة ، حدثنا عفّان، حدثنا حمّاد بن سلمة ، عن ثابت، عن انس انّ رجلاً قال یارسول الله، این ابی؟ قال: " فی النار " ، فلماقفّی ، دعاه فقال: اِنّ أبی و أباك فی

النّار۔(مسلم شریف تذکرہ باب ان من مات علی الکفر فھو فی النار۔)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ میرا باپ (مرنے کے بعد) کس جگہ ہے؟ آپ نے فرمایا (دوزخ کی) آگ میں ہے۔ جب وہ شخص اُٹھ کر جانے لگا تو آپ نے اُسے بلایا۔ اور فرمایا۔ بیشک میرا باپ اور تیرا باپ آگ میں ہیں۔

جواب نمبر ا: حدیث مذکورہ کے الفاظ "متفق علیہ" نہیں ہیں۔ اور بوجہ ضعف کے عیب و نقص کی وجہ سے معتبر نہیں۔

ضعیف احادیث کے بارے میں محدثین وفقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں۔ کہ فضائل و کمالات میں ان کا اعتبار ہوسکتا ہے۔ لیکن ایسی حدیث سے عیب اور نقص کا ثبوت نہیں کیا جاسکتا۔ اس قاعدہ کے بعد ہم علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث بالا کے الفاظ کے متعلق توضیح وتشریح اور حدیث کے جواب میں مکمل بحث مسالک الحنفاء میں درج ہے۔ یہاں بحث کا مختصر خلاصہ درج ہے۔

"**ان ابی و اباك فی النار**" کے الفاظ جس روایت میں ہیں۔ اس کے راوی حضرت حماد اتنے مضبوط نہیں جس قدر ان کے ہم عصر اور استاد بھائی حضرت معمر ہیں۔ دونوں اپنے شیخ حضرت ثابتؒ سے روایت ذکر کرتے ہیں۔ لیکن حضرت حمادؒ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ اور حضرت معمرؒ کی روایت میں نہیں۔ حضرت حمادؒ کے غیر مضبوط ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت امام بخاریؒ نے ان کی کوئی روایت ذکر نہ کی۔ لیکن حضرت معمرؒ کی روایت بخاری و مسلم میں موجود ہیں۔

پھراسی مضمون کی ایک اور سلسلہ سے حدیث بھی کتب حدیث میں موجود ہے جسے طبرانی، بیہقی، اور ابن ماجہ وغیرہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے بیان کیا۔ اس میں بھی یہ الفاظ موجود نہیں تو ان واقعات وشواہد کے پیش نظر نتیجہ یہ نکلا۔ کہ الفاظ مذکورہ حماد راوی کی طرف سے روایت بالمعنی کی صورت میں ذکر ہو گئے لہذا ان الفاظ کو بطور استدلال پیش کرنا حقیقتِ حال سے بے خبری کے مترادف ہے۔

اعتراض نمبر۲: حضور ﷺ نے اپنے والدین کا مقام اُخروی معلوم کرنا چاہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کے بارے میں سوال کرنے سے منع کر دیا۔

جواب نمبر ۲ : (۱) سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں جن احادیث میں کفر وشرک کا اثبات ملتا ہے وہ ضعیف ہیں۔

(۲) ''کاش مجھے پتہ چل جاتا۔ کہ میرے والدین کہاں ہیں؟'' یہ روایت کسی معتمد کتاب میں موجود نہیں ہے۔

(۳) سورۂ بقرہ آیت (۱۱۹) من جملہ اُن آیات میں سے ہے۔ جو بنی اسرائیل کے کفار کے بارے میں نازل ہوئیں۔ یہ بات حدیث صحیح سے ثابت ہے۔

(۴) ''جحیم'' دوزخ کے چھٹے طبقہ کا نام ہے۔ جس کا عذاب پہلے پانچ طبقات سے کہیں بڑھ کر شدید ہے۔ لہذا اس میں جانے والے بھی سخت نافرمان ہوں گے۔ جیسا کہ ابوجہل ہے۔ اہل فترت نافرمانوں میں اوّل تو شمار ہی نہیں اور اگر ہیں بھی تو بہت معمولی درجہ کے۔ اس لئے ان کا جحیم میں جانا غیر معقول ہے۔ (**نور العینین فی ایمان ابای سید الکونین** از علامہ محمد علیؒ)

اعتراض نمبر۳: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملیکہ کے بیٹوں کو کہا تھا۔ تمہاری اور میری ماں جہنم میں ہیں (المستدرک جلد دوم باب ذکر صفت حوض الکوثر)

جواب نمبر۳: مذکورہ حدیث کا آخری حصہ پہلے حصہ کی تشریح کر رہا ہے۔ وہ اس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سائل کو فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ عطا کردے گا۔ جو میں اپنے والدین کے لئے مانگوں گا اس میں صاف صاف ارشاد ہے کہ آپ جتنا بڑا مرتبہ اُن کے لئے مانگیں گے عطا ہوگا۔ اگر آپ ان کے لئے جنت میں اعلیٰ مرتبہ کا سوال کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ آپکے والدین کو اعلیٰ مرتبہ عطا فرمادے گا۔ اور یہ مسلم امر ہے۔ کہ جس شخص کا انتقال کفر وشرک پہ ہوا ہو۔ وہ جنت کے اعلیٰ درجہ میں تو کیا سرے سے جنت میں ہی نہیں جاسکتا۔ تو اس سے ثابت ہوا۔ کہ آپ کے والدین کریمین زمانہ فترت میں انتقال فرمانے کی وجہ سے جنتی تو ہیں۔ لیکن ادنیٰ مرتبہ میں اس لئے آپ بروز قیامت مقام محمود پر تشریف فرما ہوتے ہوئے ان کے لئے اعلیٰ مرتبہ کا سوال کریں گے۔ لہذا یہ حدیث ان کے دوزخی نہیں بلکہ جنتی ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ ابتدائے حدیث میں آپ نے ملیکہ کے بیٹوں کو کہا کہ میری اور تمہاری ماں دوزخی ہیں۔ تو اس کا ایک جواب سیرت حلبیہ کے حوالے سے یہ ہے۔ کہ اگر اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے۔ تو پھر آپ کا اُن دونوں نوجوانوں کو یہ کہنا اس وقت تھا۔ جب کہ آپ نے اپنی والدہ کو دوبارہ زندہ کر کے ایمان سے مشرف نہیں فرمایا تھا اور اس کی مثال بعینہ آپ کے والد گرامی کے بارے میں اسی مستدرک میں گزر چکی ہے۔ اور اگر اس حدیث کو صحیح ہی تسلیم نہ کیا جائے۔ تو

پھر قابل استدلال نہیں رہتی۔ یاد رہے کہ صاحب المستدرک علامہ الحاکم کا کسی حدیث کو تنہا صحیح کہہ دینا اُسے بالاتفاق صحیح نہیں قرار دیا جاتا۔ حوالہ ملاحظہ ہو، عبارت کا ترجمہ: (سیرت حلبیہ جلد اول باب وفات امہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دو شخصوں کو یہ فرمانا جائز ہے کہ میری اور تمہاری ماں دوزخ میں ہیں جب کہ اس روایت کو بموجب دعوٰے المستدرک صحیح مان لیا جائے یہ اس وقت کی بات ہو۔ جب آپ نے اپنی والدہ کو دوبارہ زندہ کر کے اپنے اوپر ایمان لانے کا موقع عطا نہ فرمایا ہو۔ جیسا کہ اس کی نظیر آپ کے والد ماجد کے بارے میں اس سے پہلے گزر چکی ہے۔ اور ہم نے جو یہ کہا کہ "اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کر لیا جائے" یہ اس طرف اشارہ ہے کہ علوم حدیث میں یہ بات واضح طور پر موجود ہے۔ کہ الحاکم نے المستدرک میں جس حدیث کو انفرادی طور پر اپنے حوالہ سے صحیح کہا۔ یہ صحت قابل قبول نہیں۔ کیونکہ المستدرک میں انہوں نے کافی تساہل سے کام لیا۔ اور کسی حدیث کے صحیح کہنے میں پوری احتیاط نہیں برتی۔ امام ذہبی نے اس حدیث کو ضعیف ہونا بیان کیا ہے اور یہاں تک کہ اس کے عدم صحت پر انہوں نے قسم کھائی ہے۔

○ مکمل بحث کا خلاصہ ○

المستدرک کی روایت کو لے کر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ یا والدین کریمین کا دوزخی ہونا ثابت کرنا قطعاً قابل التفات نہیں اگر روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی ملیکہ کے بیٹوں کی ماں کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کا اپنی والدہ کو دوزخی کہنا اس وقت کا واقعہ ہے۔ جب آپ نے اپنی والدہ کو زندہ کرنے کے بعد ایمان نہیں عطا فرمایا تھا۔ اور اگر روایت ہی صحیح نہ ہو۔ جیسا کہ تھذیب التھذیب میں ثابت کیا گیا ہے کہ حاکم کی تصحیح تنہا کافی نہیں ہوتی۔ اور یہ بات درست بھی ہوئی کیونکہ اسی روایت کے ایک راوی عثمان بن عمیر ضعیف، متروک، غالی فی التشیع، قائل رجعت ہوتے ہوئے۔ نا قابل حجت بھی ہے۔ اسی راوی کے ہوتے ہوئے حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا تھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ حضرات محدثین کرام کا فیصلہ درست ہے۔ کہ حاکم کی تصحیح سے ضروری نہیں کہ واقعی حدیث صحیح ہو۔ لہذا ایسی روایات سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ اور والد گرامی کے ایمان سے انکار اور ان کے دوزخی ہونے کا اقرار کسی طرح بھی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ (**نور العینین فی ایمان ابای سید الکونین** از علامہ محمد علیؒ)

اعتراض نمبر ۴:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے والدہ کے لئے استغفار کی۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا ''مشرک کے لئے استغفار نہ کرو'' **اِنَّهٗ استغفر لامّه فضرب جبرئیلُ فی صدره و قال لاتستغفر لمن مَاتَ مشركاً** (**مسالك الحنفاء**: علامہ جلال الدین سیوطیؒ مطبوعہ حیدر آباد دکن)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔ تو جبرئیل نے آپ کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا۔ اُس آدمی کے لئے آپ دعائے مغفرت نہ کریں۔ جو بحالت شرک مر گیا ہو۔

جواب نمبر ۴: علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کا جو جواب دیا وہ بعینہ نقل کیا جاتا ہے

وامّا حديث انّ جبرئيل ضرب فى صدره وقال لا تستغفر لمن مات مشركاً فان البزّاز اخرجهٔ بسندٍ فيه من لايعرف وامّا حديث نزول الاٰية فى ذالك فضعيفٌ ايضاً ۔(نور العينين فى ايمان اباى سيد الكونين از علامہ محمد علیؒ)

ترجمہ: ترجمہ بہر حال وہ حدیث کہ جس میں مذکور ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کے لئے استغفار کی۔ تو جبرئیل نے آپ کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا کسی مشرک کے لئے استغفار نہ کرو۔ تو یہ حدیث بزاز نے بیان کی ہے اور اس کی سند میں کچھ ایسے راوی ہیں جو مجہول ہیں اور اس حدیث میں موجود بات کی تائید کے لئے جو یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آیت **لاتسئل عن اصحاب الجحيم** نازل ہوئی۔ یہ بھی روایت بالکل ضعیف ہے۔

والدہ کے لئے استغفار سے منع کی ایک توجیہ اور اس کی تردید سیرت حلبیہ میں درج ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی والدہ کے لئے استغفار کی اجازت نہ دینا اس قول کے مطابق ہے۔ کہ اہل فترت وہ لوگ جنہوں نے اپنا دین تبدیل نہیں کیا۔ یا بتوں کی پوجا کی۔ وہ عذاب سے نہیں بچیں گے۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ ان قائلین کے نزدیک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ اگرچہ اہل فترت میں سے تھیں۔ لیکن انہوں نے یا تو دین ابراہیمی کو تبدیل کر دیا ہوگا۔ یا پھر وہ بت پرست

ہوں گی۔ تبھی اُن کو عذاب دیا جارہا ہے، استغفار سے منع کردینے کو اس قول پر درست سمجھنا قول ضعیف ہے

کیونکہ اس قول کا دارومدار اس بات پر ہے۔ کہ ایمان اور توحید کا وجوب ازروئے عقل ہے۔ اکثر اہل سنت وجماعت اس وجوب کے قائل نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کوئی رسول بھیج دیں تو پھر یہ دونوں باتیں واجب ہوجاتی ہیں۔اور یہ بات طے شدہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد عربوں کی طرف کوئی رسول نہیں بھیجے گئے اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی رسالت ان کے وصال کے ساتھ ہی ختم ہوگئی۔ جیسا کہ بقیہ رسولوں کی رسالت کا معاملہ ہے۔ کیونکہ کسی رسول کے وصال فرمانے کے بعد اس کی رسالت کا باقی اور ثابت رہنا نہیں ہے۔ یہ صرف اور صرف ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔ لہذا اہل سنت وجماعت کے اس عقیدہ کے پیش نظر اہل عرب وہ جو اہل فترت ہوئے اُن پر کسی قسم کا عذاب نہ ہوگا۔ جو احادیث اہل فترت کے افراد کو عذاب دینے کے بارے میں آئی ہیں۔ ان کی تاویل کی گئی ہے۔ یا وہ اسلام پر لوگوں کو آمادہ کرنے کے لئے بطور ڈانٹ بیان ہوئیں۔

نوٹ: ایک اصولی بحث ہے کہ ہر چیز کا اچھا بُرا ہونا کس پر موقوف ہے اشاعرہ کا نظریہ ہے کہ اس کا فیصلہ شریعت کرے گی یعنی ہر چیز کا حسن وقبح شرعی ہے۔ اور وہی حاکم بھی ہے۔ احناف کا یہ نظریہ ہے کہ ہر چیز کا حسن وقبح موقوف علی الشرع نہیں لیکن اس کا حاکم وہ بھی شرع کو ہی تسلیم کرتے ہیں۔ صاحب سیرت حلبیہ اول

الذکر گروہ سے متعلق ہیں۔ان کا اہل فترت کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ وہ چاہے کچھ بھی کرتے رہیں ۔ عذاب میں گرفتار نہیں کئے جائیں گے۔ کیونکہ ان کے نزدیک عذاب دینے کا دارومدار انبیائے کرام کی بعثت پر موقوف ہے۔ وہ اہل فترت کہلاتے ہی اس لئے ہیں کہ ان کے پاس کوئی پیغمبر نہ آیا۔تو پھر وہ چاہے دین ابراہیمی کو تبدیل کریں یا کوئی اور خلاف ورزی کریں ۔ان کی گرفت نہ ہوگی ۔اسی لئے سیرت حلبیہ کے حوالے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا معذب ہونا ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ اگر مذکورہ حوالہ کو بغور دیکھا جائے ۔تو معلوم ہوتا ہے ۔کہ ان حضرات کے نزدیک سرکار دو عالم ﷺ کے والدین معذب بھی نہیں ۔ اور انہوں نے اپنی زندگی میں شرک بھی نہیں کیا اشاعرہ و ماتر ودیہ کے نزدیک مشرک کے بجائے موحد ہیں ۔تو پھر ان کا جنتی ہونا تمام اہل سنت کا متفق علیہ مسئلہ ہوا اس لئے اس اصولی بحث کے پیش نظر صاحب سیرت حلبیہ نے اپنا نظریہ بیان کیا ہے۔ (نور العینین فی ایمان ابای سید الکونین از علامہ محمد علی)

○ جحیم دوزخ کا کونسا درجہ ہے ○

''لھا سبعة ابواب'' کی تفسیر میں مفسرین کرام بیان فرماتے ہیں کہ سات دوزخوں میں پہلی جہنم ،دوسری **لظی** ،تیسری **حطمة**، چوتھی **سعیر**، پانچویں **سقر**، چھٹی **جحیم** اور ساتویں **ھاویہ** ہے جب کہ کہا گیا کہ **جحیم** میں ابوجہل ہے۔

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ اور احناف پر اعتراض:...... ﴿

مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے والدین کریمین کے مسلمان ہونے کے

بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اوراس کے خلاف بھی کچھ لوگوں نے کافی ورق سیاہ کیے ہیں۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے اہل سنت کے امام حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نام اعتراض پیش کیا ہے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے والدین رسول کریم ﷺ کے عدم ایمان کی نسبت'' فقہ اکبر نامی کتاب '' کے حوالے سے پیش کی گئی ہے۔ شیعہ مولوی غلام حسین نجفی نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب'' فقہ حنفیہ '' پراعتراضات کرتے ہوئے ایک اعتراض کیا ہے (ایمان سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ۔ پانچویں فصل۔ صفحہ نمبر ۲۶)

اس اعتراض پر تفصیلی بحث سے پہلے فقہ اکبر کے جو نسخے احقر کی نظر سے گذرے اس کی تفصیل درج ہے۔

○ فقہ اکبر کے نسخوں کا فرق ○

بعض نسخوں میں **القرآن منزل علی الرسول علیه السلام** کی شرح میں **والفضل لا تفاوت بینها** کے بعد اور **وقاسم وطاهر وابراهیم کانوابنی رسول الله صلی الله علیه وسلم** سے پہلے یہ عبارت مذکور ہے **ووالد رسول الله تعالی علیه وسلم ما ماتا علی الکفر** ۔ فقہ اکبر کے جو نسخے میری نظر سے گذرے ان میں چند نسخوں میں یہ عبارت موجود ہے چند نسخوں میں عبارت موجود ہی نہیں ہے اور چند میں ایک ''ما'' کے بغیر ہے

○ والدین مصطفیٰ ﷺ اور فقہ اکبر ○

ہر مومن کا عقیدہ ہے کہ والدین مصطفیٰ ﷺ مومن تھے اور وہ مرتبہ

صحابیت پر تھے اور وہ جنتی ہیں۔

والدین مصطفیٰ ﷺ کے ایمان کا مسئلہ کوئی اجتہادی مسئلہ نہیں اور نہ اس کا تعلق کسی فروعی اعمال سے ہے جس میں کسی امام کی پیروی یا تقلید کی جائے بلکہ اس کا تعلق اصول وعقائد سے ہے جس میں ائمہ ومذاہب کا کوئی اختلاف نہیں۔

○ اعتراض والزامی جواب ○

رہی یہ بات کہ ہم حنفیوں کے امام حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتاب ''فقہ اکبر'' کے چند مصری نسخوں میں یہ عبارت ''**و والدا رسول اللہ** ﷺ **ماتا علی الکفر** '' (نعوذ باللہ) موجود ہے۔ اُن حضرات کے لئے جو اس عبارت کے ہونے پر یقینی جان کر بغض کے سبب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں ان کے لئے الزامی جواب یہ ہے۔

فقہ اکبر کے بارے میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ امام اعظم کی کتاب ہی نہیں۔ خود مشہور بن حسن نجدی (جس نے رسالہ شائع کیا ہے) لکھتے ہیں:

فی صحة نسبة الکتاب لامام ابی حنیفة رحمه الله وقفة لانه متضمن مسائل لم یکن الخوض فیها معروفاً فی عصره ولاالعصرالذی سبقه۔

اس کتاب کی امام اعظم کی طرف نسبت کرنے میں توقف ہے کیونکہ اس میں ایسے مسائل کا ذکر ہے جو ان کے دور میں معروف نہ تھے، اور نہ ان سے پہلے دور میں آگے امام ذہبی کے حوالے سے لکھا:

بلغنا عن ابی مطیع الحکم بن عبد الله البلخی صاحب الفقه الاکبر

ہمیں یہ بات ابومطیع حکم بن عبداللہ بلخی سے پہنچی ہے جو فقہ اکبر کے مصنف ہیں پھر اس پر ناصر الدین البانی کا یہ نوٹ لکھا:

فی قول المؤلف صاحب الفقه الاکبر اشارة قویة الی ان کتاب الفقه الاکبر لیس للامام ابی حنیفة علیه الرحمة خلافاً لما هو مشهور عند الحنفیة (کتب حذر منها العلماء ۲۔۲۹۲)

ذہبی کے قول میں صاحب فقہ اکبر سے قوی اشارہ مل رہا ہے کہ فقہ اکبر امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی کتاب نہیں بخلاف اس بات کے جو احناف کے ہاں مشہور ہے

یہی بات شیخ ابن تیمیہ نے لکھی ہے۔ الفقه الاکبر المشهور عند أصحاب أبی حنیفة ، الذی رووه بالاسناد عن أبی مطیع الحکم بن عبدالله البلخی ملاحظہ ہو (مجموعة الفتاویٰ : جلد۵۔ص۔۳۲ از تقی الدین احمد بن تیمیه الحرّانی المتوفی ۷۴۸ھ الطبعة الثالثة ۱۴۲۶ھ۔۲۰۰۵ م دار الوفا المنصورة)

مشہور بن حسن نجدی، امام ذہبیؒ، ناصر الدین البانی، شیخ ابن تیمیہ کے نزدیک فقہ اکبر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہی نہیں ہے۔ تو پھر انکے ماننے والوں کا اس بحث سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

○ علمائے کرام کے تین مسلک ہیں ○

پہلا مسلک یہ ہے۔ کہ شرح فقہ اکبر کے کئی نسخے جمع کر کے دیکھے گئے۔ تو

اکثر نسخوں میں عبارت بالا نہیں پائی گئی معلوم ہوا کہ قلم ناسخین (نسخہ لکھنے والوں کے قلم) سے لکھی گئی ہے۔ امام صاحب سے نہیں جیسا کہ علامہ سید مرتضی حنفی **حدیقة الصفا فی والدی المصطفیٰ** میں اور امام ابن حجر مکی ہیتمی اپنے فتاوی میں اور علامہ سید محمد البرزنجی المدنی اپنے رسالہ میں و دیگر علماء اپنے کتب میں لکھتے ہیں چنانچہ شرح فقہ اکبر کا ایک قلمی نسخہ مولوی صبغۃ اللہ صاحب المعروف بہ بدر الدولہ صاحب مرحوم کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ جس میں مذکورہ عبارت موجود نہیں ہے۔ اس نسخہ پر حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز گیسودراز قدس سرہٗ کی شرح ملحق ہے اس میں بھی یہ عبارت مذکور نہیں ہے۔ (**هداية الغبى الى الاسلام اباء النبى** ص ۵۶ تصنیف مولانا مولوی عبدالغفار شاہ صاحب معسکر بنگلوری دیوان پرنٹنگ ورکس میں باہتمام بابو دیوان سنگھ پرنٹر طبع شد)

اس کے علاوہ احقر نے موجودہ دور میں کئی نسخوں کا مشاہدہ کیا لیکن یہ عبارت نہیں پائی گئی۔

دوسرا مسلک یہ ہے کہ علامہ برزنجی نے اپنے رسالہ میں کہا کہ شرح فقہ اکبر کے اکثر نسخوں میں ''**و والدا رسول الله ﷺ ماتا علی الکفر**'' (نعوذ باللہ) پایا نہیں جاتا بالفرض پایا جائے تو احتمال ہے کہ ''**ما ماتا علی الکفر**'' ہو قلم ناسخین (نسخہ لکھنے والوں کے قلم) سے ماسہواً چھوٹ گیا ہو اس کا مطلب ہوا کہ والدین مصطفیٰ ﷺ کا انتقال کفر پر نہیں بلکہ اسلام پر ہوا۔

تیسرا مسلک یہ کہ ''**و والدا رسول الله ﷺ ماتا علی الکفر**'' عبارت کے موجود ہونے کو مانا جائے تو بھی انکے عدم اسلام کو دلالت نہیں کرتا کیونکہ

یہاں مضاف محذوف ہے یعنی 'ماتا علی زمن الکفر ''یعنی ان دونوں نے کفر کے زمانے میں انتقال پایا۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ''زمانہ فترت'' تھا۔ جیسا کہ علامہ شامی نے ردالمختار رحاشیہ درمختار میں کیا۔ زمانہ فترت سے مراد نبی ﷺ اور سابقہ نبی علیہ السلام کے درمیان کا وہ زمانہ جس میں کوئی نبی موجود نہ ہو ایسے زمانہ کو فترت کا زمانہ کہتے ہیں۔ چنانچہ جمہور شافعیہ واکثر حنفیہ کے نزدیک اس زمانہ میں زندگی گذارنے والے اہل نجات ہیں۔

اس تمہید کے بعد فقہ اکبر پر تفصیلی بحث پیش ہے تا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر کوئی غلط فہمی نہ رہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ میں جمہور اُمت کی مخالف کرتے ہوئے ایک رسالہ''**ادلة معتقد ابی حنیفة الاعظم فی ابوی الرسول**'' (والدین مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں امام اعظم کے موقف پر دلائل) لکھا جو شیخ مشہور بن حسن نجدی کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا ہمیں درج ذیل وجوہ کی بنا پر اس کی اشاعت پر افسوس اور دکھ ہے۔

○ رجوع سے پہلے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی بنیاد درست نہیں ○

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے جس بنیاد پر یہ مسئلہ اُٹھایا تھا وہ فقہ اکبر کی عبارت تھی۔ کیونکہ انہوں نے ایک مقام پر اس موضوع کی وجہ خود لکھی ہے:

قد التمس منی بعض اخوان من اعیان الاخوان ان اکتب رسالة لمسئلة ذکربها الامام اعظم المعتبر فی اخر کتابه الفقه

الاکبر الذی علیہ مدار الاعتقاد للاکثر ۔ فصرت متردداً بین القبول والنکول فاقدم رجلاً واؤخر اخری خوفاً من قیام فتنۃ اخریٰ وحصول بایۃ کبریٰ (البضاعۃ المرجاۃ لمن یطالع المرقاۃ : ۳۹)

مجھ سے میرے بعض اہم دوستوں نے کہا کہ میں اس مسئلہ پر رسالہ لکھوں جس کا ذکر امام اعظم نے اپنی کتاب فقہ اکبر کے آخر میں کیا ہے۔ اور اس کتاب پر اکثر اعتقاد کا مدار ہے، تو اس بات کے قبول وانکار میں فکرمند ہوا، کبھی لکھنے اور کبھی نہ لکھنے کے بارے میں سوچتا رہا کیونکہ مجھے فتنے اور بڑی مصیبت کے کھڑے ہونے کا ڈر تھا۔

○ خوف فتنہ کیوں ○

یہاں یہ بات بھی عیاں ہونی چاہئے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں بار بار کفر پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں:

واما الاجماع فقد اتفق السلف والخلف من الصحابۃ والتابعین و الائمۃ الاربعۃ وسائر المجتھدین علی ذلک (ادلۃ معتقد ابی حنیفۃ : ۱)

رہا معاملہ اجماع کا تو اس پر تمام سلف وخلف متفق ہیں خواہ صحابہ ہوں یا تابعین ائمہ ہوں یا دیگر مجتہدین۔

اگر اس مسئلہ پر اجماع تھا تو پھر فتنہ اور مصیبت کبریٰ کا خوف کیوں؟ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان پر اجماع تھا جس کی وجہ سے یہ خوف لاحق ہوا۔ پھر رسالہ کا خود نام بھی بتا رہا ہے کہ ان کی بنیاد فقہ اکبر کی عبارت ہی بنی تھی۔ لیکن تحقیق کے بعد باتیں سامنے آ چکی ہیں۔

○ اس نسخہ میں غلطی تھی ○

اگر تسلیم کرلیا جائے کہ یہ کتاب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی ہے جیسا کہ مشہور ہے پھر اہل علم اس پر متفق نظر آتے ہیں کہ جو نسخہ ملا علی قاری کے سامنے تھا اس میں غلطی تھی۔

۱: امام احمد طحطاوی حنفی اسی حقیقت کا آشکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وما فی الفقه من ان والدیه ﷺ ماتا علی الکفر فمدسوس علی الامام ویدل علیه ان النسخ المعتمدة لیس فیها شئی من ذلك(حاشیه الطحطاوی علی الدر المختار : ۲۔ ۸۰)

فقہ اکبر میں جو عبارت آئی ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کفر پر فوت ہوئے، یہ امام اعظم پر تہمت ہے۔ اور فقہ اکبر کے متعدد نسخے شاہد ہیں، ان میں ایسی عبارت موجود ہی نہیں۔

۲: شیخ الاسلام امام ابن حجر مکی تحقیق فرماتے ہیں:

وما نقل عن ابی حنیفة انه قال فی الفقه الاکبر انهما ماتا علی الکفر مردود بان النسخ المعتمدة من الفقه الاکبر لیس فیها شئی من ذلك (الفتاوی الفقیه)

امام ابوحنیفہ کے حوالے سے منقول ہے کہ ''فقہ اکبر'' میں انہوں نے فرمایا والدین نبی کفر پر فوت ہوئے یہ مردود و غلط ہے۔ کیونکہ فقہ اکبر کے معتمد نسخوں میں ایسی کوئی موجود نہیں۔

۳: شیخ ابراہیم بیجوری رقمطراز ہیں:

واما مانقل عن ابی حنیفة فی الفقه الاکبر من ان والدی المصطفیٰ ماتا علی الکفر فمدسوس علیه و حاشاه ان یقول ذلك وغلط ملا علی قاری غفر الله له فی کلمة شنیعة قالها (شرح جوهرة التوحید)

فقہ اکبر میں امام اعظم کے حوالے سے جو نقل کیا گیا حضور ﷺ کے والدین کفر پر فوت ہوئے یہ سراسر تحریف وتہمت ہے اللہ کی قسم: وہ ہرگز ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔ ملا علی قاری نے جو اس بارے میں کلماتِ بد کہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس پر معافی عطا فرمادے۔

۴: صاحب قاموس شارح احیاء علوم الدین امام مرتضیٰ زبیدی کے استاذ امام احمد بن مصطفیٰ حلبی اس عبارت کے بارے میں رقمطراز ہیں:

ان الناسخ لما رای تکرر مافی (ماماتا) ظن ان احداهما زائدة فحذفها فذاعت نسخته الخاطئه

کاتب نے جب ''ماماتا'' میں ما کا تکرار دیکھا تو اس نے ایک کو زائد سمجھتے ہوئے حذف کر دیا تو اس وجہ سے غلط نسخہ شائع ہو گیا۔

○ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تشکیک ○

خود ملا علی قاری بھی فقہ اکبر کے مذکورہ نسخہ کے بارے میں غیر مطمئن ہیں کیونکہ اس میں یہ عبارت بھی ہے: ورسول الله ﷺ مات علی الایمان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ایمان پر ہوا۔

اس کے تحت ملا علی قاری لکھتے ہیں:

وفی نسخة زید قوله ورسول الله صلی الله علیه وسلم مات علی الایمان ولیس هذا فی اصل شارح تصور لهذا المیدان لکونه ظاهراً فی معرض البیان ولایحتاج الی ذکره لعلوه صلی الله علیه وسلم فی هذا الشان ولعل مرام الامام علی تقدیر صحة ورود هذا الکلام انه صلی الله علیه وسلم من حیث کونه نبیاً من الانبیاء علیهم السلام وهم کلهم معصومون عن الکفر فی الابتداء(شرح فقه اکبر ۱۰۸ مطبوعه مصر) فقہ اکبر کے نسخوں میں (جو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے تھا) امام صاحب کا یہ قول بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بھی ایمان پر ہوا (**نعوذبالله من ذالك**) لیکن یہاں اسے بطور اصل لانے کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ یہ معاملہ تو اس قدر واضح تھا کہ اسے بیان کی حاجت ہی نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا مقام اس سے کہیں بلند ہے۔ اگر اس جملہ کی صحت کو مان لیا جائے تو شاید امام کا مقصود یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ابتداء سے ہی ہر کفر سے معصوم ہوتے ہیں۔

یاد رہے صحیح نسخوں میں یہ عبارت موجود نہیں اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ والا نسخہ قابل اعتماد نہ تھا۔

○ صحیح نسخوں کا مشاہدہ ○

اہل تحقیق نے محض ظن سے کام ہی نہیں لیا بلکہ مذکورہ باتوں کو ثابت کرنے

کیلئے فقہ اکبر کے اصلی نسخے تلاش کئے جس کے بعد واضح ہو گیا کہ وہ نسخہ واقعتاً قابل اعتماد نہیں

۱: امام زاہد الکوثری علیہ الرحمہ نے اس مسئلہ پر تحقیق کی اور لکھا۔

وانی بحمد لله رأيت لفظ (ماماتا) فی نسختين بدار الكتب المصريه قد يمين كما رایٰ بعض اصدقائی لفظی (ماماتا) وعلی الفطرة فی نسختين قد يمين بمكتبة شيخ الاسلام وعلی القاری بنیٰ شرحه علی نسخة الخاطئة واسأ الادب سامحه الله (مقدمة العالم والمتعلم ، ۷)

میں نے اللہ کی توفیق سے دار الكتب المصريه مین فقہ اکبر کے دو قدیم نسخے دیکھے جن میں ''ماماتا'' کے الفاظ موجود ہیں، جیسا کہ میرے بعض دوستوں نے مکتبہ شیخ الاسلام (مدینہ منورہ) میں ایسے نسخے دیکھے جن میں ''ماماتا'' اور علی الفطرة کے الفاظ موجود تھے، ملا علی قاری نے غلط نسخہ پر بنیاد رکھی اور بے اس میں ان کو تسامح ہوا بعد میں انہوں نے اصلاح فرمائی جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

۲۔ علامہ شیخ مصطفیٰ حمامی مصری رقمطراز ہیں کہ امام صاحب کی کتاب کی عبارت یوں ہے

ووالدا رسول الله ﷺ ماتا علیٰ الفطرة رسول اللہ ﷺ کے والدین فطرت پر فوت ہوئے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں: هذاالذی رأيته انا بعينی فی الفقه

الاكبر للامام ابى حنيفه بنسخة بمكتبة شيخ الاسلام بالمدينة المنورة ترجع كتابة هذا لنسخة الى عهدبعيد حتیٰ قال لى بعض العارفين هناك انها كتبت فى عهد العباسين .(الامام على القارى واثره : ١٠)

یہ الفاظ میں نے اپنی آنکھوں سے مدینہ منورہ کی شیخ الاسلام لائبریری میں امام صاحب کی کتاب فقہ اکبر کے نسخہ میں دیکھے۔جس کی کتابت بہت پرانی تھی،حتی کہ بعض ماہرین نے بتایا کہ یہ نسخہ عہد عباسی میں تیار ہوا تھا۔

۳:مكة المكرّمه کے عظیم محدث ڈاکٹر محمد علوی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی آنکھوں سے وہ نسخہ دیکھا اور اس کا بڑا تفصیل کیساتھ ذکر کیا۔ (الذخائر المحمديه :۳۲،۳۳)

۴۔جلالۃ العلم حضرت مولانا سید حبیب اللہ قادری رشید پاشاہ (علیہ الرحمہ سابق امیر جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن) اپنے مقالہ شرف نسب میں لکھتے ہیں

والدین کریمین کے کفر وانکار کا سوال ہی کیسے پیدا ہوگا جبکہ دور نبوت انہوں نے نہیں پایا اور عبدالمطلب سے پہلے وفات پاگئے،استاذ محترم علامہ مولانا ابوالوفاء صاحب افغانی (علیہ الرحمہ) فقیہ جامعہ نظامیہ (حیدرآباد دکن) کے لئے ماتا على الفكر کا جملہ بڑا ناگوار گزرا اور امام اعظم کی طرف اس عبارت کے منسوب کرنے سے انہیں بڑی تشویش ہوئی،تحقیق شروع کردی،مدینہ طیبہ کے مکتبہ شیخ الاسلام سے مراسلت کی جہاں اصل نسخہ محفوظ تھا مخطوطہ کا فوٹو منگوایا گیا (جواحیاء

المعارف النعمانیہ واقع جلال کوچہ حیدر آباد میں محفوظ ہے) اصل کتاب کا فوٹو دیکھا تو ''ماتا'' کے اوپر ایک اور ''ما'' کا اضافہ پایا جو نفی کا کلمہ ہے اب قطعی تصفیہ ہو گیا کہ دونوں کفر پر وفات نہیں پائے۔ جس کا تذکرہ سلطان مدینہ ﷺ اور تفصیلی ذکر ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ کے 9 رسائل کا مجموعہ کے مقدمہ میں حضرت مفتی محمد خان قادری لاہور نے بھی حضرت جلالۃ العلم اور حضرت افغانی علیہ الرحمہ کا تذکرہ کیا ہے۔

○ ایک خوبصورت بات ○

امام زاہد کوثری کہتے ہیں کہ بعض نسخوں میں یہ الفاظ ہیں: وابوا النبی ﷺ ماتا علی الفطرة ولفظ الفطر ة سهلة التحريف الى (الكفر) فی خط الكوفی وفی اكثرها (ما ماتا علی الكفر) كان الامام الاعظم يريد به الرد علی من يروی حديث (ابی واباك فی النار و يروی كونهما من اهل النار لان انزال المرء فی النار لايكون الابدليل يقينی (مقدمه العالم والمتعلم: ۷، مطبوعه كراچی)

حضور ﷺ کے والدین فطرت پر فوت ہوئے اور لفظ الفطرۃ کا کفر کیساتھ تبدیل ہونا خصوصاً خط کوفی میں بہت آسان ہے اکثر نسخوں میں ''ما ماتا علی الکفر'' ہی ہے جس سے امام اعظم کا مقصد ان لوگوں کا رد تھا جو یہ حدیث بیان کرتے ہیں ''ان ابی'' اور انہیں دوزخی کہتے ہیں کیونکہ کسی کو بھی دوزخی قرار دینے کیلئے دلیل یقینی کی ضرورت ہوتی ہے۔

○ اگر الفاظ یہی ہوں ○

اگر یہ تسلیم کرلیں کہ نسخہ صحیح ہے اور اس کے الفاظ بھی یہی ہیں تو متعدد اہل علم نے اس کی جو خوبصورت توجیہ کی ہے اسے تسلیم کرلینا چاہئے۔ وہ یہ ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کا وصال، زمانہ کفر میں ہوا، یہ نہیں کہ وہ حالت کفر میں فوت ہوئے۔ (نعوذ باللہ منہ)

ا: امام ابن حجر مکی فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ اگر ان الفاظ کو تسلیم کرلیا جائے تو:

فمعناه انهما ماتا فی زمن الكفر وهذا لايقتضی اتصافهما به (الفتاویٰ لابن حجر)

تو معنی یہ ہوگا کہ وہ دونوں زمانہ کفر میں فوت ہوئے اور اس سے ان کا کافر ہونا کہاں لازم آتا ہے؟

۲: امام سید محمد بن رسول برزنجی مدنی (المتوفی: ۱۱۰۳) اس بارے میں لکھتے ہیں:

فليس فی هذا القول تصريح بذلك لان قوله " ماتا علیٰ الكفر " المراد بالكفر الفترة فقد تقدم ان الكفر يطلق على الفطرة مجازاً فهو على وزن قوله تعالیٰ على فترة من الرسل ای ماتاعلى فترة من الرسل ای ماتاعلى الفترة وهذا قول صحيح

اس قول میں انکے کفر پر تصریح نہیں ہے کیونکہ ''ماتا على الكفر'' میں کفر سے مراد فترت پر ہے، کہ مجازی طور پر کفر کا اطلاق فترت پر ہوتا ہے باری تعالیٰ کا فرمان ''على فترة من الرسل'' تو اب معنی ہوگا وہ دونوں زمانہ فترت میں

فوت ہوئے اور یہ قول صحیح ہے۔

۳۔مولانا نجم الغنی رام پوری لکھتے ہیں اگر امام کے قول میں ''ماتا کافرین ''تو گنجائش تعجب تھی''ماتا علی الکفر ''واقع ہوا ہے اور اس میں بڑا فرق ہے (تعلیم الایمان شرح فقه اکبر ''۴۵۸)

۴: مجدد امت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس عبارت کی یہی توجیہہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: باعتبار اس مسلک (کہ وہ فترت پر فوت ہوئے) کے فقہ اکبر کی عبارت بھی صحیح ہوسکتی ہے کیونکہ اس میں ''ماتا علی الکفر ''موجود ہے۔ان کی تعذیب کے بارے میں کچھ مذکور نہیں ۔اب صاف ظاہر ہوگیا کہ وہ ناجی ہوں گے۔اگر دوسرا مسلک لیا جائے کہ وہ زندہ ہو کر ایمان لائے تو پھر یہ عبارت اس کے منافی نہیں ، اگر تیسرا مسلک لیا جائے کہ وہ ملت ابراہیمی (ایمان اجمالی) پر تھے تو فقہ اکبر کی عبارت اس کے منافی نہیں کیونکہ فقہ اکبر میں امام اعظم نے عدمِ ایمان تفصیلی کو کفر سے تعبیر کیا ہے۔'' (تلخیص از فتاویٰ عزیزی: ا ۲۹۵۔)

○ رسالہ کی تصنیف کے بعد ○

جب ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی تکفیر میں رسالہ لکھا اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض رسائل کا رد کیے اور رات کو اس نیت سے سو گئے کہ صبح اسے مشتہر کرونگا۔تو صبح اُٹھتے ہی سیڑھیوں سے پاؤں پھسلا اور ان کا پیر ٹوٹ گیا اور اسی شب شیخ شہاب الدین ابن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ

علیہ نے خواب میں دیکھا کہ ملا علی قاری کعبہ کی چھت پر چڑھ کر گر پڑے ہیں۔ علامہ نے اس کی تعبیر یوں لی کہ قاری صاحب کو یہ رنج وتکلیف والدین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی وجہ سے پہنچی افسوس ہے کہ قاری صاحب باوجود اس تنبیہ کے باز نہ آئے اور جرأت کر کے رسالہ علامہ ابن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا ابن حجر مکی نے اس کے رد میں ایک لمبا چوڑا رسالہ لکھا اور قاری صاحب (نے توبہ کی جس کی تفصیل نیچے ہے لیکن) اسی بیماری میں انتقال کر گئے (ھدایة الغبی الی الاسلام آباء النبی ۴۵۸۔۴۵۹ تصنیف مولانا مولوی عبدالغفار شاہ صاحب معسکر بنگلوری دیوان پرینٹنگ ورکس میں باہتمام بابو دیوان سنگھ پرنٹر طبع شد)

○ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ ورجوع ○

ان تمام جوابات کے علاوہ یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقف سے توبہ کر لی تھی۔ محشی نبراس علامہ برخوردار رقمطراز ہیں:

فقد اخطأ و زل لا یلیق ذٰلك له فقال توبته من ذٰلك فی القول المستحسن (حاشیه النبراس:۵۲۶)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلہ میں غلطی ہوئی اور وہ پسل گئے لیکن '' **القول المستحسن** '' میں موجود ہے کہ انہوں نے اس مسئلہ میں رجوع کر لیا تھا یعنی توبہ کر لی تھی۔

○ شرح شفاء سے تائید ○

اس بات کی تائید خود ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ان کی کتاب ''شرح الشفاء'' کے

بعض نسخوں سے بھی ہوتی ہے۔اسکے دونوں مقامات ملاحظہ کر لیجئے:

الشیخ مصطفیٰ الحمامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شرح شفاء میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو گفتگو کی ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا تھا شرح شفاء کے وہ دو مقامات یہ ہیں۔

پہلا مقام: ایک مقام پر قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کیا کہ ''ذی المجاز'' کے مقام پر سواری کی حالت میں ابوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے سخت پیاس محسوس ہو رہی ہے مگر پانی نہیں۔اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری سے اُتر کر زمین پر پاؤں مارا وہاں سے پانی نکل آیا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا! یہ پانی پی لو۔اس کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **ابـويـه فـفيـه اقوال والاصح اسلامهما علىٰ مااتفق الاجلة من الامة (شرح شفاء: ١.١٠٢)**

مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں مختلف اقوال ہیں مختار یہی ہے کہ وہ مسلمان تھے اُمت کے اکابر کا اس پر اتفاق ہے۔

دوسرا مقام: دوسرے مقام پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اما ما ذكروا من احيائه عليه الصلوة والسلام ابويه فالاصح وقع علىٰ ما عليه الجمهور الثقات كما قال السيوطى فى رسآئله (شرح الشفاء: ١ ـ ٦٤٨)

علماء نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کا زندہ ہوکر اسلام قبول کرنا بیان کیا ہے۔ یہی مختار ہے۔ جمہور علماء اُمت کی یہی رائے ہے امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اس موضوع پر متعدد رسائل تصنیف کئے ہیں

یاد رہے کہ ''شرح شفاء'' ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تصانیف میں سے ہے۔ یہ نسخہ ''شرح شفاء'' استنبول ۱۳۱۶ھ کا مطبوعہ فقیر کے پاس موجود ہے۔

ہم اپنی بات مولانا عبدالحی لکھنوی کے اس جملہ پر ختم کر رہے ہیں:

الحذر الحذر من التكلم بما يؤذي روح المصطفى ﷺ (ظفر الاماني : ٤٥٨)

ایسی گفتگو سے ہمیشہ بچو جو روح مصطفیٰ ﷺ کی اذیت کا سبب بن رہی ہو۔

○ عرب کے معاشرے میں دور فترت ○

فترت : دو پیغمبروں کے درمیان کا وقفہ۔خلا (جامع فیروز اللغات اردو نیا ایڈیشن صفحہ ۹۲۴ ۔ از الحاج مولوی فیروز الدین ۲۰۱۱ء کا ایڈیشن آصف بک ڈپو دہلی)

جس زمانے میں کوئی نبی موجود نہ ہو اس زمانے کو یا اس دور کو ۔ دور فترت ۔ کہتے ہیں اس دور کے لوگوں کا شریعت کے دائرہ میں یہ حکم ہے کہ اگر اس میں کوئی شخص کفر و شرک، بت پرستی اور خلاف توحید، عقائد و اعمال سے مجتنب رہے تو وہ ناجی اور عنداللہ مقبول ہوتا ہے ایک دین کے تفصیلی احکام پر عمل پیرا ہونا ان کے لئے لازم نہیں کیونکہ اس وقت نبی موجود نہیں ہوتا جو انہیں احکام بتائے تفصیلات سے آگاہ کرے اور اپنا اسوۂ حسنہ پیش کر کے انہیں اپنی پیروی کی تلقین کرے۔ اس لئے

ایسے لوگوں کا توحید باریٔ تعالیٰ کا قائل ہونا ہی کافی ہوتا ہے وہ اللہ کی وحدانیت پر ایمان لے آئیں، تلاش حق میں کوشاں رہیں، اور جو کام اچھا سمجھیں کرتے رہیں، یہی کچھ ان کے لئے سامانِ نجات ہوجاتا ہے۔

یہ ایک غلط اور گمراہ کن تصور ہے کہ جو بھی دورفترت یا دور جاہلیت میں ہو وہ کافر ہوتا ہے۔ دور جاہلیت میں چند ایسے افراد بھی تھے جو سچے دین کی تلاش میں تھے اور بت پرست قوم میں رہتے ہوئے بھی جاہلانہ اور مشرکانہ رسوم ورواج سے کلی طور پر مجتنب تھے بلکہ لوگوں کو توحید کے منافی عقائد واعمال سے روکتے بھی تھے کہ وہ ان مکروہ خرافات سے باز آجائیں، اس سلسلے میں، ورقہ بن نوفل۔ زید بن عمرو نوفل اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام قابل ذکر ہیں جو جاہلی حرکات سے بیزار اور مشرکانہ رسوم کے خلاف ننگی تلوار تھے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی اسی دور کے مسلمان ہیں جو طبعی طور پر بت پرستی سے نفور تھے اور جاہلی عادات واطوار کو پسند نہیں کرتے تھے وہ تاریک ترین حالات میں بھی خیر وصداقت اور صراطِ مستقیم کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ انہوں نے اس راہ میں ناقابل تصور تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں مگر انہوں نے حالت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، جاہلی رسوم واطوار کے سامنے ہتھیار نہ ڈالے اور سچائی کی تلاش میں مسلسل سرگرم عمل رہے جب تک کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے اس لئے یہ کہنا کہ دور جاہلیت کا ہر فرد کافر اور جہنمی تھا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

زینی دحلان نے السیرۃ النبویہ میں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کا

قول نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ ولا یظن بکل من کان فی الجاهلیة انه کافر علی العموم فقد تحنف فیها جماعة یعنی یہ گمان نہ کیا جائے کہ دور جاہلیت کا ہر آدمی کافر تھا کیونکہ اس میں کچھ لوگ راہ حق پر بھی تھے۔

○ دور فترت میں تین قسم کے لوگ آباد تھے ○

اہل فترت کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ توحید پر قائم رہنے والے

۲۔ شرک میں مبتلا ہونے والے

۳۔ جن لوگوں تک دعوت حق نہیں پہنچی۔

(۱) وہ لوگ جو توحید پر قائم تھے اللہ تعالیٰ کو ایک مانتے تھے، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراتے تھے۔ جناب ورقہ بن نوفل، قس بن ساعدہ، اور زید بن عمرو بن نفیل جو کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے والدہ گرامی جیسے لوگ تھے۔

(۲) وہ لوگ بھی آباد تھے جو شریعت حقہ جس کے نشانات قائم ہوتے تھے، اس میں داخل ہو گئے جیسے تبع اور ان کی قوم۔

(۳) بعض ایسے لوگ بھی تھے جو شریعت میں داخل نہیں ہوئے۔ بلکہ توحید کی طلب اور اللہ کی بندگی کرتے رہے اور نبی علیہ السلام کے ظہور کا انتظار کرتے رہے۔ ان میں قس بن ساعدہ ایادی کا نام عیاں ہے جنہوں نے اہل جاہلیت میں بعثت انبیاء پر ایمان لائے تین سو اسی (۳۸۰) سال تک زندہ رہے بہت سے اہل قلم نے لکھا ہے کہ چھ سو سال زندہ رہے۔ خطیب، دانا، عقلمند اور صاحب علم وفضل

تھے۔

قبل از اسلام عرب میں مقیم دوسرے وہ جو شرک میں مبتلا تھے، بتوں کی پوجا کے ساتھ ساتھ ان کے کئی خدا تھے۔ انہوں نے اصل دین تبدیل کر دیا، شرک اختیار کیا اور توحید کا انکار کر دیا اور اپنے لئے کفر، شرک اور معصیت کی راہ متعین کر لی، حرام کو حلال بھی کرتے رہے جیسے عمرو بن لحی بن قمعہ بن الیاس بن مضر یہ پہلا شخص ہے جس نے عرب میں بت پرستی شروع کی۔ عمرو بن لحی نے قوم عمالقہ جو کہ بت پرست قوم تھی ملک شام میں بستی تھی اس قوم کے پاس سے ایک بت مانگ کر لایا اور کعبہ میں نصب کیا اس بت کا نام ہبل تھا۔ (فتح الباری۔ ابن حجر عسقلانی جلد اول)

عرب میں تیسری قسم کے وہ لوگ تھے جن تک حق کی دعوت پہنچی ہی نہیں۔ اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جن تک دعوت حق پہنچی ہی نہیں، انہیں میں مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے والد محترم بھی شامل ہیں کیونکہ ان کا دور متاخر تھا۔ تینوں اقسام کی تفصیل اوپر بتائی گئی ہے۔

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ لہذا ان کے پیروکاروں نے بطور خاص بنی اسرائیل کو ہی تبلیغ کی۔ اور جزیرہ عرب میں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد کم وبیش تین ہزار سال تک کوئی نبی مبعوث ہی نہیں ہوا تھا۔ لہذا ہدایت یافتہ اور دین حنیف پر عمل پیرا لوگ بہت کم تھے۔ انہیں ہدایت یافتہ لوگوں میں حضور ﷺ کے آباء واجداد تھے جو کہ دین حنیف پر عمل پیرا تھے۔

یہ حقیقت ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں میں سے کچھ لوگ حضرت ابراہیم

علیہ السلام کے دین یعنی دین حنیف پر تھے اور انہوں نے شرک کو روک کر رکھا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں بتوں کی عبادت ترک کرنے والوں میں ابوبکر صدیق، زید بن عمرو بن نوفل، عبداللہ بن جحش، عثمان بن الحویرث، ورقہ بن نوفل۔ رباب بن البراء، اسعد بن حمیری، قیس بن ساعدہ ایادی، ابوقیس بن صرمہ۔

﴿...... ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسالک:.......﴾

والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کے بارے میں علماء کے کئی مسالک و آراء ہیں۔جن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

○ والدین کریمین کو کسی کی دعوت نہیں پہنچی ○

والدین کریمین کو کسی کی دعوت نہیں پہنچی کیونکہ سابقہ انبیاء اور اُن میں بُعد زمانی تھا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو سال کا عرصہ ہے۔ پھر دونوں کی عمریں بہت کم تھیں۔ایک روایت کے مطابق حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اٹھارہ سال کی عمر میں وفات پا گئے اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بیس سال کی عمر میں وفات پا گئیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے درمیان تین ہزار سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔لہذا جس کو دعوت نہیں پہنچی وہ ناجی ہے اور امتحان سے قبل عذاب نہیں ہوگا اس بات کی دلیل یہ آیت مبارکہ ہے۔

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ۔اور ہم عذاب دینے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیجیں، علماء نے ،ناجی، اور دین فطرت پر، مسلم کے الفاظ ایسے ہی لوگوں کے لئے استعمال کئے ہیں۔

○ والدین مصطفیٰ ﷺ سے شرک وکفر ثابت نہیں ○

والدین مصطفیٰ ﷺ سے شرک وکفر ثابت نہیں بلکہ وہ دونوں دین حنیف پر تھے جو ان کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا۔ جس طرح قس بن ساعدہ ایادی اور زید بن عمرو بن نفیل اور اس طرح کے دیگر لوگ عہد جاہلیت میں بھی دین فطرت پر تھے۔

○ والدین کریمین کا زندہ ہونا اور دوبارہ ایمان لانا ○

والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ زندہ کئے گئے اور وہ دونوں آپ ﷺ پر دوبارہ ایمان لائے تاکہ مرتبہ صحابیت حاصل ہو۔ اس مسلک کو ائمہ وحفاظ حدیث کی بڑی تعداد نے اختیار کیا ہے۔ جن کی فہرست کتاب کے آخر میں درج ہے ملاحظہ ہو۔

اسی لئے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ عنھما کے جنتی اور ناجی ہیں ہرگز ہرگز آگ میں نہیں ہیں اور نہ جائیں گئے۔

ان تینوں مسالک کے دلائل و براہن کے لئے اس کتاب کے شروع صفحات پر علمائے اسلام کی تصانیف کی فہرست دی گئی ہے۔ ان کتابوں سے خاص طور پر فائدہ حاصل کریں۔

○ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا نہ دو ○

علماء نے کہاہے: "لا یجوز لأحد ان یذکرذلك " کسی کے لئے

جائز نہیں کہ ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ کو موضوع بحث بنائے۔

امام سہیلی نے ''الروض الأنف'' میں مسلم کی حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا ہے:''وليس لنا أن نقول نحن هذا فى أ بويه ﷺ ''(ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم یہ بات والدین مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں کہیں) کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:'' لا تؤ ذوا الأحياء بسب الأموات ' مردوں کو گالیاں دے کر زندوں کو تکلیف نہ دو۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِوَاَعَدَّلَهُمْ عَذَاباً مُّهِيْناً(.سورۂ احزاب . آیت: ٥٧)

(ترجمہ) بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔(سورہ احزاب ،آیت:۵۷)

ابوالولید الباجی المالکی نے اس ضمن میں فرمایا ''انه لا يجوز أن يؤذى النبى ﷺ بفعل مباح ولا غيره '' بے شک جائز نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کسی مباح فعل میں ایذا دی جائے۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''انما فاطمة بضعة منى وانى لا احرم ما احل الله ولا لكن لا ، والله ، لا تجتمع ابنته رسول الله ﷺ وابنته عدو الله عندرجلا ابدا''

(أرشيف ملتقى اهل الحديث ۔الجزء ۸۔ باب۔ ان فاطمة منى وانا اتخوف)

(ترجمہ) بلاشبہ فاطمہ میری لخت جگر ہے اور میں اسے حرام نہیں کرتا جسے اللہ نے حلال کیا ہے لیکن بخدا! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں ایسی گفتگو کی گئی ہے جس سے بچنا لازم ہے۔ کیونکہ یہ کلام بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تکلیف کا باعث بنتا ہے اور آپ کو اذیت دینا عظیم گناہ ہے

محدث ابن ابی الدنیا اور ابن عساکرؒ نے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ ابولہب کی بیٹی درۃ ایک آدمی کے پاس سے گزری اس آدمی نے ان کو دیکھ کر کہا۔ یہ لڑکی اللہ کے دشمن ابولہب کی بیٹی ہے بس حضرت درۃ رضی اللہ عنہا نے اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہا ''اے شخص بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے باپ کا ذکر رشتہ داری اور ان کے شرف نسب کے لحاظ سے کیا ہے۔ جب کہ تیرے باپ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اُن کی جہالت کی وجہ سے نہیں کیا''۔ پھر حضرت درۃؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کی شکایت کی آپ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا: لا يؤذين مسلم بكافر ۔ (الحلم لابى الدنيا۔ الجزء ۱۔ باب : الناس معادن) ترجمہ: کسی مسلم کو کافر کی وجہ سے طعنہ دیکر تکلیف نہ دو۔

ابولہب کی بیٹی درہ جب مہاجر ہو کر مدینہ پاک آئی تو عورتوں نے انہیں کہا۔انت درة بنت ابى لهب الذى يقول الله تبت يدا ابى لهب.

ایھا الناس مالی اوذی نی اھلی فواللّٰہ ان شفاعتی تنال قرابتی حتی ان صداء وحکم وحاء وسلھب لتنالھا یوم القیامۃ "الدیلمی". (کنزالعمال۔الجزء ۱۳۔ باب: فضائل أهل البيت مجملا۔۳۷۶۳۰)

تو ابولہب کی بیٹی درہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا ہے کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوجائیں۔حضرت درہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے اس بارے میں شکایت کی۔حضور اکرم ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: اے لوگوں میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم میرے خاندان کے حوالے سے مجھے تکلیف دو۔ اللہ کی قسم میری شفاعت میرے قریبی رشتہ داروں کو پہنچے گی۔ یہاں تک کہ میرے حکم۔حاءصدا (قبائل کے نام) اوران کے پیچھے آنے والوں کو بھی قیامت کے دن میری قرابت کی وجہ سے میری شفاعت حاصل ہوگی۔

اس نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ تم کافروں کا اس طرح ذکر نہ کرو جس سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچے اور انہیں دُکھ اور الم کا سامنا کرنا پڑے۔مسلمان کی ہمیشہ عزت کرنی چاہئے۔ یہاں تک کہ اگر کسی مسلمان کے قریبی رشتہ دار کافر ہوں تو اُن کے حوالے سے اِس سے ایسی گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔ جس سے اُس مسلمان کو تکلیف پہنچے اور اس کے غصے کا باعث بنے۔

جب عام مسلمانوں کا یہ حال ہے تو سرکار دوعالم ﷺ کے بارے میں گفتگو کرنے میں تو بدرجۂ اولیٰ رعایت کرنی چاہیئے کہ کوئی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکل

جائے جو ناراضگی کا سبب بنے۔ اسلامی تقاضا اور ادب یہ ہے کہ آپ کے خاندان کے وہ افراد جو حالت کفر پر فوت ہوئے۔ ان کا بھی اس طرح ذکر نہ کیا جائے جو سرکار دوعالم ﷺ کی بارگاہ کی اذیت کا سبب ہو تو آپ کے والدین کے بارے میں کیسے روا ہوسکتا ہے!

اس موضوع پر یہ حدیث نص کا درجہ رکھتی ہے کہ آپ نے لوگوں کو ابولہب کے حوالے سے تذکرے کا رد کرتے ہوئے فرمایا تم میرے خاندان کے حوالے سے مجھے تکلیف نہ دو۔ جب حضور اکرم ﷺ نے ابولہب کے حوالے پر ناراضگی فرمائی۔ حالانکہ وہ قطعی طور پر کافر ہی مرا۔ تو اُس شخص پر سرکار دوعالم ﷺ کتنے ناراض ہوں گے جو آپ کے والدین کریمین کے بارے میں ایسی گفتگو کرتا ہے جو کہ فطرت پر فوت ہوئے جس کے بارے میں ابھی گفتگو آئے گی۔

لازمی بات ہے آپ اس شخص پر زیادہ ناراض ہوں گے جو آپ کے والدین کریمین کی بارگاہ میں اہانت یا اس طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کے والدین وہ مبارک ہستیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے عزت سے نوازا۔ اور ان کے پاک وجود سے کائنات کے سردار اور پاک ہستی کو پیدا فرمایا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ وہ شخص جو آپ کے والدین کی اہانت کرتا ہے۔ وہ خود اپنے آپ کو لعنت کا مستحق اور اللہ کی رحمت سے دور کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَھُمْ عَذَاباً مُّھِیْناً (سورۂ احزاب۔ آیت: ٥٧)

(ترجمہ) بیشک جوایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کوان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کررکھا ہے۔(سورہ احزاب ،آیت:۵۷)

○ قابل غور بات ○

ابولہب اور ابوجہل کا جہنمی ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے ان کو بُرا بھلا کہنے سے جب ان کے ورثاء کو ذہنی کوفت ہوئی تو انہوں نے سرکار دوعالم ﷺ سے شکایت کی۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو منع فرمادیا کہ ان کے مرے ہوئے رشتہ داروں کو برا بھلا نہ کہا جائے تا کہ تمہارے ان ساتھیوں کو اذیت نہ پہنچے۔ حالانکہ ان دونوں کے لئے کوئی ضعیف سے ضعیف حدیث و روایت ہرگز نہیں ملے گی کہ یہ قابل مغفرت ہیں، اور ابدی دوزخی نہیں ہیں۔ اور نہ ہی ان کے ورثاء کی اذیت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہیں لعنت آئی۔ اور ادھر سرکار دوعالم ﷺ کو تکلیف پہنچانے والوں کے لئے نص قرآنی میں لعنت موجود ہے۔

لہذا جو شخص رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کو دوزخی یا مشرک کہتا ہے وہ دراصل رسول اللہ ﷺ کو اذیت دے رہا ہے اور رسول اکرم ﷺ کو اذیت دینے والے پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے۔ اس لئے کہ وہ شخص اپنی آخرت برباد کرنے کے درپے ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب امتیوں کے اعمال روزانہ سرکار دو عالم ﷺ کے حضور پیش ہوتے ہیں تو ان میں اگر کسی امتی کا یہ قول بھی آپ کے سامنے

آئے کہ اس نے آپ ﷺ کے والدین کریمین کو کافر و جہنمی لکھا یا کہا ہے۔ تو اسے دیکھ کر حضور ختمی مرتبت ﷺ کو کتنا رنج ہوتا ہوگا۔ اور آپ ﷺ ایسے شخص سے کس قدر ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوں گے۔ حضور ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نظریہ سے رجوع کیا اور توبہ کی۔ اور قول مستحسن میں اس نظریئے کی ان کی توبہ کرنا منقول ہے۔

حضرت علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ علمائے احناف میں سے ایک بہت بڑے عالم، مصنف اور شارح ہوئے ہیں ان کی تصانیف وشروحات میں سرکار دو عالم ﷺ سے بے پناہ محبت وعقیدت ٹپکتی ہے۔ لیکن چند احادیث و اقوال کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے انہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں اپنا نظریہ درست نہیں رکھا۔

اور اس موقف پر خود ان کے استاذ محترم ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی ناراض تھے خود رسول کریم ﷺ بھی ناراض تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں مزید محرومیوں سے بچایا۔ اور آخرت کی بربادی بھی منظور نہ تھی۔ بالآخر انہیں اس عقیدہ سے توبہ کی توفیق ملی۔ کاش کہ ان کی توبہ بھی اسی طرح عام ہوتی جس طرح ان کا رسول کریم ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں نظریہ ان کی تصنیفات میں عام ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر کوئی اس عقیدہ پر قائم ودائم ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے والدین جنتی ہیں۔

○ عبرتِ قاہرہ ○

سید احمد مصری حواشیِ دُر میں نقل کرتے ہیں کہ ایک عالم رات بھر مسئلہ ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں متفکر رہے تا کہ مختلف اقوال میں تطبیق ہو۔ اسی فکر میں چراغ پر جُھک گئے اور اُن کا بدن کچھ جل گیا۔ صبح ایک فوجی آیا کہ میرے یہاں آپ کی دعوت ہے۔ راستہ میں ایک ترکاری بیچنے والے ملے جو اپنی دوکان کے سامنے ترازو لئے بیٹھے تھے۔ انہوں نے اُٹھ کر اس عالم صاحب کے گھوڑے کی رسّی پکڑی اور یہ اشعار پڑھے:

أمنت انّ ابا النبی و اُمّہٗ احیاھما الحیّ القدیر الباری

حتی لقدشھد الہ برسالۃٍ صدقٍ فتلك کرامۃ المختار

وبہ الحدیث ومن یقول بضعفہ فھوا لضعیف عن الحقیقۃ عاری

ترجمہ: یعنی میں ایمان لایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کو اُس زندۂ ابدی قادرِ مطلق خالقِ عالم جل جلالہ نے زندہ کیا یہاں تک کہ ان دونوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کی گواہی دی، اے شخص اس کی تصدیق کر کہ یہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز کے واسطے ہے اور اس باب میں حدیث وارد ہوئی، جو اسے ضعیف بتائے وہ خود اپنے آپ ضعیف اور علم حقیقت سے خالی ہے"

یہ اشعار سُنا کر اُس عالم سے فرمایا: اے شیخ! ان اشعار کو لے اور رات کو نہ جاگ اور نہ اپنی جان کو فکر میں ڈال کہ تجھے چراغ جلا دے۔ ہاں تو جہاں جا رہا ہے وہاں نہ جا کہ اُس کھانے میں لقمہ حرام آئے گا۔ اُس ترکاری فروش کے اِس فرمان

پر وہ عالم بیخود ہو کر رہ گئے۔ پھر اُنہیں تلاش کیا پتہ نہ پایا اور دکانداروں سے پوچھا۔ کسی نے نہیں پہچانا، سب بازار والے بولے: یہاں تو کوئی شخص نہیں بیٹھتا۔ وہ عالم اِس ربّانی ہادیٔ غیب کی ہدایت سُن کر مکان کو واپس آئے۔ اور فوجی کے یہاں تشریف نہ لے گئے۔

اس حکایت کے بعد حضرت شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔اے شخص! یہ عالم کے علم کی برکت سے اور نظر عنایت سے غیب کے ذریعہ کسی ولی کو روانہ فرما کر ہدایت فرمادی۔خوف کر کہ تو اس مشکل میں پڑ کر معاذ اللہ کہیں مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں باعثِ تکلیف نہ ہو جس کا نتیجہ معاذ اللہ جہنم کی بڑی آگ دیکھنا ہو۔اللہ عزوجل ظاہر و باطن میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت سچّا ادب عطا فرمائے اور اسباب ناراضگی و حجاب وعتاب سے بچائے آمین۔(**شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام۔** تصنیف اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان)

○ایک اہم فتویٰ○

آخر میں قاضی ابوبکر ابن عربی علیہ الرحمہ جو مسلک مالکیہ کے جلیل القدر ائمہ سے ہیں اور جن کی تفسیر احکام القرآن انکے علم وفضل کی بڑی دلیل ہے ان کے ایک فتویٰ تحریر کرتا ہوں اس بحث کو حضرت پیر کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ نے ضیاء النبی جلد دوم میں ان ہی کلمات پر ختم فرمایا ہے۔

قاضی ابوبکر ابن عربی سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ آپ کا اس شخص کے بارے

میں کیا خیال ہے۔ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد کے بارے میں
یہ کہتا ہے۔ کہ وہ فی النار ہیں۔ آپ نے جواب دیا جو شخص یہ کہتا ہے وہ ملعون ہے۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وہ لوگ جو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو
لعنت بھیجتا ہے ان پر اللہ تعالیٰ دنیا میں اور آخرت میں پھر کہا اس سے بڑی اذیت کیا
ہے کہ حضور کے والدین کے بارے میں یہ کہا جائے۔ (ضیاء النبی ﷺ جلد دوم۔ ص:
۹۱۔ از علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری۔ ایڈیشن۔ بار چہارم۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ غَضَبِه وَغَضَبِ حَبِيْبِه
وَزَيْغِ الْقُلُوْبِ عَنِ الْحَقِّ وَ حِرْمَانِ الْعُقُوْلِ عَنْ فَهْمِ الْحَقِيْقَةِ آمین
بجاه طه و یسین ﷺ

○ والدین مصطفیٰ ﷺ کی پاکی قرآن وحدیث کی روشنی میں ○

والدین سیدنا مصطفیٰ ﷺ پاک وصاف طیب وطاہر تھے ان کے بارے
میں کسی بھی حوالے سے شرک یا کفر میں ملوث ہونے کا تو ادنیٰ سا اشارہ بھی کہیں نہیں
آیا بلکہ اس برعکس ایسی مستند تاریخی نصوص ہیں جن سے ان کے موحد ہونے اور ہر قسم
کی آلائشوں سے بری ہونے کے ثبوت ملتے ہیں۔

آقائے دوجہاں ﷺ کا یہ فرمانا کہ حضرت آدم علیہ السلام وحضرت حوا
علیہ السلام سے لے کر نیچے تک اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل ہوتا رہا،
اس ارشاد نبوی سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے والدین کریمین مؤمن اور ناجی ہیں
کیونکہ مشرک وکافر طاہر نہیں ہوتے بلکہ از روئے قران نجس وناپاک ہوتے ہیں اس

لئے میں ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول حقیقت کی ترجمانی کرتا ہے:

ان الاحادیث مصرحة فی اکثره معنی فی کله ، أن آباء النبی ﷺ غیر الانبیاء و امهاته الی آدم وحوا لیس فیهم کافر لأن الکافر لا یقال فی حقه أنه مختار ولا کریم ولاطاهر بل نجس ۔(ا۔فتح الباری،ابن حجر عسقلانی ۲۷۶/۳)

یعنی اس سلسلے میں وارد ہونے والی احادیث میں سے اکثر لفظی طور پر تصریح کرتی ہیں اور معنوی طور پر تو سب کی سب واضح ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ایسے آباء جو نبی نہیں تھے اور تمام امہات آدم وحوا تک میں سے کوئی بھی کافر نہ تھا کیونکہ کافر کے حق میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مختار، کریم یا طاہر ہے بلکہ کافر تو نجس اور ناپاک ہوتا ہے۔"

سورۃ الشعراء کی آیت کریمہ **وتقلبك فی السٰجدین** (سورۂ شعراء :۲۱۹) بھی اس بات میں اشارۃ النص کی حیثیت رکھتی ہے کہ نور نبوی ساجدین و ساجدات سے ساجدین و ساجدات کو منتقل ہوتا رہا، یہ آیت اگر چہ اشارہ النص کی حیثیت رکھتی ہے تاہم اس سلسلے میں وارد ہونے والی اخبار آحاد سے زیادہ معتبر، زیادہ محکم اور ان سب سے افضل ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اس بات پر فخر کرنا کہ **انا ابن الذبیحین** "میں تو اللہ کی راہ میں دو ذبح ہونے والوں حضرت اسماعیل علیہ السلام و حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا فرزند ہوں" (۳۔جامع ترمذی حدیث نمبر ۸۶۵)۔

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کا فدیہ ایک دنبہ تھا جب کہ حضرت عبداللہ بن

عبدالمطلب کا فدیہ سو اونٹ تھے، حضرت عبداللہ اور حضرت اسماعیل کے برابر مذکور ہونا اور دونوں پر حضور ﷺ کا یکساں فخر کرنا حضرت عبداللہ کی عظمت، طہارت، اور تقدیس پر دلالت کرتا ہے۔ آپ کا یہ ارشاد بھی اس باب میں ایک نص کی حیثیت رکھتا ہے کہ ''میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا ہوں، سیدنا مسیح ابن مریم علیہما السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ ماجدہ کے اس خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے میرے متعلق دیکھا تھا (۴۔ **سبل الھدی والرشاد ۲۸۸/۱**)۔ اور انبیائے کرام کی مائیں تو اسی طرح کے نیک خواب دیکھا کرتی ہیں، یہاں پر سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کا پاکیزہ خواب بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کے برابر ذکر ہوا ہے، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا مؤمنہ کا خواب وہی تھا جس کا ایک منظر ان دعاؤں، نیک تمناؤں اور پیشین گوئیوں کی شکل میں ابواء کے مقام پر سامنے آیا جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر رہی تھیں اور جس کا اعادہ عمرۃ الحدیبیہ کے موقع پر اس آہ و بکا کی شکل میں ہوا جس میں آپ ﷺ کے ساتھ تمام صحابہ کرام بھی شریک تھے۔ (ایمان سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہٗ پانچویں فصل۔ صفحہ نمبر ۲۶۱ ۔ تحقیق کار۔ ضیاء المصطفیٰ محسن)

○ والدین مصطفیٰ ﷺ کو جہنمی کہنے والوں کی تردید ○

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا ہ (سورۂ بنی اسرائیل۔ آیت: ۱۵)

(ترجمہ) اور ہم عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم نہ بھیجیں کسی رسول کو۔

(تفسیر) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ہماری سنت ہے کہ ہم لوگوں میں اپنے رسول بھیجتے ہیں جو ان کو حق کی دعوت دیتے ہیں اور نجات کی راہ دکھاتے ہیں اور اپنی صداقت کو اٹل دلیلوں سے ثابت کرتے ہیں۔ اگر پھر بھی وہ گمراہی پر ڈٹے رہیں تو اُن پر عذاب نازل کیا جاتا ہے۔ **ومن لم تبلغه الدعوة فهو غير مستحق للعذاب من جهة العقل والله اعلم** (تفسیر ضیاء القران جلد۲۔ص:۶۴۶ بحوالہ تفسیر قرطبی) اور تفصیلی بحث کے لیے اس آیت کے ضمن میں مفسرین کرام کی تفاسیر کو ملاحظہ فرمائیں۔ کچھ تشریح پیش ہے۔ جس کو انبیاء ورسل کرام کی دعوت نہیں پہنچی وہ عذاب کا مستحق نہیں ہوگا کیونکہ ارسال رسل اور انزال کتب کے بغیر وہ کسی کو عذاب نہیں دے گا ۔تاہم اس کا فیصلہ کہ کس قوم یا فرد تک اس کا پیغام نہیں پہنچا، قیامت کے دن وہ خود ہی فرمائے گا، وہاں یقیناً کسی کے ساتھ ظلم نہیں ہوگا۔

سرکار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ جہنمی ہیں قرآن کریم کی مذکورہ آیت کے حوالہ سے ان کا قول قطعا قابل قبول نہیں کیونکہ نص صریح کیساتھ اس آیت میں مذکور ہے کہ جب تک کسی کے پاس کوئی نذیر نہیں آتا اور پھر وہ کفر وشرک پر اصرار کرے۔ اس وقت تک وہ عذاب کا مستحق نہیں۔ آپ کے والدین کریمین جس زمانہ میں آئے اور تشریف لئے گئے۔ اس میں کوئی بھی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا۔ لہذا آیت ہذا کی نص صریح کے مقابلہ میں ان لوگوں کے قول کی کوئی وقعت نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی اس سے

سرکار دوعالم حضور نبی کریم ﷺ کے والدین کا دوزخی ہونا ثابت ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ کے والد محترم جناب سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب کے بارے میں شرک ثابت نہیں بلکہ وہ دونوں اپنے جد محترم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف پر تھے، جس طرح کہ عہد جاہلیت کے لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ اس مسلک کو اما فخر الدین رازی نے اختیار کیا ہے اور کہا ہے: ''**ورد أن آبائه ﷺ کلهم الی آدم کانوا علی التوحید**'' روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے تمام آباء واجداد حضرت آدم علیہ السلام تک توحید پر تھے۔

○ ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ کے دلائل ○

علمائے کرام نے ایمان آباء النبی ﷺ کے بارے میں کئی دلائل ذکر کئے ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

○ قرآن اور آپ کا پاکیزہ رحموں میں منتقل ہونا ○

پہلی دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **وتوکّل علی العزیز الرّحیم ہ الّذی یراك حین تقوم ہ و تقلبك فی الساجدین ہ** (سورۂ شعراء۔ آیت: ۲۱۹۔۲۱۷)

(ترجمہ) آپ توکل اسی ذات پر کریں جو غالب ورحیم ہے۔ وہ (اللہ) آپ کو دیکھتا ہے جب آپ قیام کرتے ہیں اور آپ کا ساجدین میں گردش کرنا بھی ملاحظہ کرتا ہے۔

مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ

عنہما فرماتے ہیں: اراد "تقلبك" فی اصلاب الانبیاء من نبی الیٰ نبی حتی اخرجتك فی هذه الامة ۔ (تفسیر الخازن : الجزء ٣ ۔سورة الشعراء۔ الآیت ٢١٥)

ترجمه: یہاں گردش سے مراد انبیاء علیہم السلام کی مبارک پشتوں میں یکے بعد دیگرے منتقل ہونا ہے۔ یہاں تک کہ آپ اس امت میں مبعوث ہوئے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک اور تفسیر ان الفاظ میں منقول ہے: ای "تقلبك" من اصلاب الطاهرة من أب الی أبالیٰ ان جعلك نبیّا (مسالك الحنفاء: ٤٠)

ترجمہ: یعنی گردش سے مراد پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ پشتوں کی طرف منتقل ہونا ہے۔ ساجدین سے مُرادمؤمنین ہیں۔

آیت مبارکہ میں مفسرین نے ساجدین سے مراد مؤمنین لیے ہیں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما تک جن جن کے رحموں اور پشتوں میں جلوہ افروز ہوئے وہ تمام کے تمام صاحب ایمان ہیں۔

تفسیرِ جمل میں ہے: ای یرك متقلباً فی اصلاب و ارحام المؤمنین من لدن آدم وحوا الی عبدالله و اٰمنة فجمیع اصوله رجالاًو نساءً مؤمنون۔ (الجمل: ٣ ۔ ٣٩٦) ترجمہ: اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم وحوا سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا تک جن جن مؤمن مردوں اور عورتوں کے رحموں اور پشتوں میں آپ منتقل ہوئے ،ان کو آپ کا رب ملاحظہ کر رہا ہے۔ پس آپ کے تمام آباء واجداد خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں تمام اہلِ ایمان میں سے ہیں۔

صاوی علی الجلالین میں ہے: المراد بالساجدین المؤمنون والمعنی یرٰك متقلباً فی اصلاب و ارحام المؤمنین من لدن ادم الی عبداللّٰہ فاصوله جمیعاً مؤمنون.

ترجمہ: ساجدین سے مراد اہلِ ایمان ہیں اور آیت کا معنی یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک آپ نے جن مؤمنین کے رحموں اور پشتوں میں گردش کی ،اللہ تعالیٰ نے اسے ملاحظہ فرمایا۔اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا آپ کے تمام آباء مؤمن تھے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت سے اس بات پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین اہلِ ایمان تھے:

ان اباء الانبیاء ماکانوا کفاراً یدل علیه وجوه قوله تعالٰی : اَلَّذِیْ یَرٰكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ قِیْلَ مَعْنَاه ینتقل روحه من ساجدٍ الی ساجدٍ (تفسیر الرازی اوالتفسیر الکبیر۔سورۃ الانعام۔ آیت:۷۴) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: اَلَّذِیْ یَرٰكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ والی آیت کے معنی یہ ہوئے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو ساجد سے ساجد کی طرف منتقل فرمایا۔اللہ

تعالیٰ کا یہ قول اس بات کا ثبوت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے آباء اللہ تعالیٰ کے منکر نہیں ہو سکتے۔

اس طرح یہ آیت دلیل ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے تمام آباء مسلمان تھے۔ اور یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد یا نسب مصطفیٰ ﷺ کی مبارک ذاتوں میں کوئی بھی بتوں کو پوجنے والے نہ تھے۔

○ دوسری دلیل: آپ ﷺ کے والد گرامی کی قسم ○

قرآن مجید نے جہاں ذاتِ مصطفےٰ ﷺ کی قسم کھائی ہے وہاں اس نے آپ کے والد ماجد کی بھی قسم کھائی ہے اور قرآن کا یہ قسم کھانا آپ کے نسب کی طہارت وکرامت پر شاہد ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ (سورۂ بلد۔ آیت : ۳) ترجمہ: قسم ہے والد کی اور قسم ہے مَولود کی۔

اِس آیت کریمہ میں ہر اُس والدِ گرامی کے بارے میں قسم کھائی گئی ہے جس کے صلب میں نورِ محمدی ﷺ نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا ہوا حضور ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب اور پھر آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پشتِ مبارک میں مستقر ہوا اور پھر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے صورت انسانی میں ظہور پذیر ہوا۔ گویا وہ تمام افراد جو نسبِ مصطفےٰ ﷺ میں شامل ہیں۔ موردِ قسم ٹھہرائے گئے۔

قرآن مجید نے والد کی قسم کھانے کے بعد اس مولود کی قسم وَمَا وَلَدَ کہہ

کر کھائی جس کے تصدق سے تمام سلسلۂ نسب لائق قسم گردانا گیا ہے

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ اس آیہ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں: المراد بالوالد أدم وابراهيم عليهما السلام او اى والد كان " وَمَا وَلَد ـ محمد صلى الله عليه و آله وسلم (التفسير المظهرى : ۲٦۴،۱۰)

اس آیت میں لفظ ''والد'' سے مراد یا تو حضرت آدم وابراہیم علیہما السلام ہیں یا ہر والد مراد ہیں اور وَمَا وَلَد سے مراد نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔

قرآن مجید نے آپ ﷺ کے نسب کو تمام انساب سے اعلیٰ قرار دیا: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہ (سورۂ توبة ۔آیت : ۱۲۸) ترجمہ: بے شک تمہارے پاس وہ رسول آئے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت خواہاں ایمان والوں کے لئے نرم خو (اور) بے حد رحیم ہیں۔

مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ اس آیت کی تلاوت میں ''اَنْفُسِكُمْ'' کی بجائے ''اَنْفَسِكُمْ'' ''فا'' کی زبر کے ساتھ اسم تفضیل کے طور پر پڑھا:

قَرَءَ رَسُول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وآلِهِ وسلم "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ" بِفَتْح الفاء وقال انا انفسكم نسباً وَ صهراً

وحسباً لیس من ابائی من لدن أدم سفاح۔

رسالت مآب ﷺ نے ''اَنْفَسِکُم'' کو ''فا'' کی زبر کے ساتھ تلاوت کیا اور فرمایا کہ میں حسب ونسب میں تم سب سے زیادہ پاکیزہ ہوں۔ میرے آباء واجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک کسی نے بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی طہارتِ نسبی پر مذکورہ بالا ارشادِ قرآنی کی توثیق وتصدیق کی صورت میں صراحت کے ساتھ آپ کے حسب نسب کو بنی آدم میں سب سے افضل اور اعلیٰ قرار دیا اور یہ وضاحت فرمادی کہ میرے محبوب کے تمام آباء واجداد سفاحت یعنی بدکاری سے پاک تھے، اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے انما المشرکون نجس (سورۃ التوبہ آیت ۲۸) اس سے ثابت وواجب ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے اجداد میں سے کوئی بھی مشرک نہ تھا۔

○احادیث مبارکہ○

خود رسالت مآب ﷺ نے اپنے ارشادات عالیہ کے ذریعے اپنے نسب کی کرامت وطہارت کی نشاندہی بھی فرمادی تاکہ کسی بھی شخص کو آپ کے نسب کے بارے میں کسی بھی بدگمانی کی جرأت نہ ہو۔

حدیث نمبر ا: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر فرقتهم ثم خیر القبائل فجعلنی فی خیر ثم خیر بیوتهم فأنا خیرهم نفساً و خیر هم بیتاً. (جامع ترمذی . جلد دوم . ابواب

المناقب۔باب ما جاء فی فضل النبی صلی الله علیه وسلم۔ حدیث نمبر:۱۵۴۱)ترجمہ: جب اللہ تعالی نے اپنی مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھ کو ان میں سے بہترین گروہ میں شامل فرمایا۔ پھر قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ عطا فرمایا۔ جب گھرانے بنائے تو مجھے اُن میں سے اعلیٰ خاندان عطا فرمایا۔ میں از روئے ذات اور خاندان کے سب سے افضل ہوں۔

حدیث نمبر۲: میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان:لم أزل انقل من اصلاب الطاهرین الی أرحام الطاهرات(شرح الزرقانی علی المواهب۔ جلد اول ۔ ذکرو فاة امه وما یتعلق بابویه ۔ السیرة الحلبیة ۔ جلد ۱۔ باب : تزویج عبدالله ابی النبی ﷺ) ترجمہ:میں پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام میں منتقل ہوتا رہا۔

حدیث نمبر۳:عن ابن عباس قال: دخل ناسٌ من قریش علی صفیة بنت عبدالمطلب ، فجعلوا یتفاخرون ویذکرون الجاهلیة ، فقالت صفیة : منّا رسول الله صلی الله علیه وسلم ، فقالوا: تنبت النخلة او الشجرة فی الارض الکباء، فذکرت ذلك صفیة لرسول الله صلی الله علیه وسلم ، فغضب وامر بلالا فنادی فی الناس فقام علی المنبر فقال ایها الناس، مَنْ انا ؟ قالوا : انت رسول الله۔ قال: انسبونی ۔ فقالوا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب،قال:فما بال اقوام ینزلون اصلی؟ فوالله انی

لافضلهم اصلاً وخير هم موضعاً (الحاوى للفتاوى ـ مسالك الحنفاء فى والدى المصطفى ـ الجزء الثانى ـ بحواله مسند بزار) ترجمہ: مسند بزار میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ قریش میں سے کچھ لوگ میری پھوپی ۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کی خدمت میں آئے اور انہوں نے اپنے حسب ونسب پر تفاخر کیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا نسب سب لوگوں سے اعلیٰ کیسے ہوسکتا ہے۔ حالانکہ ہم میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نسب ہی سب سے اعلیٰ ہوسکتا ہے نہ کہ تمہارا۔ اس پر وہ تمام لوگ غصّے میں آ گئے اور کہنے لگے کہ حضور ﷺ کا نسب تو ایسے ہے جیسے کوئی کھجور کا پودا کسی کوڑے کرکٹ سے اُگ آئے (نعوذ باللہ من ذلک)۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ تمام واقعہ حضور ﷺ سے عرض کیا تو رسالت مآب ﷺ سخت ناراض ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تمام لوگوں کو جمع کرو۔ اس کے بعد آپ اپنے مقدس منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور لوگوں سے مخاطب ہوکر پوچھا: اے لوگو! میں کون ہوں؟ انہوں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اس کے بعد فرمایا: میرا نسب بیان کرو۔ انہوں نے نسب بیان کرتے ہوئے کہا آپ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا: اس قوم کا کیا حال ہوگا جو میرے نسب کو کم

تصوّر کرتی ہے انہیں علم ہونا چاہئے کہ میں نسب کے لحاظ سے ان سے افضل ہوں۔

اسی طرح احادیث کی کئی کتابوں میں ہے فانا خیر هم نسباً و خیرهم بیتاً ترجمہ: میں نسب اور خاندان کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں۔

حدیث نمبر ۴: حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دفعہ آقائے دو جہاں ﷺ نے اپنی اور اپنے خاندان کی فضیلت کے بارے میں حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا:

قلبت مشارق الارض و مغاربها فلم اجدرجلاً افضل من محمد علیه وسلم ولم اجد بنی اب افضل من بنی هاشم.

(کنزالعمال. الفصل الثانی فی فضائل متفرقة.۳۱۹۱۳.مجمع الزوائد ومنبع الفوائد.باب فی کرامة اصله صلی الله علیه وسلم.۱۳۸۲۹)

ترجمہ: میں نے زمین کے تمام گوشے مشارق ومغارب میں گھوم کر دیکھے ہیں لیکن کوئی شخص آپ سے افضل نظر نہیں آیا اور نہ ہی کوئی خاندان بنی ہاشم کے خاندان سے بڑھ کر افضل دکھائی دیا۔

جبریل کی آنکھوں نے دنیا میں بہت ڈھونڈا
تم سا نہ حسیں دیکھا لاکھوں میں ہزاروں میں

مذکورہ بالا آیات اور احادیث اس بات پر واضح طور پر دلالت کر رہی ہیں کہ آپ کے آباء واجداد میں کوئی کافر ومشرک نہیں۔ کیونکہ کافر ومشرک کو اللہ تعالیٰ نے اِنَّما الْمُشرکونَ نجس" فرما کر پلید قرار دیا ہے۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو

آپ اپنے تمام آباء کو پاکیزہ کس طرح فرما سکتے تھے؟

امام جلال الدین سیوطی نے ایمان آباء النبی ﷺ کے بارے میں مضبوط دلائل حاصل کیے ہیں جن کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے اجداد میں ہر جد، اپنے زمانے کی قوم میں سب سے بہتر تھا۔ جیسا کہ بخاری کی روایت ہے: "بعثت من خير قرون بني آدم قرنا فقرنا حتى كنت من القرن الذى كنت فيه" (صحيح البخاری۔ كتاب المناقب۔ باب صفة النبی ﷺ) میں بنو آدم کی بہترین صدی میں مبعوث ہوا ہوں۔ صدیاں گزرتی گئیں یہاں تک کہ اس صدی میں میری بعثت ہوئی۔

یہ بھی ثابت ہے کہ روئے زمین کبھی بھی سات یا سات سے زیادہ مسلمان سے خالی نہیں رہی۔ اور جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب ٹالتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "لم يزل على وجه الدهر فى الارض سبعة مسلمين فصاعدا فلو لا ذلك لهلكت لا أرض ومن عليها" (سبل الهدى والرشاد، شامی۔ جلد اول۔٢٥٦) ہر زمانے میں روئے زمین پر سات یا اس سے زائد مسلمان رہے اگر وہ نہ ہوتے تو زمین اور اہل زمین برباد ہو جاتے۔

امام احمد نے بھی صحیحین کی شرط پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: ما خلت الأرض من بعد نوح من سبعة يدفع الله تعالىٰ

بهم عن اهل الأرض ''(سبل الهدى والرشاد ، شامى۔جلد اول۔٢٥٦)

ان دونوں روایات کے درمیان موازنہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر آپ ﷺ اجداد میں سے ہر جد، اُن سات لوگوں میں سے تھا جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ مسلمان تھے تو یہی مدعا ہے۔ اگر کوئی ان کے علاوہ ان سات پر مشتمل تھا تو پھر تین میں سے ایک بات لازم آئے گی:

ا۔ یا تو دوسرے لوگ ان سے بہتر تھے۔ تو یہ باطل نتیجہ ہے، کیونکہ اس سے صحیح حدیث کی مخالفت ہوتی ہے۔

۲۔ یا اجداد ہی ان سے بہتر تھے جب کہ وہ مشرک بھی تھے، تو بالاجماع یہ باطل نتیجہ ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے **ولعبد مؤمن خير من مشرك** (سورہ بقرہ۔آیت:۲۲۱)

۳۔ لہذا ثابت ہوا کہ وہ سب توحید پر تھے اور اپنے زمانے میں تمام اہل ارض سے بہتر تھے۔

○ ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ پر ذخیرۂ قرآن وحدیث کے اشارے ○

اب ہم ذخیرۂ قرآن وحدیث سے چند ایسی مثالیں پیش کر رہے ہیں جن سے والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان پر اشارۃً دلالت کرتی ہیں اور ان کو (نعوذ باللہ) دوزخی یا مشرک کہنے سے آقائے دوجہاں ﷺ کو ایذا ہوتی ہے اور اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو ایذا دینا سخت ذلت وخواری اور عذاب کا موجب ہے۔

○ آقا کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی کا فائدہ ابولہب کو ○

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی کو ابولہب نے

اللہ کے محبوب ہونے پر نہیں بلکہ اپنے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ کے بیٹے ہونے پر منائی۔ اور جب باندی ثویبہ نے خوشخبری سنائی تو اس نے ثویبہ کو آزاد کیا ۔اس اظہار خوشی اور باندی کو آزاد کرنے پر ایسے کافر کو جس کے بارے سورۂ لہب نازل ہوئی اس کو عذاب میں تخفیف ہو رہی ہو تو وہ والدین کہ جنہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت عجائبات قدرت کا نظارہ کیا۔جن کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار تھا۔جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمانی ایسا تعلق تھا جو کسی کو میسر نہیں۔تو ان کے درجات و مراتب کا کوئی ادراک کر سکتا ہے؟

○ کسی نبی کی والدہ کافرہ نہیں ہوئی ○

تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی مائیں مومنہ تھیں (جس کی تفصیلی بحث مسالک الحنفاء میں موجود ہے) اسی طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ بھی مومنہ ہیں اس میں راز یہ تھا کہ اُن میں سے ہر ایک نے نور نبوت دیکھا تھا۔ تمام پیغمبروں کی مائیں دیکھتی آئی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ولادت باسعادت کے وقت نور دیکھا تھا۔جس کی چمک سے شام کے محلّات روشن ہو گئے تھے۔اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے دوران حمل اور بوقت ولادت جو خوارق عادت اور نشانیاں دیکھیں وہ اُن نشانیوں سے کہیں بڑھ کر عظیم تھیں۔جو دوسروں کی مائیں دیکھتی رہیں۔

○ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کافرہ کا دودھ نوش نہیں فرمایا ○

سیرت حلبیہ جلد اول میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جس عورت نے

بھی دودھ پلایا۔ وہ مسلمان تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے والی عورتیں چار تھیں۔ آپ کی والدہ، حلیمہ سعدیہ، ثویبہ، ام ایمن۔

جس عورت نے بھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ان کو ایمان کی دولت ملی اور وہ جنتی ہیں تو ان میں سے حضرت آمنہ صرف دودھ پلانے والی نہیں بلکہ حقیقی والدہ اس دولت سے محروم رہیں یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے وہ تو یقیناً جنتی ہیں۔

○ تابوت سکینہ تعظیم وتوہین کا انجام ○

قرآن مجید کے چوتھے پارے میں تابوت سکینہ کا تذکرہ ہے جس کو فرشتے زمین وآسمان کے درمیان اٹھاتے پھرتے تھے۔ جس کی عظمت تفاسیر واحادیث سے عیاں ہے۔ اور اس میں موجود تبرکات جو کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے استعمال کئے ہوئے مبارک آثار تھے۔ اس کی توہین کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک فرما دیا۔ تو والدین مصطفیٰ علیہ السلام تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لگی ہوئی کوئی مبارک چیز نہیں بلکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس نو ماہ تک اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں جلوہ فرمارہے ان کی عظمت وشرافت کا کیا کہنا اور ان کی شان میں توہین وگستاخی کرنے والوں کا کیا حال ہوگا خدا ہی بہتر جانے۔

○ قمیص حضرت یوسف کی برکت سے بینائی واپس آگئی ○

حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص اور اس کی اثر انگیزی کا واقعہ کسی عام کتاب میں نہیں بلکہ قرآن کریم کی سورۂ یوسف آیت نمبر ۹۳ تا ۹۶ میں اللہ تعالیٰ نے

اسے بیان فرما کر اس کی پختگی اور حقانیت پر مہر ثبت فرما دی ۔اس واقعہ سے کئی ایک امور ثابت ہوتے ہیں ۔جس میں ایک یہ ہے کہ قمیص ایک بے جان چیز جس کا مختصر وقت کے لئے تعلق ایک پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کے جسم اقدس کے ساتھ ہوگیا۔ اُسے اللہ تعالیٰ نے اتنا بابرکت بنا دیا۔ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی گئی ہوئی بینائی اس کی وجہ سے واپس آ گئی اس میں آنے والی خوشبو کو اللہ کے پیغمبر کوسوں دور سے محسوس کر رہے ہیں ۔ جب ایک بے جان کپڑے کو پیغمبر کے جسم کے ساتھ لگنے سے کرامت وسعادت حاصل ہوگئی ۔تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے جسم اطہر کی برکتوں اور کرامتوں کا شمار کیا ہوسکتا ہے ۔جس میں سید الانبیاء محبوب کبریا رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نو ماہ تک مسلسل قیام فرما رہے ہوں۔اس شکم اطہر کی عظمت وفوقیت کا کیا کہنا۔

○ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون چوسنے سے آگ حرام ○

نسیم الریاض جلد اول میں ہے کہ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خون شریف کو نوش کر لیا۔ جس پر انہیں بارگاہِ رسالت سے یہ مژدہ ملا۔ کہ تمہیں دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔

گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کا کچھ حصہ یا آپ کے جسم اطہر میں سے کوئی چیز کسی دوسرے کے جسم میں مل جائے ۔تو دوزخ حرام۔لیکن جس کے ساتھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سارے مس رہے ۔اولاد تو دراصل ماں باپ کے جسم کا ٹکڑا ہی ہوتی ہے۔اس اعتبار سے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا مقام ومرتبہ کس قدر ارفع واعلیٰ ہوگا۔

○ فضلات مبارکہ کے ڈھیلوں میں خوشبو ○

زرقانی جلد چہارم میں شفا شریف کے حوالہ سے لکھا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس ڈھیلے یا پتھر کو استنجاء کے لئے استعمال فرماتے اس میں ایسی خوشبو ہوتی تھی کہ دنیا کی کوئی خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ تو اس والدہ کی نورانیت اور صفائی کا کیا عالم ہوگا۔ جن کے بطن اقدس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم متواتر نو ماہ قیام پذیر رہے۔ اُن کے جنتی ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔

○ بول نوش کرنا سارے بیماریوں کی شفا ○

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور گھر کے ایک کونہ میں پڑے گھڑے میں بول کیا۔ میں رات کو اٹھی اور پیاسی تھی۔ تو میں نے اس گھڑے میں جو کچھ تھا پی لیا، مجھے یہ معلوم نہ ہوسکا کہ بول ہے۔ کیونکہ اس کی بھینی بھینی خوشبو آرہی تھی۔ پھر جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صبح حسب معمول اٹھے۔ تو ام ایمن کو فرمایا۔ جاؤ اور جا کر بول کو گرا دو جو گھڑے میں ہے۔ میں نے عرض کیا۔ خدا کی قسم! میں تو اس میں سے سب کچھ پی لیا کہتی ہے کہ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوب تبسم فرمایا کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں پھر فرمایا۔ واللہ! تیرا پیٹ کبھی بھی کسی دکھ درد میں مبتلا نہ ہوگا۔ (المستدرك على الصحيحين للحاكم. باب ذكر أم أيمن مولاة رسول الله صلى الله عليه وسلم. الجزء ۴ ـ ۶۹۱۲ ـ زرقانی جلد چہارم)

○ دس جانور جنت میں جائیں گے ○

حضرت مقاتل کی روایت ہے کہ حیوانات میں سے دس حیوانات جنت میں داخل ہوں گے۔ صالح علیہ السلام کی اونٹنی، ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا، اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ، موسیٰ علیہ السلام کی گائے، یونس علیہ السلام کی مچھلی، عزیر علیہ السلام کا گدھا، سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی، بلقیس کا ہدہد، اصحاب کہف کا کتا، اور رسول کریم ﷺ کی اونٹنی۔ ان تمام جانوروں کو مینڈھے کی شکل میں متشکل کر کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

مشکوٰۃ الانوار میں یہ مذکور ہے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔

سگِ اصحاب کہف روز چند
پئے نیکاں گرفت مردم شد

یعنی بامراداں داخل جنت شد درصورت کبش۔

اصحاب کہف کے کتے کو اللہ کے نیک بندوں کی صحبت میسر ہوئی تو وہ صالحین کے ساتھ مینڈھے کی شکل میں جنت میں جائے گا۔ (تفسیر روح البیان۔ جزء۔ ۵۔ سورۃ الکھف۔ آیت: ۱۸)

ایک جانور کے جنت میں جانے کی وجہ صاف ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ نسبت اور تعلق کی بناء پر اس کو یہ شرف دیا گیا۔ جب ہم ان میں سے ہر ایک کے تعلق اور نسبت پر غور کرتے ہیں۔ تو وہ سارے اسباب وتعلقات سرکار دو عالم ﷺ اور آپ کے والدین کریمین میں بالخصوص آپ کی والدہ ماجدہ رضی

اللہ عنہا میں موجود ہیں۔

اگر بچھڑے اور گائے کی نسبت ابراہیم علیہا السلام کی طرف ہے تو اس سے کہیں بڑھ کر حقیقی تعلق حضور ﷺ کا اپنے والدہ ماجدہ سے ہے۔ اگر مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو چالیس دن اپنے اندر ٹھہرائے رکھا۔ تو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس میں آپ ﷺ نو ماہ تک قیام پذیر رہے۔ اگر گدھے نے حضرت عزیر علیہ السلام کو سواری کرائی۔ تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے کیا اپنے نور نظر کو کبھی ہاتھوں پر کبھی گود میں سوار نہیں کیا۔ اگر چیونٹی کی باتیں سُن کر حضرت سلیمان علیہ السلام تبسم فرماتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدہ ماجدہ کی بار بار باتیں سُن کر خوشی کا اظہار نہیں فرمایا؟

اور کتا کہ جس نے اصحاب کہف کی خدمت کی۔ کیا آپ کی والدہ ماجدہ کی دودھ پلانے کی خدمت، مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے واپسی کے سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا۔ اور اُن کی ہر طرح دیکھ بھال کرنا برابر ہیں؟ جب یہ سب باتیں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا میں علی وجہ الکمال موجود ہیں۔ اور پھر آپ کی والدہ ہونے کا شرف مزید مکرم ہے۔ اس کے باوجود یہ تو جنت میں نہ جائیں۔ اور مذکورہ حیوانات جنت میں داخل کیئے جائیں؟

عقل اس کے تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ رسول مقبول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا اگر ان میں اور کوئی خوبی نہ ہوتی تو بھی جنتی تھیں۔ لیکن اُن میں ایمان و

توحید اور دین ابراہیمی کے احکام پر پابندی بھی تھی لہذا وہ جنت میں ہی نہیں بلکہ جنت کے اعلیٰ درجات پر فائز ہوں گی۔

○ نسبت سرکار سے آگ کا رومال پر اثر نہ کرنا ○

زرقانی اور خصائص کبریٰ میں روایت ہے کہ حضرت عباد بن عبدالصمد کہتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس گئے۔ اُنہوں نے اپنی باندی کو پکار کر کہا کہ دسترخوان لے آؤ۔ تاکہ ہم سب کھانا کھائیں۔ وہ لے آئی پھر کہا وہ رومال بھی لے آؤ۔ وہ ایک میلا رومال لے آئی۔ فرمایا تنور سلگاؤ۔ جب اس میں آگ دہکنے لگی تو اُس رومال کو اُس میں دلوادیا۔ جب نکالا گیا تو وہ دودھ کی طرح بہت سفید تھا۔ ہم نے پوچھا کہ اس رومال کا کیا واقعہ ہے فرمایا اس رومال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منہ پونچھتے تھے۔ (حضرت بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں) دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم میں کیسی عظمت تھی کہ آگ جیسی چیز کہ فولاد کو بھی نہیں چھوڑتی۔ اور ہر چیز میں اپنا پورا اثر کرتی ہے مگر اُس متبرک رومال کے مقابلہ میں پانی بن گئی (مقاصد الاسلام حصہ یازدہم۔ ص:۲۲ از شیخ الاسلام عارف باللہ حضرت امام حافظ انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد۔ تاریخ طبع جون ۲۰۰۷۔)

یہ کمال تھا نسبت مصطفیٰ ﷺ کا کہ ایک بے جان کپڑا دنیا کی آگ سے محفوظ ہے تو جن والدین مصطفیٰ ﷺ کی کامل نسبت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو ان کو دنیا و آخرت کی آگ کیسے نقصان پہنچاسکتی ہے۔

○ نیک اولاد اپنے وفات شدہ والدین کو دعا کرے ○

عن عبدالله بن ابی قتاده عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر مایخلّف الرّجل من بعده ثلاثٌ: ولدٌ صالحٌ یدعو له، وصدقة تجری یبلغه اجرها وعلم یعمل به من بعده .(سنن ابن ماجه.الجزء اول. ابواب الفضائل .باب ثواب معلم الناس الخیر) ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ انسان مرنے کے بعد جو کچھ چھوڑ کر مرتا ہے ان میں سے بہترین چیزیں تین ہیں، اول نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا کرے، دوم صدقہ جاریہ کہ اس کا اجر اسے پہنچتا رہے، اور سوم وہ علم جس پر لوگ اس کے بعد عمل کریں۔

مذکورہ حدیث میں تین ایسے اعمال کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جو کسی کے مرجانے کے بعد اس کے کام آتے ہیں۔ اور اس کے ثواب میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں حضرت سیدہ آمنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما نے اپنے پیچھے ایک ایسا صدقہ جاریہ چھوڑا۔ جو پوری کائنات میں کسی کو نہ حاصل ہوسکا اور نہ ہوسکے گا۔ اب ایک عام بچہ اگر عام والدین کے لئے دعا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے رد نہیں فرماتا تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر اپنے والدین کے لئے دعا فرمائیں۔ تو اس کے قبولیت کا کیا عالم ہوگا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے والدین کیلئے جو دعا کروں گا وہ منظور ہوگی۔ یہ تو قیامت کی بات ہے۔ دنیا میں آپ

نے یہاں تک فرمایا، کہ اگر دوران نماز وہ مجھے بُلائیں۔تو میں لبیک کہتا ہوا حاضر ہو جاؤں گا۔لہذا معلوم ہوا۔کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین دن بدن بلند درجات پر فائز ہور ہے ہیں

○ حافظ قرآن کے والدین کو حلے پہنائے جائیں گے ○

کنز العمال میں ہے کہ قرآن کریم اپنے پڑھنے والے سے کل روز قیامت ملاقات کرے گا۔ اور یہ ملاقات اس وقت ہوگی۔ جب قبروں سے لوگوں کو نکالا جائے گا۔قرآن ایک نوجوان شخص کی صورت میں ہوگا۔اور پوچھے گا۔کیا مجھے تو نے پہچانا ہے۔قاری کہے گا۔نہیں۔قرآن کہے گا۔تیرا ساتھی قرآن ہوں۔میں نے تجھے سخت گرمی میں پیاسا رکھا۔راتوں کو سونے نہ دیا۔ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہوگا۔ اور میں آج ہر تجارت کے پیچھے ہوں۔پھر اس حافظ کو دائیں ہاتھ میں ملک اور بائیں ہاتھ میں جنت عطا کی جائے گی۔اور اس کے سر پر عزت ووقار کا تاج رکھا جائے گا۔ اس کے والدین کو ایسے دو جوڑے پہنائے جائیں گے۔کہ جن کی قیمت تمام دنیا ادا نہ کر سکے گی۔وہ پوچھیں گے۔یہ کس سبب سے ہمیں پہنایا گیا۔تو جواب آئے گا۔کہ تمہارے بچے کے قرآن کریم یاد کرنے کے بدلہ میں عطا ہوا ہے۔(کنز العمال۔الجزء الاول۔باب فی فضائل تلاوۃ القرآن۔حدیث:۲۴۷۵)

○ حافظ قرآن کی شفاعت سے دس افراد کو جنت ○

عن علی ابن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ القرآن وحفظہ ادخلہ اللہ الجنّۃ وشفعہٗ فی

عشرةٍ من اهل بيته كلُهم قداستوجب النّار۔ (سنن ابن ماجه۔الجزء ١ول۔ باب فضل من تعلم القرآن) ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے قرآن کریم پڑھ لیا اور حفظ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور اس کی اس کے گھر والوں میں سے دس آدمیوں کے متعلق شفاعت مقبول فرمائے گا۔ ایسے دس آدمی جن پر جہنم لازم ہو چکی ہوگی۔

ایک حافظ دس جہنمیوں کو شفاعت کر کے جنت میں پہنچا دے گا۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ سلم اپنے والدین کو جنت میں کیوں نہ لے جائیں؟ یہ کم از کم دلیل ہے۔ ورنہ اہل سنت تو والدین مصطفیٰ کو پہلے سے ہی جنتی تسلیم کرتے ہیں، اور آپ ﷺ کی شفاعت سے اُن کے درجات میں مزید اضافہ ہوگا۔ تو وہ لوگ جو آپ کے والدین کریمین کو جہنمی کہتے ہیں (نعوذ باللہ من ذلک)۔ اُن کے نزدیک بھی ایک امتی حافظ وقاری کو دس افراد کے بخشوانے کا اعزاز ہے تو پھر پیغمبر ﷺ جن پر نزول قرآن کریم ہوا ہو۔ اپنے والدین کو کیوں نہ بچائیں اُن کی اس کم علمی کو کون سمجھے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

○ حافظ قرآن کے والدین کے سروں پر تاج رکھا جائے گا ○

عن سهل بن معاذ الجهنيّ عن ابيه، انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من قرأالقرآن و عمل بما فيه، أُلبس والداهُ تاجا يوم القيامة ضوء ه أحسن من ضوء الشمس فى بيوت

الدّنیا لو کانت فیکم فما ظنّکم بالّذی عمل بھذا؟۔(سنن ابوداؤد۔الجزء الثانی۔پارہ۔ ۹۔ باب فی ثواب قراءۃ القرآن) (ترجمہ)
حضرت سہل بن معاذ جہنی نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔جس نے قرآن مجید پڑھا اور اس کے مطابق عمل کیا تو اس کے والدین کو قیامت کے روز تاج پہنایا جائے گا اس کی روشنی سورج سے زیادہ حسین ہوگی جو دنیا میں تمہارے گھروں کے اندر چمکتا ہے۔پس خود اس شخص کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جس نے اس پر عمل کیا۔

قرآن کریم کو پڑھ کر اس پر عمل کرنے والے کے والدین کو قیامت کے روز ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی تابانی اس مہر درخشاں کو شرمندہ کرتی ہوگی۔شمع رسالت نے اپنے پروانوں سے دریافت فرمایا کہ ان حالات میں اس قرآن مجید پر عمل کرنے والے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے واقعی کلام الٰہی پر عمل کرنے والوں کو جو درجہ نوازا جائے گا وہاں تک ہمارا وہم وگمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔

اس مقام پر اپنے ان مسلمان بھائیوں کو دعوت غور وفکر دی جاتی ہے جن کا عقیدہ ہے کہ کونین کی ساری بہار حبیب پروردگار ﷺ کے دامن سے وابستہ ہے عامل قرآن کے والدین کو اس درجہ نوازا جائے گا تو جس ہستی نے انسانوں کو قرآن مجید جیسا نسخۂ کیمیا دیا اور اس پر عمل کرنا سکھایا۔

رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو قیامت کے روز کس درجہ نوازا جائے گا؟ اس بارگاہ کے ادنیٰ غلاموں کے والدین کو ایسی تاج پوشی

ہوگی تو آقائے کائنات ﷺ کے محترم والدین کی عزت افزائی کے بارے میں آپ کی عقیدت کا فیصلہ کیا ہے۔؟(سنن ابو داؤد شریف۔جلد اول۔ص: ۵۳۹۔۵۳۸۔ترجمہ وفواعد مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری۔ناشر رضا اکیڈمی ممبئی)

○ والدین کریمین کا زندہ ہوکر اسلام لانا ○

بعض روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین موت کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر آپ کی ذات اقدس پر ایمان لائے اور ان کی یہ زندگی آقائے دو جہاں ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات میں سے ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے المعجم الاوسط میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسالت مآب ﷺ ''حجون قبرستان'' میں تشریف لے گئے۔

ان النبی ﷺ نزل الی الحجون کئیباحزینا، فاقام به ماشاء ربه عزوجل، ثم رجع مسروراً ، فقالت : یا رسول الله ﷺ ، نزلت الی الحجون کئیباحزینا، فأقمت به ماشاء الله ، ثم رجعت مسرورا؟ قال: سألت ربی عزوجل فأحیا لی أمی فآمنت بی ثم ردّھا"

نبی کریم ﷺ حجون کی طرف افسردہ اترے وہاں کچھ دیر ٹھہرے رہے پھر خوشی کے ساتھ واپس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ! آپ افسردہ اور غمزدہ حالت میں حجون کی طرف گئے تھے وہاں کچھ دیر ٹھہرے اور پھر

خوش ہوکر واپس لوٹے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے دعا کی تو اس نے میری والدہ محترمہ کو زندہ فرمادیا وہ مجھ پر ایمان لائیں پھر انہیں قبر میں لوٹا دیا۔(**مسالك الحنفاء فی والدی المصطفیٰ** ﷺ، امام سیوطی۔ص:۵۶۔تفسیر مقاتل بن سلیمان الجزء:۴۔سورہ محمد)

○ ایک مغالطہ کا ازالہ ○

اگر اس موقع پر یہ سوال کیا جائے کہ سابقہ گفتگو میں جن آیات اور احادیث کا ذکر آیا ہے ان سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کے والدین فوت ہونے سے پہلے ہی موحّد ،مسلمان تھے جب کہ مذکورہ روایات واضح طور پر نشاندہی کررہی ہیں کہ پہلے مسلمان نہ تھے بلکہ دوبارہ زندہ ہوکر اسلام لائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے والدین واقعتاً پہلے ہی مسلمان تھے۔اب دوبارہ زندہ ہوکر اسلام اس لئے نہیں لائے کہ وہ مسلمان نہیں تھے بلکہ مقصد یہ تھا کہ وہ درجۂ صحابیت پر فائز ہوجائیں۔

امام عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: **الجمع ان الاحیاء کرامةً لهما یضاعف ثوابهما. بحواله نبراس ترجمه:** ان روایات کے درمیان موافقت اس طرح ہے کہ ان کو زندہ اسلام لانے کے لئے نہیں کیا گیا تھا فقط اس لئے کہ ان کی عزّت وکرامت کا اظہار اور ان کے درجات میں مزید اضافہ ہوا۔(مقالات شیخ محمد علوی المالکی ترجمہ مفتی محمد خان قادری لاہور)

○ صحیح عقیدہ رکھنے یا نہ رکھنے سے کیا ہوتا ○

والدین مصطفیٰ ﷺ کو کافر ومشرک کہنے سے ایذائے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم کا خدشہ کے پیش نظر کل قیامت میں رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اوراس کے بر خلاف اُن کے جنتی، مومن، اور موحد ہونے کا عقیدہ باعث راحت وشفاعت مصطفیٰ ﷺ ہو گا حضرت علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو اسی ایک مسئلہ کی برکت سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۶۰ مرتبہ اپنی زیارت مشرفہ سے نوازا ہے۔

کئی علماء ومحدثین کے علاوہ ایک غیر سنّی عالم محمد ابراہیم سیالکوٹی اپنی کتاب سیرت المصطفیٰ میں اپنا عقیدہ پیش کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مومن اور موحّد تھے تفصیلی بحث کے ذریعہ اس عقیدہ کو ظاہر کیا ہے۔

○ ایمان والدین کی تائید کرنے والے ائمہ ومحدثین کرام ○

ایمان والدین کریمین مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی تائید کرنے والے ائمہ ومحدثین کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں

۱۔ امام ابوحفص عمر بن احمد شاہینؒ جن کی علوم دینیہ میں تین سوتیس تصانیف ہیں جن میں سے تفسیر ایک ہزار جزء میں اور مسند حدیث ایک ہزار تین جزء میں ہیں۔

۲۔ شیخ المحد ثین احمد بن خطیب علی البغدادیؒ

۳۔ حافظ الشان محدث ماہر امام ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکرؒ

۴۔ امام اجل ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلیؒ صاحب الروض

۵۔ حافظ الحدیث امام محبّ الدین طبریؒ علماء فرماتے ہیں بعد امام نوویؒ کے ان کا مثل علم حدیث میں کوئی نہ ہوا۔

۶۔ امام علامہ ناصر الدین ابن المنیرؒ صاحب شرف المصطفیٰ ﷺ

۷۔امام محمد بن محمد بن محمد الغزالی۔

۸۔امام حافظ الحدیث ابوالفتح محمد بن محمد ابن سید الناسؒ صاحب عیون الاثر

۹۔علامہ صلاح الدین صفدیؒ

۱۰۔حافظ الشان شمس الدین محمد ابن ناصر الدین دمشقیؒ

۱۱۔شیخ الاسلام حافظ الشان امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانیؒ

۱۲۔امام حافظ الحدیث ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکیؒ

۱۳۔امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی بصری صاحب الحاوی الکبیر

۱۴۔امام ابوعبداللہ محمد بن خلف مالکیؒ شارح صحیح مسلم

۱۵۔امام عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبیؒ صاحب تذکرہ

۱۶۔امام المتکلمین فخر المدققین فخر الدین محمد بن عمر الرازیؒ

۱۷۔امام علامہ شرف الدین مناوی

۱۸۔خاتم الحفاظ مجدد القرآن العاشر امام جلال الملۃ والدین عبدالرحمٰن ابن سیوطی۔

۱۹۔امام حافظ شہاب الدین احمد ابن حجر ہیثمی مکی صاحب افضل القری وغیرہ۔

۲۰۔شیخ نور الدین علی بن الجزاء مصری صاحب رسالہ تحقیق آمال الزوجین فی ان والدی المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بفضل اللہ تعالیٰ فی الدارین من الناجین۔

۲۱۔علامی ابوعبداللہ محمد ابن شریف حسنی تلمسانی شارح شفاء شریف۔

۲۲۔علامہ محقق سنوی۔

۲۳۔امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر۔

۲۴۔علامہ احمد بن محمد بن علیبن یوسف فاسی صاحب مطالع المسر ات شرح دلائل الخیرات۔

۲۵۔خاتمۃ المحققین علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح المواہب۔

۲۶۔امام اجل فقیہ اکمل محمد بن محمد کردری بزازی صاحب المناقب۔

۲۷۔زین الفقہ علامہ محقق زین الدین بن نجیم مصری صاحب الاشباہ والنظائر۔

۲۸۔سید شریف علامہ حموی صاحب غمز العیون والبصائر۔

۲۹۔علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب الخمیس فی نفس نفیس

۳۰۔علامہ محقق شہاب الدین احمد خفاجی مصری صاحب نسیم الریاض۔

۳۱۔طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار۔

۳۲۔شیخ الشیوخ علماء الہند مولانا عبدالحق محدث دہلوی۔

۳۳۔علامہ صاحب کنز الفوائد۔

۳۴۔مولانا بحرالعلوم ملک العلماء عبدالعلی صاحب فواتح الرحموت۔

۳۵۔علامہ سید احمد مصری طحطاوی محشی درمختار۔

۳۶۔حافظ عبدالعزیز پرہاروی صاحب نبراس شارح شرح عقائد ومصنف تصانیف مفیدہ

۳۷۔علامہ سید ابن عابدین امین الدین محمد آفندی شامی صاحب درالمختار

نوٹ: مذکورہ بالا اسمائے گرامی لکھ کر حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ یہ بھی ان اکابر کا ذکر ہے جن کی تصریحات خاص اس مسئلہ جزئیہ میں موجود ہیں ورنہ بنظر کلیت نگاہ کیجئے تو امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد الغزالی و امام اجل امام حرمین ابن سمعانی وامام کیاہراسی وامام اجل قاضی ابوبکر باقلانی حتیٰ کہ خود امام مجتہد سیدنا امام شافعی کی نصوص قاہرہ موجود ہیں جن سے تمام آباء وامہات اقدس کا ناجی ہونا کالشمس والامس روشن وثابت ہے بلکہ بالاجماع تمام ائمہ اشاعرہ وائمہ ماتریدیہ سے مشائخ تک سب کا یہی مقتضائے مذہب ہے۔

○ محدثین کے اشعار ○

اس کتاب کے مضمون کا اختتام حضرت عارف باللہ شیخ الاسلام حافظ امام محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانیٔ جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن کی کتاب انوار احمدی میں موجود محدثین کے اشعار اور ان کے ترجمہ پر ختم کرتا ہوں۔ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی رحمہ اللہ نے نظم میں لکھا ہے۔

تــنــقّــل أحــمــدُ نــورٌ عــظيــمٌ

تــلألأ فــى جبيــنِ السَّــاجــديــنــا

ترجمہ: حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کہ عظیم الشان نور ہیں وہ منتقل ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں جگمگاتے رہے۔

تــقــلّــبَ فيهــم قــرنــاً فقــرنــاً

الٰــى أن جــآء خيــرُ الـمُـرسليــنــا

ترجمہ: آپ مختلف زمانوں میں ان میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آخرکار سب رسولوں سے افضل رسول بن کر تشریف لائے۔

اور حافظ العصر ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔

نبیُّ الهدٰی الـمـختـارُمِن آلِ هاشمٍ

فَـعَـن فَـخْـرِ هِمُ فَلْيَقْصُرِ الْمُتَطَاوِلِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہدایت والے نبی آلِ ہاشم سے ہیں، زیادتی اور ظلم کرنے والوں کو اس فخر کے انکار سے رک جانا چاہئے۔

تـنـقَّـلَ فِـى أَصْـلابِ قَـوْمٍ تَشَـرَّفُوْا

بِـہٖ مَثَلٌ مَـا لِلْبَـدْرِ تِلْكَ الْمَنَـازِلُ

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے لوگوں کی پشتوں سے اس طرح منتقل ہوتے رہے جنہوں نے آپ کے ذریعہ سے شرافت وبزرگی پائی۔ کہ کامل چاند کو بھی یہ منازل حاصل نہیں ہیں۔ (انوار احمدی۔ص:۶۸۔ناشر مظہر علم شاھد رہ لاہور)

○ آخری مؤدبانہ گذارش ○

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے سبل النجاہ کے ایک قول کے حوالے سے کئی علماء نے ان ائمہ کرام کی ایک طویل فہرست تحریر کی ہے جو کہ ایمان والدین کریمین رضی اللہ عنہما کی تائید کرتے ہیں امام سیوطیؒ کا قول۔ائمہ وحفاظ حدیث کے ایک بہت بڑے گروہ کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ پر ایمان لائے۔ گویا ملت ابراہیمی کے علاوہ امت محمدیہ میں بھی والدین مصطفیٰ ﷺ کا شمار ہوتا ہے۔

لہذا ملت اسلامیہ کے غیور و باشعور عوام وخواص سے گذارش ہے کہ اپنے عقیدے کو مضبوط کرلیں کہ ایک حافظِ قرآن اور ایک عالمِ دین کے خاندان کے کئی افراد کو جنتی نعمتیں اور اُن کے والدین کو انعام واکرام اللہ تبارک وتعالیٰ عطا فرماتا ہوتو جس ذات پر نزول قرآن اور علوم الٰہیہ کے سمندر موجزن ہوتے ہوں اور جن کے لئے جنت سنواری گئی ہو اس مبارک ذات کے والدین کے مقام ومرتبہ کا کیا کہنا خالق جنت کی عطا سے آقائے دوجہاں ﷺ مالکِ جنت وقاسم جنت ہیں بغیر کسی شک وشبہ کے آقائے دوجہاں ﷺ کے والدین کریمین موحّد ہیں مومن ہیں صحابی ہیں اور جنّتی ہیں۔

مرکزِ نورِ عین کی عظمت

قلبِ اطہر کے چین کی عظمت
دشمنِ مصطفیٰ کو کیا معلوم
آپ کے والدین کی عظمت

(مولانا قسمت اللہ قسمتؔ سکندر پوری)

احقر العباد مؤلف کتاب سیرۃ والدین مصطفیٰ علیہ السلام تمام حضرات کی خدمت میں طالب دعا ہے۔

مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری سرگیوی عفی عنہٗ

کامل الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد، ایم۔اے۔اردو۔میسور یونیورسٹی

عربی مدرّس نور النبی عربک اسکول بیجاپور کرناٹک

موبائل نمبر: +919036543026

ای۔میل ashrafi.syedsadiq828@gmail.com

……: مصادر و مراجع :……

اسماء کتب	اسماء مصنفین
قرآن مجید	منزل من اللہ تعالیٰ
تفسیر خازن	امام علی بن محمد خازن رحمۃ اللہ علیہ "۷۲۵ھ"
التفسیر الکبیر۔تفسیر رازی	امام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ "۶۰۶ھ"
تفسیر مظہری	امام قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ "۱۲۲۵ھ"
تفسیر روح البیان	امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ "۱۱۳۷ھ"
سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی	شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی
صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ "۲۵۶ھ"

جامع ترمذی — امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ "۲۷۹ھ"
سنن ابن ماجہ — امام ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی رحمۃ اللہ علیہ "۲۷۳ھ"
سنن ابوداؤد — امام سلیمان بن الاشعث البجستانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۵ھ"
کنزالعمال۔ — امام علاؤالدین علی بن حسام الدین الھندی رحمۃ اللہ علیہ "۹۷۵ھ"
سبل الہدیٰ والرشاد — امام علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ "۹۴۲ھ"
شرح مواہب لدنیہ للزرقانی — امام ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی مصری رحمۃ اللہ علیہ "۱۱۲۲ھ"
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد — امام حافظ نورالدین علی ابوبکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "۸۰۷ھ"
شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ الروض الانف — امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ
الوفا بتعریف فضائل المصطفیٰ ﷺ — امام جمال الدین عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی رحمۃ اللہ علیہ "۵۹۷ھ"
جوامع الکلم ملفوظات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز علیہ الرحمہ — حضرت سید محمد اکبر حسینی فرزند اکبر حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہا "۸۱۲ھ"
شواہد النبوۃ التقویۃ یقین اھل الفتوۃ — علامہ نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ "۸۹۸ھ"
مدارج النبوۃ — علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ "۱۰۵۲ھ"
لطائف اشرفی ملفوظات حضرت اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ "808ھ" — حضرت نظام یمنی علیہ الرحمہ
مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ — امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "۹۱۱ھ"
شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ — امام ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی مصری رحمۃ اللہ علیہ "۱۱۲۲ھ"
سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ — امام احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ
انوار احمدی ناشر مظہر علم شاھد رہ لاہور — شیخ الاسلام حافظ امام محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ "۱۳۳۶ھ"

مقاصد الاسلام حصہ یازدہم	شیخ الاسلام حافظ امام محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ "۱۳۳۶ھ"
شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام	علامہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ "۱۳۴۰ھ"
ھدایۃ الغبی الی الاسلام اباء النبی	مولانا مولوی عبد الغفار شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ معسکر بنگلوری
رحمت للعالمین	سلیمان سلمان منصور پوری
نور العینین فی ایمان اباء سید الکونین	علامہ از علامہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ
ایمان سیدنا عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ	تحقیق کار۔ضیاء المصطفیٰ محسن۔ایم۔فل اسلامیات
جمال مصطفےٰ ﷺ	حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی۔
ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ 9 رسائل کا مجموعہ	علامہ مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی
رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی	ڈاکٹر محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ پیرس
خاندان مصطفےٰ ﷺ	حضرت علامہ محمد سعید الحسن قادری۔
سیرت النبی ﷺ	مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد
انساب الاشراف	حضرت احمد بن یحییٰ البلاذری رحمۃ اللہ علیہ
المستدرک للحاکم	امام محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "۴۰۵ھ"
تلخیص از فتاویٰ عزیزی	حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
اَرشیف ملتقی اھل الحدیث	المکتبۃ الشاملۃ
الحلم لابی الدنیا۔	امام عبد اللہ بن محمد ابی الدنیا البغدادی رحمۃ اللہ علیہ "۲۸۱ھ"
ضیاء النبی ﷺ	علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
الحاوی للفتاوی ۔ مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "۹۱۱ھ"

تمت بالخیر

☆.....ملنے کے پتے.....☆

☆ شیخ الاسلام لائبریری اینڈ ریسرچ فاؤنڈیشن، نزد جامعہ نظامیہ حیدرآباد۔

040-24574123

☆ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر تاڑبن X روڈ،

حیدرآباد۔040-24469996

☆ عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی حیدرآباد۔09440068759

☆ دکن ٹریڈرس مغل پورہ، حیدرآباد۔040-24521777

☆ برکاتی بک ڈپو، عقب خواجہ بازار روضہ خرد، گلبرگہ۔09945333045

☆ نوری کتاب گھر، درگاہ روڈ، گلبرگہ۔09035126496

☆ انواریہ بک ڈپو، موتی مسجد کامپلس ٹیپو سلطان روڈ رائچور۔09986234782

☆ مدنی بک اسٹال قادریہ مسجد کامپلس بنکاپور چوک ہبلی۔09886019710

☆ الہاشمی محبوب کتب خانہ نزد گاندھی چوک تعظیم ترک مسجد بیجاپور۔09448210578

☆ الیاس واچ کمپنی اینڈ دینی جنرل اسٹورس نزد بس اسٹانڈ بیجاپور۔09448959786

☆ قاصد کتاب گھر نزد جامع مسجد آ کاٹ درگاہ بیجاپور۔09036161613

☆ فیضان انوار واشرف اکیڈمی نزد ٹیلین مسجد بیجاپور - 09036543026

☆ انوار بک اسٹال نزد دولو ر مسجد ٹیپو سلطان چوک سرگپہ - 07795222393

○ ایک پرخلوص گذارش ○

آپ حضرات کے سامنے ایک کتاب ''سیرت والدین مصطفیٰ ﷺ'' ہے جس کا مقصدِ عین والدین مصطفیٰ ﷺ کے ایمان وجنتی ہونے کے اقوال کو جمع کرنا تھا جس عظیم کام کو محدثین وعلماء علیہم الرحمۃ والرضوان نے کیا ہے۔ میں نے بھی مناسب سمجھا کہ پہلے والدین مصطفیٰ ﷺ کی سیرت کے کچھ مختصر گوشوں کو پیش کروں۔

قرآن، حدیث، اقوال محدثین، تاریخ وسیر کی روشنی میں کچھ حالات زندگی اور ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ کے متعلق اقوال کو جمع کیا گیا ہے۔ بندۂ عاجز کا کچھ نہیں۔ جن اکابرین اہل سنت وجماعت کی کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں یہ انھیں کا کرم اور انہیں کی عنایت ہے۔

قابل ولائق علمائے ذی وقار واساتذۂ کرام سے پُرخلوص گزارش ہے کہ اس کتاب میں جو بھی غلطی، خامی، سہو کا مشاہدہ فرمائیں تو نظرانداز کرتے ہوئے احقر کو مطلع فرمائیں یا کسی اہم بات کا اضافہ ضروری سمجھیں تو آگاہ فرمائیں تاکہ ان شاء اللہ آنے والے ایڈیشن میں تصحیح واضافہ کے ساتھ شائع کیا جاسکے۔

سید صادق انواری اشرفی قادری سرگیوی عفی عنہ

کامل الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد، ایم۔اے۔اردو۔ میسور یونیورسٹی عربی مدرس نورالنبی عربک اسکول بیجاپور

موبائل نمبر: +919036543026

ای۔میل ashrafi.syedsadiq828@gmail.com

کتاب ''سیرت والدی

مقبول بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم از ہر ہند جامعہ نظ

اس جامعہ کے بانی عارف باللہ شیخ الاسلام حضرت امام حافظ محمد انو
نے ۱۹ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ میں دین وسنیت کی اشاعت کے لئے
کی ایک قدیم وعظیم اسلامی یونیورسٹی کی شکل میں اپنی عمر کا ۱۴۵ وا
وفضلاء فارغ ہوئے جبکہ 15 لاکھ سے زائد طلباء وطالبات نے
بھر میں پھیلے ہوئے موتیوں اور پھولوں کو ایک کتاب میں جمع ک
اس میں پوری طرح کامیابی نہیں ملی۔ چند حضرات کا تذکرہ وسوا
پر لایا جارہا ہے۔ ویسے زمانہ طالب علمی سے آج تک مجلات،
ہورہے ہیں لیکن تاہنوز رسالہ یا کتابچہ کی شکل میں کوئی تخلیق
باضابطہ قلمی سفر کی ابتداء پیارے آقا ﷺ کے سیرت وصورت
والدین مصطفی ﷺ پر خراج عقیدت پیش ہو۔ ملکی سطح پر وال
میں والدین مصطفی ﷺ کے مختصر حالات زندگی، ان کی ذا
مصطفی ﷺ کی مکمل بحث، والدین مصطفی ﷺ کو دولت ا
انداز میں سیر حاصل معلومات ہو۔ اسی مقصد کے تحت سیرت وا
فائدہ ہو اور عظمت والدین مصطفی ﷺ ہر ایک کے دل میں
ذریعہ اگلی منظر عام پر آنے والی ساری تصانیف پر رحمتیں وبرکتیں

Ashraf Academy
ti Colony Plot No 179
in No 586109 K.S INDIA
036543026
academy@gmail.com

...ین مصطفیٰ ﷺ'' پر ایک نظر

...امیہ حیدرآباد پر آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت ہے
...ار اللہ فاروقی فضیلت جنگ علیہ الرحمہ متوفی ۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
...تقویٰ وتوکل کی اساس پر قائم فرمایا اور وہ درسگاہ آج ہند وبیرون ہند
...ں سال مکمل کر رہی ہے اس جامعہ سے اب تک زائد از 5 لاکھ علماء،
...مختلف کورسس کی تکمیل کی۔ گذشتہ دو سال سے اس جامعہ کے دیا
...ر کے ''گلستان انوار'' کے نام سے ترتیب دینے کی کوشش کی لیکن
...ں ہوا اس کو صد سالہ عرس بانیٔ جامعہ علیہ الرحمہ کے موقع پر منظر عام
...رسائل، وجرائد میں مختلف مقالات ومضامین شائع ہوئے ہیں اور
...ظہور پذیر نہیں ہوئی۔ ''گلستان انوار'' سے پہلے ضروری سمجھا کہ
...ت کے کسی پہلو پر قلم اٹھا کر کروں تو اچانک خرد نے آواز لگائی کہ
...دین مصطفیٰ ﷺ پر کوئی مستقل کتاب دستیاب نہیں تھی۔ جس
...ت پر کئے ہوئے اعتراضات کے جوابات، فقہ اکبر اور والدین
...یمان کی روشنی، اور انکے صحابی وجنتی ہونے ان تمام مضامین پر مدلل
...الدین مصطفیٰ ﷺ تالیف کی گئی ہے جس سے عوام الناس کو
...جاگزیں ہو۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اس کتاب کے
...ں نچھاور ہوں۔ اور ان سے افادۂ عام وسرمایہ نجات اُخروی میسر ہو۔

مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری سرہوی

Faizan-e-Anwar wa...
Near Yaseen Masjid Srish...
Opp New Court BIJAPUR P...
Mobaile No . 09...
Email:fz.anwaroashrafa...

کتاب ''سیرت والدین مصطفی ﷺ'' پر ایک نظر

مقبول بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم از ہر ہند جامعہ نظامیہ حیدر آباد پر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت ہے اس جامعہ کے بانی عارف باللہ شیخ الاسلام حضرت امام حافظ محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ علیہ الرحمہ متوفی ۲۹ رجمادی الاولی ۱۳۳۶ھ نے ۱۹ رذی الحجہ ۱۲۹۲ھ میں دین وسنیت کی اشاعت کے لئے تقویٰ وتوکل کی اساس پر قائم فرمایا اور وہ درسگاہ آج ہند و بیرون ہند کی ایک قدیم وعظیم اسلامی یونیورسٹی کی شکل میں اپنی عمر کا ۱۴۵ واں سال مکمل کر رہی ہے اس جامعہ سے اب تک زائد از 5 لاکھ علماء وفضلاء فارغ ہوئے جبکہ 15 لاکھ سے زائد طلباء وطالبات نے مختلف کورس کی تکمیل کی۔ گذشتہ دو سال سے اس جامعہ کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے موتیوں اور پھولوں کو ایک کتاب میں جمع کر کے ''گلستان انوار'' کے نام سے ترتیب دینے کی کوشش کی لیکن اس میں پوری طرح کامیابی نہیں ملی۔ چند حضرات کا تذکرہ وصول ہوا اس کو صد سالہ عرس بانی جامعہ علیہ الرحمہ کے موقع پر منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔ ویسے زمانہ طالب علمی سے آج تک مجلات، رسائل، وجرائد میں مختلف مقالات ومضامین شائع ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں لیکن تا ہنوز رسالہ یا کتابچہ کی شکل میں کوئی تخلیق ظہور پذیر نہیں ہوئی۔ ''گلستان انوار'' سے پہلے ضروری سمجھا کہ باضابطہ قلمی سفر کی ابتداء پیارے آقا ﷺ کے سیرت وصورت کے کسی پہلو پر قلم اٹھا کر کروں تو اچانک خرد نے آواز لگائی کہ والدین مصطفی ﷺ پر خراج عقیدت پیش ہو۔ ملکی سطح پر والدین مصطفی ﷺ پر کوئی مستقل کتاب دستیاب نہیں تھی۔ جس میں والدین مصطفی ﷺ کے مختصر حالات زندگی، ان کی ذات پر کئے ہوئے اعتراضات کے جوابات، فقہ اکبر اور والدین مصطفی ﷺ کی مکمل بحث، والدین مصطفی ﷺ کو دولت ایمان کی روشنی، اور انکے صحابی وجنتی ہونے ان تمام مضامین پر مدلل انداز میں سیر حاصل معلومات ہو۔ اسی مقصد کے تحت سیرت والدین مصطفی ﷺ تالیف کی گئی ہے جس سے عوام الناس کو فائدہ ہو اور عظمت والدین مصطفی ﷺ ہر ایک کے دل میں جاگزیں ہو۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اس کتاب کے ذریعہ اگلی منظر عام پر آنے والی ساری تصانیف پر رحمتیں وبرکتیں نچھاور ہوں۔ اور ان سے افادہ عام وسرمایہ نجات اُخروی میسر ہو۔

مولانا سید صادق انواری اشرفی قادری

Faizan-e-Anwar wa Ashraf Academy
Near Yaseen Masjid Srishti Colony Plot No 179
Opp New Court BIJAPUR Pin No 586109 K.S INDIA
Mobaile No . 09036543026
Email:fz.anwaroashrafacademy@gmail.com